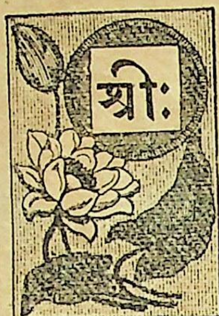
Dhram Raksha

By Shardha Ram G.K.V.









ओम्

धर्म रक्षा

श्रीमान् स्वर्गवासी परमविख्यात श्रीपण्डित
श्रद्धारामजी फिल्लौरी रचित

—०—

इसमें उन सब आक्षेपों के यथायोग्य उत्तर दिये गये हैं जो विविध मतावलम्बी सनातन धर्म पर करते हैं।

دھرم رکھشا

من تصنیف

مشہور زمان پنڈت شردھا رام صاحب پھلوری آنجہانی

اس رسالہ میں اُن تمام اعتراضات کے مُفصّل جواب دئے گئے ہیں۔ جو مختلف سماجی اور دیگر مذاہب کے لوگ سناتن ہندو دھرم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں

سنہ ۱۸۹۱ء




مطبع مترولاس لاہور میں پنڈت مکند رام
مالک و مہتمم کے اہتمام سے چھپا

मूल्य ॥)

"मित्र विलास" यन्त्र लाहौर

ओम्

श्री कृष्णचन्द्राय नमः

تتمہ



ماہ مارچ گذشتہ کو جو میں نے سبھا لاہور کے اندر ایک دھرم اوپدیش یعنے لکچر پڑھا تھا اُس میں بہت سے اوپدیشوں کے بعد دو باتیں یہ بھی بیان کی تھیں کہ نئے مذہب کے لوگ اگرچہ بید و شاستر کو پڑھتے ہیں مگر اُنکو الہام کے طور پر سارا راست اور درست نہ ماننے کے سبب اُنکو نئی قسم کے ہندو کہنا چاہئے - اور یہ سبھا جو تھوڑے عرصہ سے لاہور میں قائم ہوئی ہے نیا سماج نہیں ٭ میری اِس تقریر کو سُن کے اُسوقت جتنے نئے سماجی لوگ وہاں موجود تھے اسقدر غصے اور طیش میں آئے کہ منجملہ اُن کے ایک شخص روکتے روکتے میدان کے بیچ نکل کھڑا ہوا کہ جس کو سماجی اخبار ممبران سبھا میں سے گردانتا ہے - اِس میں تعجب نہیں کہ اس شخص نے کسی باعث سے نام اپنا ممبران سبھا میں بھی لکھوا چھوڑا ہوگا لیکن درحقیقت وہ شخص ایک نامی گرامی سماجی ہے ٭ اگرچہ اُسوقت پنڈت مذکور کا چہرہ مارے غصہ کے سُرخ ہو رہا اور جسم تمام کانپتا اور زبان ایسی تھرّاتی تھی کہ بولنا محال تھا الّا تاہم اُنھوں نے سامعین کے کانوں تک یہ دو باتیں جیوں تیوں پہنچا ہی دیں - ایک یہ کہ اِسوقت جو کچھ پنڈت شردھارام نے بیان کیا یہ صرف اُن کی اپنی رائے ہے نہ کہ سبھا کی یعنے سبھا کے عقائد پنڈت پھلوری کے بیان سے مخالف ہیں - ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر پنڈت تھوڑا سا شاستر اور پڑھیگا تو اُس کی رائے بھی ضرور بدل جاوے گی ٭ دوم یہ کہ یہ سبھا سماج سے کسیقدر مخالف نہیں ٭ خیر اس بات کا حال تو بہ نسبت میری پنڈت جی کو اکثر بہ سبب قریب رہنے کے مجھ سے زیادہ ہی معلوم ہوگا کہ

سبھا کے اندرونی عقائد سماج سے مخالف ہیں یا مطابق ہیں سنے جسقدر دیکھا
بہ ظاہر کارروائی اس سبھا کی سماج سے برخلاف پائی ۔ چونکہ اُسوقت سبھا
کے کسی خاص ممبر نے اُٹھ کے یہ بات بیان نہ کی کہ ہم لوگ ضرور سماج سے
برخلاف ہیں اسواسطے بعض حاضرین کو یہ شک بھی ہوا کہ در اصل یہ
سبھا بھی ضرور سماج یا اُس کے ہمرنگ ہے لیکن اُس روز شام ہو جانے
کے سبب جلسہ ختم ہو کر سب لوگ برخاست ہو گئے ۔ اُسوقت اور تو سب
لوگوں کے چہرہ جو قریب ایک ہزار آدمی کے موجود تھے اول سے آخر تک
بشاش ہی معلوم ہوتے تھے مگر نئے سماجی لوگوں کی آتش غضب کئی
روز تک فرو نہوئی - چنانچہ اُس کے نو روز بعد اپنی خاص جگہ میں ایک
لکچر مجھ سے برخلاف دیکر اپنے دل کو سرد کیا ۔ میں سنتا ہوں کہ اُس
لکچر میں اُنھوں نے چند کلمات ایسے بھی مُنہہ سے نکالے کہ جن کو سُن کے
بُہت سے ہندو حاضرین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ بلکہ منجملہ اُن کے چند
آدمی کانوں میں اُنگلیاں دیکر شریرام شریرام کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے ۔
اُس لکچر کے پڑھنے والے جو ایک بابو جی ایک برہمن شخص تھے ازیں موجب
تمام ہندوؤں میں زیادہ تر حیرانی پھیلی ۔ خیر وہ روز تو جیسے کیسے کٹا لیکن
دوسرے روز شہر میں اسبات کا چرچا پھیلا کہ کل رات بابو جی نے ہندو
دھرم کی بابت بُہت سخت کہا - اُن ایام میں تو میں ضروری کام کے سبب
لاہور سے علیحدہ ہو آیا اِلّا تھوڑے عرصہ کے بعد اس سماج کے پرچہ
ہائے اخبار میری نظر سے گذرے کہ جنمیں بابو صاحب کے اُس لکچر کا خلاصہ
مندرج تھا ۔ ایک بات تو بڑی دانائی کی پائی گئی کہ اُنھوں نے اپنا وہ لکچر
بہ جنسہ درج اخبار نہیں کرایا صرف اُس کا خلاصہ مندرج ہے ورنہ
ہندو ناظرین کے دل بہت ناراض ہوتے ۔ اُس لکچر کی ساری تقریر اسبات
کی بھری ہوئی ہے کہ میں نے سماجی لوگونکو نئی قسم کے ہندو کیوں کہا ۔ بابو
صاحب کا دل جو مجھ سے ناراض ہے اسواسطے میری نسبت اُنھوں نے جو جو
مہربانیاں فرمائیں اُن کی تو مجھے برداشت کرنی ہی فرض ہے لیکن جو جو الزام
اُنھوں بید اور شاستر اور ہمارے رشی اور اوتاروں کو لگائے انکا برداشت کرنا محال ہے ۔
اب اگرچہ بابو صاحب کے لکچر کا جواب دینا میں کچھ ضروری نہیں سمجھتا تھا
اس دور اندیشی نے میرے ہاتھ میں قلم کو پکڑا دیا کہ مبادا ہمارے کوتاہ اندیش ہندو

بھائیوں کے دل میں یہ بات نقش ہو جاوے کہ بابو جی نے جو جو اعتراضات بیان
فرمائے وہی راست اور لائق تسلیم ہیں ۔ گو مناسب تھا کہ اب میں اُن کے لکچر
کا جواب لکھنا شروع کرتا مگر اُس سے پہلے میں اپنا وہ لکچر لکھتا ہوں کہ جو بابو جی
کے لکچر کی جڑ تھا ورنہ ناظرین کو سلسلہ تقریر کا کچھ معلوم نہوگا کہ میں نے کیا
زیادتی کی تھی کہ جس پر بابو صاحب کو یہ پتھر تولنے پڑے ۔ جب میں اپنا لکچر لکھ
چکونگا تو بابو صاحب کی تقریر کو نمبروار لکھکے ہر ایک نمبر کا جواب لکھونگا ۔ انتر
جامی پرمیشر اپنی کرپا نازل فرماوے ۔ مخفی نرہے کہ یہ لکچر بجنسہ اُسی کا ترجمہ
ہے کہ جو میں نے سبھا میں بزبان ہندی پڑھا تھا - اُس کا خلاصہ نہیں
اور واضح ہو کہ بابو صاحب نے جو اپنا دعوے ثابت کرنے کے واسطے اکثر شاستروں کے
بچن پڑھے تھے لہذا میں نے بھی اپنی عقل کو دخل نہیں دیا جہانتک ہو سکا
از روے شاستر جواب دیا ہے ۔ مجھے یقین نہیں کہ اس رسالہ کو پڑھکے سب
لوگ اس کے مضامین پر عمل درآمد کرنے لگجاوینگے مگر میری زیادہ کوشش
اس امر میں ہے کہ کسی کو یہ گمان نہو جاوے کہ بابو صاحب کے اعتراضوں کا
جواب شاستر سے کچھ ہو ہی نہیں سکتا ۔

پنڈت شردھا رام ساکن قصبہ پھلور ضلع جالندہر

لکچر یعنے دھرم اوپدیش منجانب پنڈت شردھا رام
ساکن قصبہ پھلور ضلع جالندھر

پیارے بھگتو۔ بڑی شکر کی بات ہے کہ آج کل اس ملک کے بڑے شہروں میں دھرماتما لوگ ہندو مذہب کی ترقی اور سنسکرت زبان کے سکھلانے کے واسطے طرح طرح کی کوششیں کرتے نظر آتے ہیں اور کئی ایک شہروں میں بدچلنی اور رسومات ناجایز کو ترک کرا کے نیکوکاری اور تہذیب اخلاق کے واسطے بُہت سی سبھائیں یعنے مجلسیں بھی قائم ہوئی ہیں امید کہ اگر پرمیشر فضل کرے تو اِن مجلسوں سے ہمارے مُلک کو بہت فوائد حاصل ہونگے۔ یہ بھی اُمید ہے کہ ان سبھاؤں سے ہمارا قدیمی ہندو دھرم جو ذات پات چھوت چھات کو قائم رکھنا چاہتا ہے کم نہیں ہونے پاوے گا ٭

بہت لوگ کہا کرتے ہیں کہ غیر ذات کے لوگوں کے ساتھ چھونے اور اُن کی چھوئی ہوئی اشیاء کے کھانے پینے کا عیب شاستر میں کہیں نہیں لکھا یہ صرف ہمارا ملکی رواج ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ دھرم دو قسم کا ہوتا ہے ایک لوکک یعنے دنیوی دوسرا بیدک یعنے کتابی ٭ دنیوی وہ ہے کہ جس کو دنیا داروں نے کسی فائدہ کے واسطے قائم کیا ہو۔ کتابی وہ کہ جو شُرتی اور سمرتی میں لکھا ہو ٭ سو غیر ذات کے جوٹھے و چھوئے ہوئے اور اُسکے ہاتھ کا کھانے سے پرہیز کرنا دونو طور سے جائز ہے ٭ دنیاوی طور کا بیان کرنا تو اسوقت ضروری نہیں مگر کتابی طور سے یعنے بید اور شاستر سے پرہیز کا جایز ہونا میں اب ظاہر کرتا ہوں ٭ اے صاحبان آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں کہ جن سے ہندوؤں کے مذہبی عقائد معلوم ہوں علم نجوم و طبابت وغیرہ میں تو مندرج نہیں ہوتیں ان باتوں کو اُن کتابوں میں دیکھنا چاہیئے کہ جو دھرم شاستر کے نام سے مشہور ہیں ٭ دھرم شاستر وہ ہوتا ہے کہ جو ان میں سے کسی رشی کا کہا ہوا ہوتا ہے یعنے۔ بیاس۔ پراشر۔ بشوامتر۔ بششٹ۔ منو۔ گوتم۔ ناربت وغیرہ اگرچہ ان سب کے بنائے ہوئے دھرم شاستر یعنے سمرتیاں موجود ہیں لیکن ہم کلجگ کے لوگوں کے واسطے پراشر جی کے دھرم شاستر یعنے پاراشری پر چلنے کی خصوصیت مقرر ہو چکی ہے سو اب دیکھنا چاہیئے کہ آیا اُس پاراشری میں کوئی

پچن ہکو غیر ذات کے ساتھ بلنے اور اُس کے ہاتھ کا کھانے پینے سے منع کرتا ہے
یا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

शूद्रान्नं सूतकस्यान्नमभोज्यस्यान्नमेव च। शंकितं प्रतिषिद्धान्नं
पूर्वोच्छिष्टं तथैव च॥ यदि भुङ्क्ते तु विप्रेण ज्ञानादज्ञानतोऽथवा।
ज्ञात्वा समाचरेत् कृच्छ्रमुपवासं तदन्यथा॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ شودر کا اور سوتک کا وچنڈال وغیرہ کا اَن متروک اور
ممنوع اور پہلا کھایا ہوا یعنے جوٹھا اَن اگر کوئی برہمن دانستہ کھاوے تو کرچھر
تام برت کرے اور اگر نادانستہ کھاوے تو صرف ایک برت رکھنے سے پاک ہوتا ہے
پھر بیاس جی فرماتے ہیں :۔

नीचानां दर्शनं निंद्यं तथाहि यज्ञ कर्मणि।
जपे होमे वेदपाठे प्रातः काले विशेषतः॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ کھیاہ اور جگ کرم اور جپ ہوم اور بید کے پڑھنے کے
وقت نیچوں کا درشن جائز نہیں اور خصوص علے الصباح نیچ کا درشن متروک ہے
پھر ایک دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ :۔

सिद्धान्नं च जलं यो वै नीचहस्तान्मुखे क्षिपेत्।
तत्स्पृष्टमथवा भुंक्ते ते न तुल्यो भवेन्नरः॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ ریندھا پکا ان اور جل جو شخص نیچ کے ہاتھ سے
لیکر اپنے مُنھ میں ڈالتا ہے یا اُس کے چھوئے ہوئے کو کھاتا ہے وہ اُس
کے برابر ہو جاتا ہے :۔

پیارے ہندو بھائیو۔ اب دیکھنا چاہئے کہ جس حالت میں اُن کے ہاتھ کا
کھانا یا چھوا ہوا کھانا پینا متروک ہے تو اُن کے ساتھ بیٹھکر کھانا پینا کب
جائز ہو سکتا ہے۔ ہندو شاستر میں پاکیزگی اور صفائی دو قسم کی لکھی ہے
ایک جسمانی دوسری روحانی۔ جسمانی یہ کہ جسم کو نجاست سے نہ بھرنے دینا
اور ناخوردنی و نانوشیدنی چیزوں کے کھانے پینے اور نیچوں کے ساتھ چھونے
سے بچانا۔ روحانی یہ کہ دل کو کینہ و بغض اور حسد و دروغ وغیرہ افعال
بد سے محترز رکھنا۔ اگرچہ سب ہندو لوگ ان دونو قسم کی صفائی و پاکیزگی
کے ساتھ مُزیّن نہیں دیکھے جاتے الّا تاہم اُن کو اس صفائی اور پاکیزگی کی
طرف سے انکار نہونے کے سبب وے ہندوپن سے خارج نہیں ہو سکتے۔

صاحبو ہمارے مذہب کی بنیاد ذات پات اور کھانے پینے کا بچانا ہے - کھانے
پینے کی یہاں تک حفاظت ہے کہ ہندو آدمی جہانتک ہو سکے - سویم پاکی یعنے
اپنے ہاتھ کی روٹی کھانے والا بنے ٭
اور اگر اس بات کا نباہ نہ ہو سکے تو پھر ہمارے شاستر میں یہ بھی اجازت ہے کہ-

द्विजहस्ताज्जलं ग्राह्यं मातृहस्तात्तु भोजनम् ।
पत्नीबंधु स्वगोत्रेभ्य ऋतेभक्ष्यं न विद्यते ॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ :- پانی اُس کے ہاتھ کا پینا چاہیئے کہ جس کو دوسرا
جنم یعنے گورو دیکچھا ہو چکی ہو اور کھانا پینا اپنی ماتا کے ہاتھ کا یا استری اور
اپنے بھائی اور یا اپنے گوت کے آدمیوں کے ہاتھ کا مناسب ہے انکے سوائے
اور کسی کے ہاتھ کا مناسب نہیں ٭ ایک اور بات سے بھی ثابت ہوتا ہے
کہ نیچوں کے ہاتھ سے یا اُن کے چھوے ہوئے بھوجن اور جل کا کھانا پینا
ضرور منع ہے کسواسطے کہ منو اور پراشر وغیرہ کے دھرم شاستروں میں نیچوں
سے چھوئی ہوئی اور اُن کے ہاتھ سے کھائی ہوئی اشیاء کے دوش دور کرنیکے
لیئے کئی قسم کی پراسچت یعنے توبہ کی ترکیبیں لکھی ہیں - اگر چھوت چھات
کا کچھ عیب نہ ہوتا تو توبہ کی کیا غرض تھی ؟ اگر کوئی کہے ہم منو اور پراشر
کے بچنوں کو معقول نہیں جانتے - جس کے چھونے سے جسم سیاہ ہو جاوے
یا جس شئے کے کھانے سے زبان کو تلخی معلوم ہو بطور معقول ہم اُسکو متروک
سمجھیں گے تو سُنو میں اسوقت مسائل طب نہیں سُنا رہا کہ جنمیں دلائل
عقلی کو دخل ہو بلکہ دھرم شاستر یعنے علم فقہ کا ذکر کر رہا ہوں کہ جہاں دلائل
عقلی کو پورا پورا دخل نہیں ہوتا - صاحبو یہاں تو صرف ایمان کا کام ہے اگر
تم ہندو ہو اور اُن رشیوں کے پیرو ہو تو بلا چون وچرا دھرم شاستر کے
فرمانوں کو تسلیم کرو اور اگر دھرم شاستر مانتے ہو تو نیچوں کے چھوئے ہوئے
اور اُن کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانے پینے کا پرہیز بھی ضرور کرنا پڑیگا ٭ میں یہ
نہیں کہتا کہ انسان کو عقل پر بالکل بھروسا نہ رکھنا چاہیئے مگر مطلب میرا
یہ ہے کہ دھرم شاستر کے فرمان پر از روے عقل کوئی شک و شُبہ اُٹھانا اچھا
نہیں ٭ اس سے کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ دھرم شاستر بالکل خلاف از عقل
ہوتے ہیں بلکہ اُن رشی لوگوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ عین معقول اور مقبول
ہے اِلّا ہم ناقص فہم انسانوں کی عقل کو اتنی رسائی نہیں کہ اُن کے فرمان

کی حقیقت اور ماہیت کو سمجھ سکیں کیونکہ ہماری عقل بہ نسبت اُن کے بہت
ناچیز ہے - انھوں نے جو نیچوں کا کھانا پینا متروک ٹھہرایا اگرچہ اس وقت
اُن کے ساتھ کھانے سے ہماری زبان یا بدن پر بظاہر آبلے نہیں پڑجاتے
مگر تعجب نہیں کہ ہماری آتما یعنے روح کا کچھ نقصان ہوتا ہو کہ جس کو ہم اپنی
اِن آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے + اگر کوئی پوچھے تم نیچ کس کو کہتے ہو تو
سنو۔ میری زبان کسی کو نیچ نہیں کہہ سکتی مگر جن شاستروں کا پیرو ہوں
اُن میں نیچ دو قسم کا لکھا ہے۔ ایک جاتی نیچ - دوسرا کرم نیچ - جاتی نیچ
وہ ہوتا ہے کہ جو نیچ کے نطفہ سے پیدا ہو۔ اور کرم نیچ وہ ہوتا ہے کہ جو
نیچ کرم کرے جیسا کہ لکھا ہے :-

ब्रह्मघ्नो गुरुघाती च गोघ्नः कन्याविघातकः ।
वेदानां निन्दकश्चैते पंच नीचाः प्रकीर्तिताः ॥
क्रूरो वा निन्दकः स्तेयः पापात्मा धर्मनाशकः ।
नीचसेवारतो नित्यं पितृभ्यो विमुखो जनः ॥

معنے اِن کے یہ ہیں کہ برہمن اور گورو اور گئو کے مارنیوالا۔ دختر کش۔ بید کی
نندا کرنیوالا۔ یہ پانچوں نیچ کہے جاتے ہیں۔ سخت مزاج غیبت کرنیوالا۔ کنہگار۔
دھرم کا ناش کرنیوالا اور نیچ کی صحبت کرنیوالا والدین کا دشمن یہ سب نیچ
گنے جاتے ہیں :-
جاتی نیچ یہ ہیں کہ :-

रजकश्चर्मकारश्च नटो वरुड एव च ।
कैवर्त्तमेदभिल्लाश्च सप्तैते चान्त्यजातयः ॥
श्वपाको लुब्धकश्चैव पशुघ्नो मृतहिंसकः ।
चर्मजीवी म्लेच्छजातः षडेते नीचसंज्ञकाः ॥

معنے اِن کے یہ ہیں کہ دھوبی چمار نٹ برڑ ملاح مید بھیل یہ سات
انتج یعنے نیچ ہیں۔ چوہڑا صیاد قصاب جلاد چمار ملیچھ - یہ چھ قوم نیچ
ہیں + سو بس ان سب سے ملنا۔ چھونا۔ کھانا۔ پینا۔ جو ہمارے شاستر
میں منع ہے - مجبوراً یا ضرورتاً سہواً ان سے ملنے کا اتفاق ہو جاوے تو
پراسچت کرنا لکھا ہے - تو ہم ہندوؤں لوگوں کو حتے المقدور ان سے ضرور
دور رہنا چاہیئے + اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جو قصاب کا بیٹا ساری عمر بھر

قصاب کا کام نہ کرے اُس کے ہاتھ سے کھانا پینا کیوں متروک گنا جاتا ہے
تو سنو اُس کی پیدایش جو نطفہ قصاب سے ہوئی ہے اِس باعث سے اُسکے
ساتھ کھانا پینا نہیں مِلایا جاتا لیکن اگر وہ شخص بموجب فرمان دھرم شاستر
پرمیشر کی محبت اور اپنے لائق دھرم کو قبول کرے تو ہم اس کو ہندو
ضرور کہہ سکتے ہیں - جیسا کہ سدنا قصائی اور کبیر جلاہا - رامداس چمار وغیرہ
لوگ بھگتی کے پرتاپ سے سب ہندو گنے گئے ہیں ٭ اس بات سے میں
اُن لوگوں کو بھی جواب دیتا ہوں کہ جو ہندو لوگوں سے یہ سوال کیا کرتے
ہیں کہ اگر تمہارے مذہب میں کسی مسلمان کا اعتقاد ہو جاوے تو تم
اُسکو ہندو بنا سکتے ہو یا نہیں - ہاں بیشک ہم اُس کو اتنی بات میں
ہندو ضرور بنا سکتے ہیں کہ ازروے دھرم شاستر جو دھرم اُس کے لائق
ہے اُس کا اوپدیش کرینگے اور اپنی کتھا کیرتن میں جماعت سے علیحدہ
اُس کو معقول جگہہ دینگے اور پرمیشر کے بھگتوں میں اُس کا نام
گنینگے - لیکن وہ ہمارے کھانے اور پینے کے وقت شامل نہیں ہوسکتا
کیونکہ کھانا پینا ہمارا بُہت سے اصلی ہندوؤں کے ساتھ بھی نہیں ہوسکتا
کہ جو ہمارے گوتر سے باہر ہیں - اور اگر وہ شخص صرف اپنی نجات کیواسطے ہندو
بنا ہے تو اُس کو ہمارے ساتھ ملکے کھانے پینے کی پرواہ بھی نہ رکھنی چاہئے ٭
بڑے تعجب کی بات ہے کہ اب بُہت لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ہم ہندو شاستر
کو صرف اتنی ہی بات میں بُرا نہیں سمجھتے کہ اُس میں ذات پات اور چھوت
چھات کی باتیں لکھی ہیں بلکہ اس بات سے بھی ہماری بے اعتقادی ہوئی
جاتی ہے کہ اُس میں بُت پرستی کرنا اور پرمیشر کا اوتار ہونا لکھا ہے ٭ پیارے
بھگتو-جن لوگوں کا اعتقاد ہندو شاستر سے بالکل دور ہو چکا اُن سے تو ہماری
اب کچھ غرض نہیں رہی لیکن جنکے دل میں ابھی کچھ شک وشبہ باقی ہے اور
مانند کشتی کی دریاے حیرت میں ڈگمگا رہے ہیں اُنسے میں دو باتیں کہنی چاہتا
ہوں ٭ ایک یہ کہ تم نے جو عیب شاستر پر لگاے ہیں اُن کا جواب بھی مفصل
دیا جاوے گا - دوسرے یہ کہ تم جو ہندو شاستر کو معیوب سمجھ کے کسی دوسرے
مذہب کی طرف جھکنا چاہتے ہو کیا اب تم کو یہ یقین ہے کہ اُس مذہب میں
اب کوئی کچھ اعتراض نہیں کرسکتا - یا اگر کوئی اعتراض کرے بھی تو تم اس کو
بالکل لاجواب کرسکتے ہو ؟ نہیں صاحب - یہ دعوے اور کسی مذہب پر نہیں کیا

جاتا کہ اُس میں اعتراض کو جگہ نہیں ۔ اگر کوئی ایسا مذہب ہے بھی تو یہ ہندو
مذہب ہی ہے کہ جس پر کوئی اعتراض نہیں اُٹھ سکتا اور اگر اُٹھا بھی ہے
تو تب تک ہی جب تک اچھی طرح سے اُس کو سُنا نہیں اور یا اُس مذہب کی
دقایق اور رموز کو نہیں سمجھا ۔ سو لازم ہے کہ انسان پہلے اچھی طرح سے
ہندو مذہب میں تحقیق کرے اگر کچھ شک باقی رہے تو جہاں چاہے جاوے ۔
سو اب مجھے یقین ہے کہ اگر اسی طرح سے جابجا دھرم سبھائیں قائم ہو جاوینگی
تو ہندو لوگوں کے دھرم کو بڑا استقلال پُہنچے گا کیونکہ ان سبھاؤں میں ہمیشہ
بید اور شاستروں کا پاٹھ ہوتا اور بعد اُس کے کچھ بھجن اور کیرتن کیا جاتا ہے ۔
شاستر میں لکھا ہے کہ مُکتی کے ساودھنوں میں بھجن اور کیرتن بھی ایک اوتم
سادھن ہے اور خاص کر کے اس کلجگ میں تو کیرتن یعنے پرمیشر کے گُن
گانے سے بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ :۔

"कलौ कीर्तन मुत्तमम्"

معنے اس کے یہ ہیں کہ کلجگ میں کیرتن کرنا بہت اُتّم کرم ہے ۔
پھر منوجی نے بھی کہا ہے کہ

वेद: स्मृति सदाचार: स्वस्य च प्रियमात्मन:
एतच्चतुर्विधं प्राहु: साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ ۔ بید اور سمرتی اور پاک لوگوں کا چال و چلن اور جو کام
آتما کو پیارا لگے یہ چار باتیں دھرم کا لچھن ہیں ۔ سو اس بھجن کیرتن میں جو
چاروں باتیں ایک ہی دفعہ پائی جاتی ہیں اس واسطے کیرتن کا سُننا اور کرنا
بہت فائدہ رکھتا ہے ۔ علاوہ ازیں بید پڑھنے کی شکشا یعنے ترکیب میں
گیت گانے کو ایک قسم کی سادھی لکھا ہے اور اسی سبب سے تمام سام بید
گیتوں کے طور پر لکھا اور گانے کی طرح پڑھا جاتا ہے ۔ اس بیان سے میری
یہ غرض نہیں کہ لوگ آج سے گیتوں کا گانا اور سُننا شروع کردیں مطلب میرا
یہ ہے کہ جس گیت میں پرمیشر کی تعریف اور اُس کی فضیلت اور کرم کا شکریہ
پایا جاتا ہو اُس کا گانا سادھی روپ کہا ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ
کہ لوگ اس قسم کے گیتوں کو چھوڑ کے شہوت انگیز گیتوں کے گانے اور سُننے میں
محبت کرتے ہیں ۔ جیسا کہ راس دھاریوں کے بُرے گیتوں کا گانا اس ملک
میں بہت جاری ہے ۔ بہت سے ناقص فہم لوگ راس دھاریوں کے بُرے

گیتوں کا سُننا بھی سری کرشن مہاراج کا بھجن سمجھتے ہیں مگر میری راے
میں یہ بھجن نہیں بلکہ اپنے اُس پرمیشر کو کہ جس نے کبھی کوئی بُرائی
نہیں کی عیب لگانا ہے ۔٭ میں سچ کہتا ہوں کہ کرشن مہاراج نے کبھی کوئی
ناجائز لیلا نہیں کی بلکہ ہمیشہ پراوپکار اور بھگت اودھار ہی کرتے رہے ۔
جو جو عیوب راس دھاری لوگ عیاش اور اوباش لوگوں سے خوش کرنے کیواسطے
شری کرشن مہاراج کو لگاتے اور گوپیوں کی راس بلاس کی باتیں گاتے ہیں
وے کسی معتبر پُستک میں نہیں لکھیں مثلاً جڑاو آرسی کا گانا ۔ اور چھلے
مندری کے گیتوں اور قصّوں کا سُنانا ۔ میرے پیارے بھگتو اس قسم کے
تمام گیت کسی پوستک میں نہیں لکھے ۔ صرف کوتاہ اندیش شاعروں نے
اپنی نظموں کے سجانے کیواسطے گھڑ چھوڑے ہیں ٭ ورنہ یہ بات کب ممکن
ہوسکتی ہے کہ وہ پاک ذات پرمیشر کا اوتار آرسی اور چھلے چھاپ کے
گیتوں میں آتا ٭ پھر اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے بیگانی
عورات کے ساتھ کوئی بدفعلی نہیں کی کہ جسوقت تک وہ متھرا اور بندرابن
میں رہے عمر اُن کی گیارہ سال کی تھی کہ جن ایام میں شہوت انسانی کا
پیدا ہونا ناممکن ہے ٭ بھاگوت کے دشم اسکندھ میں کرشن لیلا کی باتیں بہت
لکھی ہیں تو میں کہتا ہوں بتاؤ وہ کس ادھیائے کا کونسا اشلوک ہے کہ جسے
شری مہاراج کا بیگانی عورت کے ساتھ بدفعلی کرنا ثابت ہوتا ہے ۔ ہم اُسکے
معنے اصلی سُناکے آپکا یہ شبہ رفع کردینگے ٭ بلکہ بھاگوت میں تو اس قسم
کے اشلوک لکھے ہیں کہ :-

स्मितावलोक लव दर्शित भाव हारि
भ्रूमण्डल प्रहित सौरत मन्त्र शौण्डैः
पत्न्यस्तु षोडश सहस्र मनंग बाणै
र्यस्येन्द्रियं विमथितुं करणैर्न विभ्व्यः

مختصر مطلب اس شلوک کا یہ ہے کہ جن کرشن مہاراج کے دل کو سولہ
ہزار عورت اپنے کرشمہ و ناز وغیرہ سے شہوت آمیز نہ بنا سکیں وہ پرمیشر
ہے ٭ خیر کرشن مہاراج کا اوتار ہونا اور اُن کا کسی بدفعلی کا نہ کرنا تو میں کسی
وقت پھر بڑی طوالت سے مفصل سناؤنگا مگر اسوقت اتنا کہنا ضروری ہے
کہ بھجن اور کیرتن اور بید شاستر کے سُننے سے انسان کو دینی اور دنیاوی
بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ٭ ہاں سچ ہے کہ ایک نیا فرقہ جو تھوڑے

عرصہ سے ہندؤں میں پیدا ہو کر اب اور زیادہ پھیلنا چاہتا ہے اپنے یہاں
بید اور سمرتی کا پاٹھ اور بھجن کیرتن تو کرتا ہے مگر اُس کو نئی قسم کا ہندو
سمجھنا چاہیئے ٭ تم سب لوگ جانتے ہو کہ پُرانے ہندو وے ہوتے ہیں کہ
جو بید کو کلام الٰہی مان کے اُس کے فرمانوں کو اول سے آخر تک راست اور
درست سمجھیں - اور ذات پات چھوت چھات جنیُو چوٹی جگ ہوم تیرتھ برت
شرادھ کھیاہ وغیرہ کرم کانڈ جو ہمارے معتبر رشیوں نے مقرر کیا ہے اور بید
میں جس کی شہادت پائی جاتی ہے اُس کو راست اور درست سمجھیں ٭ میں
یہ نہیں کہتا کہ ان لوگوں میں کسی طرح کا عیب ہے لیکن اتنا میری زبان
سے ضرور نکلا جاتا ہے کہ وے ذات پات اور چھوت چھات کو ضروری نہ سمجھنے کے
سبب نئی قسم کے ہندو ہیں - اُن کے چال چلن ظاہر و باطن کو دیکھ کے
انسان نیا۔ ست تو ضرور ہو سکتا ہوگا مگر یہ بات نہیں کہ ہندو پن میں
اچھا گنا جاوے ٭ جس اچھائی اور آزادی کی وہ ہدایت کرتے ہیں ازروئے
شاستر وہ پُرانے ہندؤں کو فائدہ بخش نہیں - شاستر میں دھرم اُس آچار یعنے
چال چلن کا نام ہے کہ جو مطابق بید اور دھرم شاستر کے ہو - جیسا کہ منوجی
فرماتے ہیں کہ :-

आचार: परमो धर्म: श्रुत्युक्त: स्मार्त एव च
तस्मादस्मिन्सदा युक्तो नित्यंस्यादात्मवान् द्विज: ।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ جو آچار شُرتی اور سمرتی نے فرمایا ہے وہی پرم دھرم
ہے سو لازم ہے کہ گیانواں برہمن چھتری اور بیش اُس میں ہمیشہ لگا رہے٭
پھر ایک دھرم شاستر کا یہ بچن ہے :-

श्रुति: स्मृति श्चमे नेत्रे ब्राह्मणस्य विजानत
एकेन विकल: काणो द्वाभ्यामंध: प्रकीर्त्तित: ।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ - گیانواں برہمن کی شُرتی اور سمرتی دو آنکھ ہیں اگر
ایک اِن میں سے نہ ہو تو کانا اور دونوں نہ ہوں تو اندھا ہوتا ہے ٭
میں یہ نہیں کہتا کہ یہ نئی قسم کے لوگ شُرتی اور سمرتی کو پڑھتے نہیں
الّا مطلب میرا یہ ہے کہ وے شُرتی اور سمرتی کو اول سے آخر تک تمام راست
اور درست نہیں سمجھتے معلوم ہوتے ٭ جیسا کہ اس شُرتی میں لکھا ہے :-

मृत्वा पुनर्मृत्युमापद्यते अद्यमाना स्वकर्मभि:

معنے اِس شُرتی کے یہ ہیں کہ- یہ سب جیو اپنے کرم سے دُکھی ہوئے ہوئے ایک بار مرے پھر موت کے سامنے ہوتے ہیں یعنے بار بار جنم لینے اور مرتے پھرتے ہیں- برخلاف اس کے سماجی لوگ کہتے ہیں کہ اِس شُرتی کا حصہ دوم تو سچا ہے کہ جیو اپنے کرم سے دُکھی ہوتے ہیں لیکن شُرتی کا حصہ اوّل جو جیو کا بار بار جنم مرن بیان کرتا ہے سچ نہیں کیونکہ ان لوگوں کے خیال میں جیو ایک ہی بار پیدا ہوا اور ایک ہی بار مریگا بار بار جنم لینا فضول ہے پھر ایک سمرتی میں لکھا ہے:-

गंगा पापं च तापं च हन्ति स्नातस्य कल्मषः
ब्रह्मकूर्चो मनः शुद्धिं विदधाति हरे र्यथा:

معنے یہ کہ اسنان کرنیوالے شخص کے پاپ اور تاپ دونوں کو شری گنگا جی تمام دور کرتی ہے اور برہم کورچ برت اور پرمیشر کا بھجن دل کو پاک کرتا ہے:
یہاں سماجی لوگ گنگا جی کو تاپ یعنے تپش کے دور کرنیوالی تو مانتے ہیں مگر سمرتی کی دوسری جگہ جو پاپ کا دور ہونا اسنان سے اور دل کا پاک ہونا برہم کورچ نام برت سے لکھا اُس کو ہرگز پذیرا نہیں کرتے، سو بس شُرتی سمرتی کے ایک حصہ کو ماننا اور دوسرے کو غلط سمجھنا اسی بات کا نام نیا ہندو پن ہے:
اے صاحبان اگرچہ وے لوگ اس کا یہ جواب دینگے کہ ہم اُس بات کو راست اور درست سمجھیں گے کہ جو قرین قیاس ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ خیر راست اور درست سمجھنا تو آپ کے اختیار ہے خواہ سمجھو یا نہیں سمجھو مگر اُن کو راست اور درست کہنے والے لوگ اگر نا درست سمجھنے والوں کو نئی قسم کے ہندو سمجھیں تو کیا جھوٹھ ہے:
میں سچ کہتا ہوں کہ دھرم شاستر اور بید کے فرمان اور علم الٰہی میں عقل انسان کو پورا دخل نہیں ہوتا کیونکہ پرمیشر اور رشی لوگوں کے علم کے سامنے انسان کی عقل کمزور ہے اور نجات کا سارا مدار اپنی عقل پر رکھنا بالکل کوتاہ اندیشی ہے اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے اپنی عقل پر بھروسا رکھ کے راہ نجات کو تلاش کرنا چاہا وہ منزل مقصود تک کبھی نہیں پہنچے صاحبو عقل سے دریافت کرتے کرتے جین یعنے سراوگی مذہب کے لوگ پرمیشر کی ہستی کو ہی کھو بیٹھے اور چارواک یعنے دہریہ مذہب والے آب خاک آتش باد چار عناصر کو ہی پرمیشر اور قدیم ماننے لگ گئے - پھر بعض لوگ جو اپنی عقل

پر نازاں ہیں اِس قسم کے خیالی گھوڑے دوڑایا کرتے ہیں کہ خدا کو خلقت کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس نے کب اور کیوں اور کہاں اور کس طرح خلقت کو مخلوق کیا ۔ بڑے غضب کی بات ہے کہ وے لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ اپنے باپ کے پیدایش کی خبر بیٹا کب دے سکتا ہے۔ ہم لوگوں کو تو صرف اتنا ہی جاننا ضروری ہے کہ شُرتی اور سمرتی پر اعتقاد کرکے ہم کو ضرور مکتی پراپت ہو سکتی ہے ۔ میں بہت لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ شاستر کے فرمائے ہوئے تپ جپ برت وغیرہ کرموں کو مشکل سمجھ کے کسی دوسرے مذہب کو قبول کر لیتے ہیں اور بعض لوگ اپنی دلی دلائل کو بنا کر آپ تو چاہ ضلالت میں گرتے اور اپنے ہمنشینوں کو مذہب حقیقی سے ورغلا کر لائق جہنم بنا دیتے ہیں۔ جیسا کہ وہ کہا کرتے ہیں کہ۔ اے لوگو تم۔ جو بہت دفعہ رام کا نام لیتے ہو وہ بار بار رٹ کرنے سے تم پر خفا نہ ہو جاوے گا؟ یا تم جو پرمیشر کے نام پر اپنی اپنی خوراک اور پوشاک خراب کرتے ہو کیا وہ تمھاری ان اشیا کا بھوکھا ہے؟ یا تم جو کئی دفعہ شریر کو دھوتے یعنے اسنان وغیرہ کرتے ہو ان واہیات سے یہ جسم جس کی اصلیت نجاست اور غلاظت سے ہے کیا کبھی پاک ہو سکتا ہے؟ وغیرہ۔ پیارے بھائیو۔ جو لوگ اس قسم کی اَن گھڑی باتیں بنا کے کسی کے دل کو بگاڑ دیتے ہیں کوئی اُن کو نیک بخت کہہ سکتا۔ اور اُن کے تردد سے کبھی ہندو مذہب کی ترقی ہونی امکان رکھتی ہے؟ ایک بات اور بھی ہے۔ کہ جس حالت میں ہندو لوگ کسی دوسرے مذہب کے آدمی کو نہ تو اپنے میں ملانا ضروری سمجھتے اور نہ اُن کے یہاں بیوگان کی شادی کا رواج ہے کہ جو کثرت پیدایش کا باعث ہو۔ ہندو مذہب کی ترقی کی امید رکھنا تو لاحاصل ہے۔ مگر اتنا فائدہ تردد کرنے سے ضرور ہو سکتا ہے کہ ہندو مذہب کی حفاظت رہے ۔ یعنے جو لوگ کسی غیر مذہب کی بات چیت سنکے یا کھانے پینے کی آزادی دیکھ کے اپنے مذہب میں کم اعتقاد ہونا چاہتے اور بیدوں شاستروں کی عیب گیری کرتے ہیں کسیقدر اُن کی حفاظت ضرور ہو جاوے گی۔ لیکن تردد بھی اُن لوگوں کا کارگر ہوتا ہے کہ جو پہلے آپ ہندو مذہب میں پختہ اعتقاد مند ہو لیں۔ جو لوگ آپ ہی بید شاستر کو عقل مندوں کی بناوٹ اور ذات پات چھوت چھات کو باعث پابستگی اور چوٹی جنیو کو محکمہ کی چپراس سمجھتے ہیں اُن کے تردد سے اور کسی کے دل کی حفاظت کیونکر ہو سکتی

ہے ؟ اور اگر بید شاستر کو بناوٹ اور اُس کے فرمان کو صرف وجہ معاش برہمنان
سمجھ کر ہندو مذہب کی ترقی یا حفاظت کرنا چاہا تو میں پوچھتا ہوں بھر وہ
ہندوپن ہی اصل میں کیا ٹھہرا ؟ کیا وہ ویسی بات نہیں کہ جیسے کوئی شخص
کہے کہ قرآن اور محمدؐ کا تو میں قائل نہیں لیکن مذہب اسلام کی ہمیشہ ترقی
چاہتا ہوں ۔ اے صاحبان - بہادر وُہی ہے کہ جو اپنے پورانے ہندوپن
کے مسائل کو کہ جن کو اکثر کوتاہ اندیش منقول سمجھا کرتے ہیں دلائل و براہان
سے معقول اور مقبول بنانے کی کوشش کرے اور جس نے مورت پوجا اور
اوتاروں کا ماننا اور ذات پات چھوت چھات کا رکھنا ترک کر کے کسی اور بار پاپ
بات کا نام ہندو مذہب رکھ لیا ہو اُس کو ہم نئی قسم کے ہندو کہنے کے سوا
اور کیا کہہ کے پکارینگے ؟ اس موقع پر ہم کو عیسائی اور مسلمان لوگوں کی ہمت
تعریف کرنی چاہئے کہ جب کوئی شخص اُن سے مردوں کو زندہ کرنے اور چاند کے
ٹکڑے کر دینے کے مسئلہ کی حقیقت دریافت کرتا ہے تو عقلی اور نقلی دلائل پیش
کر کے اُسی مسئلہ کو ثابت کرینگے نہ کہ ہمارے نئے ہندو بھائیوں کی مانند اُن
مسائل کو خارج العقل سمجھ کے نئی قسم کے کرشچین یا مسلمان بن بیٹھینگے - کہ
جو اپنے یہاں ذات پات چھوت چھات کا ہونا اور رام کرشن وغیرہ اوتاروں کا
ماننا خارج العقل سمجھ کے صرف اُن باتوں کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ جو عقل انسان
کے مطابق ہوں ۔ ایک بات میں اور بھی کہتا ہوں کہ بید اور شاستر سے
چھڑا کے جو ہندو لوگ اپنے ہندو بھائیوں کو آزاد مطلق بنانے کا تردد کرتے
ہیں اُن کا تردد فضول ہے کسواسطے کہ اس قسم کی ہدایت تو ویسے لوگ بھی
کرہی رہے ہیں کہ جو بالکل ہندو نہیں کہلاتے ۔ میرے اس لمبے گیت گانے
سے مطلب یہ ہے کہ تم سب اپنے دھرم کو بچار اور اُس کے فرمان ادا کرنے
کیواسطے اپنی اوقات میں سے کوئی وقت ایسا بھی ضرور نکالو کہ جب سوائے اِس
کام کے اور کوئی کام درپیش نہ ہو ۔ اگرچہ بہت لوگوں کے دل میں اس وقت
یہ خیال آیا ہوگا کہ ہم سب اپنے دھرم سے واقف اور اپنی پوجا پاٹھ کرتے رہتے
ہیں - مگر میں کہتا ہوں بہت تم میں ایسے ناواقف بھی ہیں کہ جو میرے ان
دو سوالوں کا کچھ جواب نہیں دے سکیں گے ۔ ایک یہ کہ بتاؤ تمہارے گلے
میں جو جنیؤ پہنا ہوا ہے اُس کے چھ تار کیوں ہوتے ہیں اور دو گرہ اور
چوڑائی سے چپٹے دراز کیوں ہوتا ہے - دوم یہ کہ بتاؤ ہندو لوگونکو سر پر چوٹی رکھنے

کی ہدایت کیوں ہے؟ مہربانوں - جن لوگوں کو اپنے مذہب کے ان خاص دو نشان کی حقیقت بھی معلوم نہیں اُن کو کسی غیر مذہب کے ورغلانے سے اِنکا اُتار دینا یا با وصف پہننے رکھنے کے ضروری نہ سمجھنا کیا مشکل ہوگا؟ میں نے بہُت ہندؤں کو دیکھا ہے کہ اپنے صندوقچہ کی تالی باندھ چھوڑنے کے سوائے جنیئو کے ہونے کا اور کچھ فائدہ نہیں سمجھتے - دیکھو مسلمان لوگ اِس امر میں ہندؤں سے کسقدر اچھے ہیں کہ اگر اُن سے کوئی شخص کلمہ محمدی کو سننا چاہے تو ہفت سالہ بچہ سے لیکر چھوٹے بڑے مرد و عورت پڑھ کے سُنا دینگے مگر ہندو لوگوں میں فیصدی دس آدمی بھی ایسے مشکل سے نکلینگے کہ جو گایتری منتر تک جانتے ہوں ٭ اس وقت اگرچہ مجھے مناسب تھا کہ کچھ جنیئو چوٹی کی حقیقت بیان کرتا لیکن وقت کو تنگ دیکھ کے وعدہ کرتا ہوں کہ پرمیشر چاہے تو اُسی روز ان تمام امور کا بیان کروں گا کہ جب ہندو سکول میں لکچر دونگا جس کا وعدہ میں اوپر کر چکا ہوں ٭ اِس وقت میں اس دُعا پہ اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں کہ پرمیشر تم سب حاضرین کو اپنے دھرم کا اعتقاد عنائت فرما دے ٭ اوم تت ست برہم!

میری اس تقریر کو سُن کے جو بابو سماجی صاحب نے استھان میں میرے اس لکچر کی ضد میں ایک لکچر دیا اُس کا خلاصہ میں اخبار سے نکال کر یہاں لکھتا ہوں کہ جو سماج کی طرف سے لاہور میں جاری ہے ٭

خلاصہ لکچر بابو صاحب خاص ممبر سماج

نمبر اوّل

اِس نمبر میں بابو جی نے تین باتیں بیان کیں - (۱) مورتی پوجا کرنی گناہ میں داخل ہے ٭ (۲) جنھوں نے مورتیوں کا پوجنا شروع کرایا وے کم فہم اور کج فہم تھے ٭ (۳) تیرتھوں کا ماننا گدھوں کا کام ہے ٭

نمبر دوم

اس نمبر میں بابو جی نے پانچ باتیں بیان کیں - (۱) نیچوں کے ہاتھ سے اور اُنکے گھروں میں کھانا جائز ہے - (۲) نیچوں سے بید اور شاستر کا پڑھنا اور سُننا اور اُن

سے دھرم کا سیکھنا بموجب فرمان شاستر منع نہیں - (۳) بید اور شری بھاگوت میں کوئی بچن ایسا نہیں کہ جو نیچوں کے گھر کا کھانا منع کرتا ہو - (۴) نیچوں کے ساتھ چھونے اور ملنے کا کچھ گناہ نہیں - (۵) ذات پات چھوت چھات کا رکھنا فضول ہے ٭

نمبر سیوم

اس نمبر میں بابو جی نے تین باتیں بیان کیں - (۱) اوتاروں کو پرمیشر ماننا مناسب نہیں - (۲) کرشن جی پرمیشر کا اوتار نہیں تھے بلکہ یہاں بابو جی کی طرز تحریر سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ شری کرشن مہاراج کو ایک بد چلن آدمی سمجھتے ہیں - (۳) بید میں پرمیشر کا مجسم ہونا کہیں نہیں لکھا ٭

نمبر چہارم

اس نمبر میں بابو صاحب نے گیارہ باتیں بیان کیں - (۱) بید پرمیشر کی طرف سے نہیں - (۲) بید میں بہت سی باتیں خارج العقل ہیں - (۳) بید کی ترمیم اور تنسیخ اور تجدید کرنی مناسب ہے - (۴) بید کسی ایک آدمی کا بنایا ہوا نہیں بلکہ بہت سے چھتری اور برہمنوں کے اقوال کا مجموعہ ہے (۵) سابق میں سب لوگ سب ذات سے شادی کرتے تھے (۶) سابق میں زنا کاری میں گناہ نہیں گنا جاتا تھا (۷) عام گوشت کھانا تو ایک طرف رہا بلکہ زمانہ سابق میں گئو کا گوشت کھانا بھی جائز تھا (۸) مہذب شخص اگر چمار بھی ہو تو برہمن گننا چاہئے اور تہذیب سے خالی ہونے سے برہمن بھی چمار کے برابر ہے (۹) بید کے بچن باہم ضدیں ہیں اُن کو ماننا نہیں چاہئے (۱۰) بید کے بہت سے بچن آدمی کو گمراہ کرنے والے ہیں (۱۱) دھرمی آدمی کو بید پر نہیں بلکہ اپنی عقل پر بھروسا کرنا چاہئے ٭

جواب ہر چہار نمبر کا منجانب پنڈت شردھارام پھلوری

(نمبر اوّل)

بابو جی کہتے ہیں کہ مورتی کا پوجنا کج فہم لوگوں نے جاری کیا تھا اور اُس کا پوجنا سخت گناہ ہے ٭ جواب میں حیران ہوں کہ بابو جی نے میرے لکچر میں یہ بات لکھی ہوئی کہاں دیکھی کہ جہاں میں نے کسی مورتی کو پرمیشر جاننا کہا ہو بلکہ میں تو بار بار یہی کہتا رہا ہوں کہ کسی سنگ یا چوب وغیرہ کو پرمیشر مان

لینا اچھا نہیں - نیز یہ بات بھی ثابت کی تھی کہ جس حالت میں ہندو لوگ پوجا کرنے کے وقت بموجب فرمان شاستر کے مورتی کو آگے رکھ کے آباہن اور بسرجن کے منتر پڑھتے دکھائی دیتے ہیں تو اُن خدا پرستوں پر بُت پرستی کا الزام کون لگا سکتا ہے ؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ جس پرماتما کا رنگ روپ اور طول و عرض کچھ نظر نہیں آتا اُس کا تصور باندھنا نہایت مشکل سمجھ کے ہمارے بزرگوں نے نظر اور خیال کو قائم کرنے کے واسطے کسی سنگ یا چوب وغیرہ مجسّم چیز کو آگے رکھ لینا جائز ٹھرایا ہے نہ کہ اسواسطے کہ ان فرضی اشیاء کو ہی انسان پرمیشر سمجھ بیٹھے ÷ ہمارے شاستروں سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ پوجا کے وقت کسی خاص چیز کا ہی آگے رکھنا ضروری نہیں بلکہ جس چیز کو چاہے آگے رکھ لے - وہ سرب بیاپی پرمیشر جو سب جگہ موجود ہے ہر طور سے اپنی عبادت کو قبول کر لیا کرتا ہے جیسا کہ گیتا جی کا بچن ہے -

यो यो यां यां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चितु मिच्छति

तस्य तस्याचलां श्रद्धां तामेव विदधाम्यहम्

معنے اِس کے یہ ہیں کہ جو جو شخص جس جس مورتی کو اعتقاد سے پوجتا ہے اُس اُس شخص کے اُسی اعتقاد کو میں دھارن کرتا ہوں یعنے قبول کرتا ہوں ÷ پھر بشنو پوران میں یہ شلوک ہے :-

भावे हि विद्यते देवो न काष्ठे न च मृण्मये

معنے یہ کہ :- پرمیشر اعتقاد میں ہے نہ لکڑی میں پرمیشر ہے اور نہ مٹی میں ÷ پھر مارکنڈے پوران میں خود بشنو بھگوان فرماتے ہیں :-

नाहं वसामि वैकुण्ठे योगिनां हृदये न च

मद्भक्ता यत्र गायन्ति तत्र तिष्ठामि नारद!

معنے اِس کے یہ ہیں کہ :- نہ میں بہشت میں رہتا ہوں اور نہ مُرتاضوں کے دل میں - جہاں میرے بھگت مجھے اعتقاد سے یاد کرتے ہیں اے نارد میں اُسی جگہ رہتا ہوں ÷ پھر بشسٹھ جی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ برہما جی نے بشنو کی تعریف میں یہ شلوک پڑھا :-

मृच्छिला धातु दार्वादि दा वा रोप्य त्वामुपासते

येतान्सर्वगतः प्राज्ञो विद्वांसे परां गतिम् ।

معنے اِس کے یہ ہیں جو شخص تجھے خاک اور سنگ ودھات اور لکڑی وغیرہ

ہیں قائم کرکے تصور باندھتے ہیں اگرچہ تو بسبب مطلق یعنے سب جگہ موجود اور اور استھاپت ہے لیکن اُن کو تو اُسی جگہ سے نجات بخشتا ہے ٭

پھر بھاگوت میں لکھا ہے :-

अर्चादिषु यदा यत्र श्रद्धा मां तत्र चार्चयेत्

सर्वभूतेष्वात्मनि च सर्वात्माहमवस्थितः

معنے اس کے یہ ہیں کہ :- مورتی وغیرہ میں سے جہاں اور جس وقت اعتقاد ہو وہاں اور اُسی وقت میری پوجا کرے یا تمام مخلوق میں یا اپنے میں جب چاہے میری پوجا کرے کیونکہ میں سب جگہ موجود ہوں ٭ پھر اُسی بھاگوت میں اور شلوک ہے - سری کرشن جی اُودھو کو فرماتے ہیں :-

अर्चायां स्थंडलेऽग्नौ वा सूर्ये वाप्सु हृदि द्विजे

द्रव्येण भक्तियुक्तोऽर्चेत् स्वगुरुं माममायया ।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ :- اعتقاد مند شخص صفائی دل سے اتنی جگہ میں سے چاہے کسی جگہ میں دھوپ دیپ وغیرہ اشیاء کے ساتھ مجھ اپنے گورو کو پوجے - یعنے مورتی یا کوئی چیز آگ یا آفتاب یا پانی وغیرہ میں یا اپنے دل میں یا کسی برہمن کے جسم میں ٭ پھر وہیں لکھا ہے ٭

शैली दारुमयी लौही लेप्या लेख्या च सैकती

मनोमयी मणिमयी प्रतिमाष्टविधा स्मृता ।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ سنگی اور چوبی آہنی یا لیپی ہوئی اور لکھی ہوئی یا ریگ یعنے ریت یا اپنے دل کی یا جواہرات میں سے کسی جوہر کی مورتی پرمیشر کی اوپاسنا کے واسطے اِن آٹھ قسم کی اشیاء میں سے کوئی چیز سامنے رکھنی مناسب ہے ٭

اب ناظرین کو غور فرمانا چاہئے کہ بت پرستی کو جاری کرنا موجدوں کی غلطی ہے یا بابو صاحب کی کہ جو عین خدا پرستی کا نام بت پرستی رکھ رہے ہیں ٭ بت پرست تو اُس شخص کا نام ہوسکتا ہے کہ جو کسی بت کو آگے رکھ کے یہ خیال کرے کہ بس یہی خدا ہے اور جب یہ ٹوٹ پھوٹ جاوے تو خدا بھی ٹوٹ پھوٹ جاوے گا ٭ صاحب جس حالت میں ہندو لوگ ایک مورتی کے ٹوٹ پھوٹ جانے کے بعد اپنے معبود حقیقی کی یادداشت کے واسطے کسی اور مورتی کو سامنے رکھ لیتے ہیں اور کسی مورتی میں خصوصیت نہیں سمجھتے

تو ہم ہندو لوگوں پر کسی متعصب شخص کے سوائے بت پرستی کا الزام اور
کون شخص لگا سکتا ہے ؟ بابو صاحب نے جو مورتی پوجا کے شروع کرنے
والوں اور ہادی لوگوں کو کج فہمی کا الزام لگایا وے سب وے لوگ تھے
کہ جن کو ہم ہندو لوگ اپنے بڑے رشی اور اچارج سمجھتے ہیں - پس انہو
کج فہم ٹھہرا کر اپنے تئیں ہندو ظاہر کرنا کیا اس کا نام نیا ہندوپن نہیں؟
بابو صاحب نے جو فرمایا کہ آباہن بسرجن صرف پہلی دفعہ کیا جاتا ہے کہ
جب کسی شوالہ یا ٹھاکر دوارہ میں مورتی استھاپن کی جاوے - بعد اس کے
کوئی پوجنے والا روز روز آباہن اور بسرجن نہیں کرتا - اس وجہ سے ظاہر
ہے کہ لوگ اس پتھر کو پرمیشر ہی مان کے پوجا کرتے ہیں - اس کے جواب
میں مجھے بابو جی کی سمجھ پر ہنسی آتی ہے کہ وے اس کی حقیقت کو نہیں
سمجھے ۔ میری دانست میں وہاں یعنے مندروں میں اس بات کا اعتقاد زیادہ
ہوتا ہے کہ جس پرمیشر کا اس مورتی میں آباہن کیا ہوا ہے وہ اس سے
غیر ہے کیونکہ اگر غیر نہ ہوتا تو مندر کے پرتشٹھا کے وقت اس مورتی میں آباہن
کس کا کرتے ؟ اگر بابو جی کہیں کہ بعض لوگوں کو اسبات کا علم نہیں ہوتا
ہے کہ اس مورتی پر آباہن کے منتر پڑھے جا چکے ہیں یا نہیں - وہاں کی
پوجا تو بت پرستی میں داخل ٹھہرے گی - اس سے مجھے معلوم ہوا کہ بابو جی
کو ہندو مذہب کے رواج کی بھی واقفی نہیں - اگر واقفی ہوتی تو یہ بات ہرگز
بیان نہ کرتے ۔ کیونکہ تمام ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ سجدہ اس مورتی کو کیا
کرتے ہیں کہ جس پر ان کو اسبات کا پورا اعتقاد ہووے کہ اس مورتی کی
پران پرتشٹھا ہو چکی ہے جب تک نہ ہووے کوئی اس کو سجدہ نہیں کرتا اور
اس پرتشٹھا کا ہونا ایک ہی بار مورتی میں آباہن کر چھوڑنے سے مراد ہے ۔
مطلب اس پران پرتشٹھا کا یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو آباہن کے منتر یاد نہیں
ان کی سہولیت کے واسطے مندر بنانے والا شخص ایک ہی دفعہ پرتشٹھا کے
وقت مورتی میں پرمیشر کا آباہن کر چھوڑا کرتا ہے ۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ
نرمدیشر اور شالگرام کی پرتما ہمیشہ بیلوں اور چھکڑوں پر لدی ہوئی اور دور
دور کے ملکوں سے واسطے فروخت کرنے کے آتی ہیں - لیکن جب تک کسی
مندر میں رکھ کے ان کی پرتشٹھا نہ ہووے کوئی ہندو ان کو سجدہ نہیں کرتا
اور اگر کوئی ناواقف شخص کر بھی بیٹھتا ہے تو کوئی نہ کوئی آدمی اس کو

یہ ہدایت کر دیتا ہے کہ بھائی اس مورتی میں جو ابھی پران پرتشٹھا نہیں ہوئی
اسواسطے اُس کا پوجنا جایز نہیں کسواسطے کہ اس میں ہنوز پران پرتشٹھا یعنے
آباہن نہ ہو بینے کے سبب یہ عین پتھر ہے ۔ اب بتلایئے بابو جی کیا آپ
ایسی خدا پرستی کا نام کیطرح سے بُت پرستی رکھ سکتے ہو؟ آپ نے جو یہ
فرمایا کہ جب پہلے کسی شخص کو بُت پرستی کا کرنا سکھلایا جاوے پھر اُس کو راہ
راست پر لانا یعنے خدا پرستی کا سکھلانا محال ہوتا ہے تو سُنو۔ پہلے اور پیچھے
کی کیا بات ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ جس کا نام آپ بُت پرستی رکھتے ہو
وہ پہلے ہی خدا پرستی ہے کیونکہ ہمارے یہاں ایسا کوئی نہیں سکھلاتا کہ
بالفعل تو تم اس سنگ یا چوب کو پرمیشر سمجھو پھر تم کو اس سے علیحدہ پرمیشر
سکھایا جاوے گا۔ بلکہ پہلے ہی روز اُس کو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ اس سنگ
یا چوب کو آگے رکھ کے تم پرمیشر کو یاد کرو۔ ایسا کون کم فہم ہے کہ جو سنگ یا
چوب وغیرہ اشیاء کو ہاتھ میں لیکر اُس کو عین پرمیشر سمجھے؟ اس پر میں ایک
مثال لکھتا ہوں۔ اگر آپ بغور سوچینگے تو ہندو لوگوں پر بُت پرستی کا الزام نہ
لگائینگے۔ مثلاً جب کوئی حاکم کسی قانون فوجداری وغیرہ کو بناتا ہے تو وہ
بجائے طول طویل نام ہائے مدعی و مدعا علیہ کے یہ اشارات لکھا کرتا ہے کہ الف
نے بے کو مارا۔ یا دال نے جیم کو گالی دی۔ اور فے نے لام کی حقارت کی وغیرہ۔
کیا جب وہ قانون کسی دوسرے حاکم کے ملاحظہ میں گذرے تو وہ حاکم اول پر کسی
وجہ کی کم فہمی کا الزام لگا سکتا ہے؟ یا کیا وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ الف اور بے
اور دال وغیرہ جو نام چند حروف کے ہیں وے مرتکب کسی جرم کے کیسے ہوئے ہونگے
نہیں نہیں صاحب۔ وہ فوراً جان لیگا کہ یہ فرضی حروف اُن آدمیوں کی طرف
دلالت کرتے ہیں کہ جنھوں نے وہ مقدمہ دائر کیا تھا۔ پس اسی طرح ہمارے
رشی لوگوں نے فرضی طور پر مورتی پوجا کو قائم کیا تھا کہ جس پرمیشر کا رنگ ڈھنگ
کچھ نظر نہیں آتا اُس کی یادداشت کے واسطے سنگ یا چوب یا آب و آتش
وغیرہ کسی چیز کو نظر کے سامنے رکھ کے پرمیشر کی پوجا کرنا آسان ہے۔ میری
اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ جن لوگوں کا دل پرمیشر کی کرپا سے بدون کسی
سنگ و چوب کے آگے دھرنے کے پرمیشر میں لگ سکے وہ ضرور کسی مورتی
کو آگے رکھیں۔ لیکن غرض بیان یہ ہے کہ جس غرض اور خیال سے ہمارے
رشی لوگوں نے مورتیوں کا آگے رکھنا قائم کیا تھا اُن کی اُس رائے پر کوئی کچھ

الزام نہیں لگا سکتا کیونکہ اُنھوں نے عین درست اور مناسب سوچا تھا اور جو شخص بموجب اُن کے فرمان کے مورتی پوجا کرتا ہے وہ کچھ بُرا نہیں کرتا ٭

بابوجی نے جو چند حوالے شاستروں کے بُت پرستی میں گناہ دکھانے کے واسطے سنائے اگرچہ میں دلائل عقلی سے ان کا جواب دیتا لیکن اس وقت بھی مناسب ہے کہ میں بھی کچھ شاستر کے بچنوں سے ہی جواب دوں ٭

بابوجی نے اول یہ بچن لکھا :-

अंधंतमः प्रविशन्ति ये: संभूति मुपासते

ततो भूय इवते तमो य उ संभूत्यां रताः

معنے اس کے یہ ہیں کہ :- جو لوگ مایا وغیرہ مادہ جہان کی یا دیوتاؤں کی جو پیدائش سے مُبرا ہیں پوجا کرتے ہیں وے تاریک تر دوزخ میں داخل ہوتے ہیں اور اُس سے بھی تاریک دوزخ میں وے پڑتے ہیں جو پیدا شدہ اشیاء یعنے مخلوق کی اوپاسنا کرتے ہیں ٭

(جواب)- اس بچن کے حصہ اول میں بابو صاحب نے ناپیدا شدہ یعنے دیوتاؤں کی پوجا کو متروک فرمایا اگرچہ اتنا تو میں بھی کہتا ہوں کہ پوجا کرنا بہرحال پرمیشر کا ہی اچھا ہے الّا میں اس حصہ بچن کو سُن کے جو کسی خاص مطلب کے واسطے بیان ہوا ہے یہ بات ہرگز قبول نہیں کرتا کہ دیوتاؤں کی پوجا بید میں بالکل متروک ہے - کسواسطے کہ جیسے اُنھوں نے یہ ایک بچن پڑھا ویسے بید ہیں - برہما - بشنو - شب - اندر - اگنی - سورج - چندرمان اُن کی پوجا کی ہدایت پائی جاتی ہے ٭ اگرچہ بید کا یہ مطلب نہیں کہ پرمیشر کو علیحدہ اور ان دیوتاؤں کو علیحدہ تصور کرکے پرستش کرو مگر بابوجی کا یہ کہنا درست نہیں کہ بید میں دیوتاؤں کے پوجنے کا اشارہ کہیں نہیں پایا جاتا ٭ ہاں یہ بات سچ ہے کہ برہما بشنو اور رودر وغیرہ دیوتاؤں کا پرمیشر سے کوئی علیحدہ اسم یا جسم قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ یہ تینوں نام پرمیشر کی اُن صفات کے ہیں کہ جو دنیا کو پیدا کرتی اور قیام بخشتی اور زوال کر دیتی ہیں مگر تاہم بھگتوں کا اعتقاد قائم کرنے کے واسطے بید میں فرضاً ان کو علیحدہ دیوتا بیان کیا ہے اور ان کی پوجا کے صدہا منتر بید میں پائے جاتے ہیں ٭ ماسوائے اس کے سب لوگ جانتے ہیں کہ ہر ایک کلام کے اصلی معنے اُسوقت معلوم ہو سکتے ہیں کہ جب اُس کا اول آخر یا قرینہ اور موقع دیکھا جاوے - ورنہ بہت ایسے کلمات ہیں کہ میں نے بمراد وعاجے بیان کیئے

بھتے اِلّا اگر اُن کو بے موقع یا سرو دُم بریدہ کرکے پڑھا جاوے تو دشنام دہی کے
معنے برآمد ہوسکتے ہیں ۔ جیسا کہ اِن ابیات کو پڑھکے کسی شاعر نے ایک بادشاہ کو
ایک قرینہ پر پیر رکھتے ہوئے ناراض اور دوسرے پر خوش کردیا تھا :۔ مثلاً دغیرہ
حرامزادہ دیگراں راہ بدو۔ وغیرہ ۔ اگر مصرعہ اوّل یا دوم کو چھوڑ کے ایک مصرعہ اِن ابیات
کا پڑھا جاوے تو ساری ابیات کا مطلب اور کا اور سمجھ میں آنے لگتا ہے ۔
علیٰ ہذا القیاس بید میں بھی سرو دُم بریدہ کسی ایک بچن کو سُن کے جب تک
کہ اُس کا قرینہ اور موقع نہ دیکھا جاوے یہ بات ہرگز نہ مان لینی چاہیئے کہ
مطلب مبیں کا یہی تھا کہ جو اُس ایک بچن سے ظاہر ہوتا ہے ۔ چہ جائیکہ اُس
بچن کے برخلاف تو بیدوں کی صدہا شُرتیاں دیوتاؤں کی پوجا کی ہدایت کرتی نظر
آتی ہیں اِس سے یہ بھی نہ سمجھنا چاہیئے کہ بید کا کوئی بچن دیوتاؤں کی پوجا کو
منع کرتا اور کوئی جائز ٹھہراتا ہے پس بید میں اختلاف ہے ۔ اختلاف تب
مانا جاوے کہ جب ایک ہی موقع اور قرینہ پر بید کے مختلف بچن پائے جاویں
جب ایک کا موقع اور دوسرے کا اور ہے تو اختلاف کا شُبہ بید پر ہرگز عائد نہیں
ہوسکتا ۔ دوسرے حصہ اُس بچن میں جو یہ معنے دکھائی دیتے ہیں کہ جو لوگ
پیدا ہوئی ہوئی اشیاء یعنے مخلوق کی اوپاسنا کرتے ہیں وے تاریک تر دوزخ
میں پڑتے ہیں ۔ اِس بات کو ہم خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پیدا شدہ اشیا
کا پوجنا مناسب نہیں بلکہ اِس بات کی ہدایت ہمارے شاستروں اور بیدوں
میں بہت جگہ موجود ہے کہ مخلوق پرستی ناجائز ہے ۔ حیرانی تو اِس بات کی
ہے کہ بابو جی نے یہ بچن کس کام کے واسطے پڑھا ؟ کیا میں نے اپنے لکچر میں
یہ بات کہیں بیان کی تھی کہ مخلوق پرستی ضرور کرنی چاہیئے ؟ نہیں
ہرگز نہیں ۔ بلکہ میں تو بار بار یہی کہتا رہا ہوں کہ انسان کو ہر طور اور ہر طریق
سے پرستش ایک پرمیشر کی ہی کرنی مناسب ہے کہ جو سب جگہ موجود ہے
اور کوئی مورتی اُس سے خالی نہیں ۔ شاید بابو صاحب مورتی پوجا کو مخلوق
پرستی سمجھتے ہوں ۔ نہ صاحب جس حالت میں وہاں پرمیشر کا آواہن کیا
جاتا ہے اُس کو مخلوق پرستی ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے وہ عین خدا پرستی ہے ۔
پھر بابو جی نے یہ بچن پڑھا :۔

यद्वाचानभ्युदितं येन वागभ्युद्यते
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते।

معنے اس کے یہ کہ:- زبان سے جس کا بیان نہیں ہو سکتا - زبان جس سے طاقت گویائی حاصل کرتی ہے - اُس کو تم برہم جانو- عام لوگ جسکی پرستش کرتے ہیں وہ برہم نہیں ہے؛

(جواب)- واہ واہ قربان جاویں بابو صاحب کی سمجھ پر کہ جو میرے بیان کا امتیاز بھی نہیں کرسکتے - بلکہ اپنی زبانی وہ میری ہی بات کی تائید کرتے ہیں یعنے میں بھی تو یہی بیان کرتا ہوں کہ عام لوگ بظاہر جس چیز کو آگے رکھ کے اپنا دھوپ دیپ پھول بتاشہ وغیرہ نذر کرتے ہیں وہ ہی چھرم برہم نہیں- برہم وہ ہے کہ جو زبان کو گویائی بخشتا ہے اور زبان جس کا بیان نہیں کرسکتی ؛ اس بیان سے محض وہی مطلب برآمد ہوتا ہے کہ انسان کو سامنے رکھے ہوئے سنگ چوب وغیرہ اشیاء کو ہی برہم نہ مان لینا چاہیئے - برہم اُس سے علیحدہ ہے جس کا اُس میں آواہن کیا گیا ہے ؛ اگر بابو صاحب دیگر کوتاہ اندیشوں کی مانند یہ کہیں کہ جب وہ سب جگہ موجود ہے تو سب کچھ وہی ٹھہرا- تو سنو- مطلب یہ ہے کہ وہ پرمیشر سرب میں بیاپی یعنے سب میں موجود ہونے کے سبب سے ہی سب سے علیحدہ ہے - کس واسطے کہ ہر ایک حال اپنے محل سے علیحدہ ہوتا ہے - جیساکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہوا جو ہر ایک جگہ میں حال ہے اِسی سبب سے اپنے محلات سے علیحدہ ہے ؛

ایک بچن بابو صاحب نے یہ بھی پڑھا:-

ततोयदुत्तरं तदरूपमनामयं य एतद्विदुरमृतास्ते
भवन्ति.अथेतरे दुःखमेव पियन्ति।

معنے اِس کے بابو جی یوں لکھتے ہیں کہ :- جو جہان اور اُس کی علت مادّی سے برتر ہے اور بے شکل اور بے نقص ہے اور جو اُس کو جانتے ہیں وہ امر ہو جاتے ہیں اور دیگر لوگ جو اس طرح پرمیشر کو نہیں جانتے وہ صرف رنج اُٹھاتے ہیں ؛

(جواب)- معلوم ہوا کہ بابو صاحب کو حاضرین میں صرف یہ بات جتلانی ہی منظور تھی کہ ہم کو بید اور شاستر کے بہت سے قول یاد ہیں - ورنہ وہ میرے لکچر کے جواب میں یہ بچن نہ پڑھتے کسواسطے کہ مَیں نے یہ بات کب کہی تھی کہ وہ پرمیشر جہان اور اُس کی علت مادّی سے برتر نہیں- یا وہ کوئی شکل اور نقص رکھتا ہے اور اُس کے ماننے والے امر نہیں ہو جاتے

بلکہ میں تو بار بار وے بچن بید کے پڑھا کرتا ہوں :-

यतो वाचो निवर्तन्ते अप्राप्य मनसा सह

جن کے معنے یہ ہیں کہ :- پرمیشر وہ شئے ہے کہ جس کو نہ پاکر انسان کی زبان مع دل کے واپس آتی ہے۔ یعنے نہ اس کو زبان بیان کر سکتی اور نہ دل اُس کی حقیقت اور ماہیت کو سمجھ سکتا ہے :-

پھر میں بید کے اس قسم کے بچن پڑھا کرتا ہوں :-

नैव वाचा न मनसा प्राप्तुं शक्यो न चक्षुषा
अस्तीति ब्रुवतोऽन्यत्र कथं तदुपलभ्यते

معنے اِس کے یہ ہیں وہ پرمیشر نہ زبان اور نہ دل سے پایا جاتا اور نہ آنکھ سے دکھائی دیتا ہے۔ وہ پرمیشر ہے۔ اتنا کہنے کے سوائے وہ اور کسی وجہ سے پایا نہیں جاتا ہے

پھر ایک بچن بابو جی نے یہ پڑھا

नैनं मूर्द्धं न तिर्य्यञ्चं न मध्ये परिजग्रभत्
न तस्य प्रतिमा अस्ति यस्य नाम महद्यशः

معنے اُس پرمیشر کو نہ کوئی اوپر پکڑ سکتا ہے نہ کسی اطراف میں نہ بیچ نہ اُس کی کوئی پرتما یعنے مورتی ہے کہ جس کا نام شہرت عظیم ہے :-

(جواب) میں تو پھر بھی یہی کہونگا کہ بابو صاحب نے اس بچن کے پڑھنے میں بھی سامعین کو صرف اپنی قوت حافظہ ہی دکھائی ہے کیونکہ اس بچن کا ارتھ بھی وہی پایا جاتا ہے کہ جو بچن مذکورہ بالا میں بیان کیا ہے اور جس کو ہم خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اُس پرمیشر کا زیر و زبر راست اور چپ اور جسم وغیرہ کچھ نہیں :- لیکن اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ جب وہ سب میں بیاپی یعنے محیط مطلق ہے تو جہاں اور جس طرح جس شئے میں اُس کا تصور کرو، وہ اُسی جگہ موجود ہے کوئی مورتی بلکہ خس و خاشاک تک اُس سے خالی نہیں - جیسا کہ اِس بچن سے ثابت ہے :-

सर्वतः पाणिपादं तत् सर्वतोऽक्षिशिरोमुखं
सर्वतः श्रुतिमल्लोके सर्वमावृत्य तिष्ठति ।

معنے یہ کہ اُس پرمیشر کے چاروں طرف ہاتھ اور پیر اور چاروں طرف آنکھ سر اور مکھ اور کان ہیں اور وہ سب جگہ بسیط یعنے پورن ہے :- اگرچہ بابو صاحب کہینگے کہ اس پر کوئی شُرتی تو پرمان کہو ہم سمرتی کا پرمان نہیں مانتے

تو سُنو - اگرچہ شرتی کا پڑھنا ہم کو اُن ہی لوگوں کے سامنے اچھا لگتا ہے کہ جو اُس کو سُنکے انکار نہ کریں اور اُس کو کلام الٰہی سمجھیں مگر خیر آپ جو جنیو اور چوٹی رکھتے ہو اسواسطے میں پڑھ دیتا ہوں ۔ آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ سمرتی بھی ایسی کوئی نہیں ہوتی کہ شُرتی کے ساتھ مطابقت نہ کھاوے - چنانچہ اگر آپ بید میں دخل رکھتے ہو تو بچار لو کہ یہ سمرتی اُس شرتی کے مطابق ہے یا نہیں

सहस्रशीर्षा पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात्

معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ پرمیشر ہزاروں سر اور آنکھ اور پیر رکھتا ہے وغیرہ - پھر اور بچن بید کا ہے ۔

तदेजति तन्नेजति तद्दूरे तदंतिके तदंतरस्य सर्वस्यास्य बाह्यतः

معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ پرمیشر ہی جنبش کرتا اور وہ نہیں بھی جنبش کرتا وہی دور اور وہی نزدیک اور وہی اندر اور وہی اس جہاں کے باہر ہے ۔

اب بابو جی چند اشلوک بھاگوت کے پڑھ کے اپنی دانست میں یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ مورتیوں کا پوجنا جائز نہیں ۔ اگرچہ اِن اشلوکوں سے طوالت کلام اور اُن کی یادداشت یا اظہار حافظہ کے سوائے اور کوئی مطلب بر آمد نہیں ہوتا کسواسطے کہ مطلب اُن شلوکوں کا وہی ہے کہ جو اوپر بیان کر چکے - خیر تا ہم مجھ پر اُن کا لکھنا اور جواب دینا فرض ہے ۔ اول یہ شلوک پڑھا :-

मच्छिलाधातुदार्वादि मूर्त्तावीश्वरबुद्धयः क्लिश्यंति तपसा
मूढाः परां शांतिं न यांति ते।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ جو لوگ مٹی اور پتھر دھات اور لکڑی وغیرہ کی مورتی کو یہ خیال کرتے ہیں کہ بس یہی پرمیشر ہے - وے ریاضت جسمانی کی تکلیف اُٹھاتے ہیں اور اصل شانتی کو حاصل نہیں کرتے ۔

(جواب) اس ہدایت سے تو صاف یہی پایا جاتا ہے کہ جو میں پہلے سے کہتا چلا آتا ہوں کہ کسی مٹی پتھر دھات لکڑی وغیرہ کی مورتی کو ہی پرمیشر نہ مان لینا چاہیے - اور جو اُس کو پرمیشر سمجھ کر اوپاسنا کرینگے اُن کو کبھی آرام نہ ملیگا ۔ مگر اس شلوک میں مجھے وہ بات کہیں معلوم نہیں ہوئی کہ جو لوگ مٹی پتھر وغیرہ کو آگے رکھ کے پرمیشر کا آباہن کرتے ہیں اُن کو شانتی حاصل نہیں ہوتی ۔ اگر اس شلوک کا یہ مطلب ہوتا کہ مورتی کو آگے رکھ کے پرمیشر کا تصور نہ کرنا چاہئے - تو اُسی شلوک کا مصنف بھاگوت کے گیارھویں سکندھ میں یہ بات

کیوں کہتا کہ :-

शैली दारुमयी लौही लेप्या लेख्या च सैकती
मनोमयी मणिमयी प्रतिमाष्टविधा स्मृता :

معنے اِس کے یہ ہیں پتھر لکڑی یا لوہے کی مُورت یا لیپی اور لکھی ہوئی تصویر یا ریگ کی یا اپنے دل کی یا جواہرات میں سے کسی جواہر کی اِن آٹھ قسم کی مورتی میں پرمیشر کی پوجا کرنی چاہئیے ۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ کسی ساختہ اور پرداختہ اور شکست ریخت پذیر چیز کو پرمیشر نہ مان لینا چاہیئے۔ سو اس بات کو ہم پہلے ہی تسلیم کرتے اور ہمارے شاستر کی عین یہی ہدایت ہے کہ پرمیشر کو ٹوٹنے پھوٹنے والی شئے نہ سمجھو وہ اِنباشی ہے ۔ اب خیال کرنا چاہئیے کہ پوجا کرنے والے لوگ یہ خیال کیسے کر سکتے ہیں کہ یہ سنگ یا چوب ہی پرمیشر ہے کہ جنکو اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے تراشا اور خریدا ہوا ہوتا ہے ؟

پھر بابو جی نے یہ دو شلوک پڑھے :-

किं स्वल्पतपसां नृणामर्चायां देवचक्षुषां दर्शनस्पर्शन
प्रश्नप्रह्वपादार्चनादिकं । यस्यात्मबुद्धिः कुणपे त्रिधातु
के स्वधीः कलत्रादिषु भौम इज्यधीः यत्तीर्थबुद्धिः सलिले न
कर्हिचित् जनेष्वभिज्ञेषु स एव गोखरः ।

معنے یہ کہ :- جو تھوڑے تپ والے آدمی ہیں اور جو مورتی کو دیوتا سمجھتے ہیں وہ اچھے لوگوں کے درشن پرشن مزاج پُرسی اور قدمبوسی وغیرہ تعظیم کو کیا جانیں۔ جو تین خلقہ والے جسم کو روح سمجھتا اور زن و فرزند وغیرہ کو اپنا سمجھتا اور مٹی کی شکلوں کو لائق سجدہ سمجھتا اور پانی کو تیرتھ سمجھتا ہے اور عقلمند آدمی کی تعظیم نہیں کرتا ہے وہ گدھا ہے ۔

(جواب) مجھے تو بار بار یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ بابو صاحب بار بار ایک ہی بات کو کیوں مُنہ سے نکالتے ہیں کہ جس کا جواب مجھے پھر بھی وہی دینا پڑتا ہے ! ہاں - ہم بھی اُس شخص کو اچھا نہیں سمجھتے کہ جو کسی مورتی ہی کو پرمیشر مان بیٹھے - ہمارا تو یہ مطلب ہے کہ پرمیشر اُس سرب بیاپی کو سمجھنا چاہئیے کہ جو اُس مورتی میں بخیال خود بھگتوں نے فرضاً قائم کیا ہوتا ہے جیسا کہ لکھا ہے :-

पूजयेज्जलगं ध्येयं ध्यानके मठे मनोगिंद्रासनेदे
वर्जनेनं न मान्यहम् ।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ۔ جو پرمیشر دیوتا اس پھول اور پتر اور پانی اور تلک میں اور سنکھ نقارہ اور ڈھول وغیرہ پوجا کے باجوں میں مکان اور مورتی اور سنگھاسن میں موجود ہے بس اُسکو سجدہ کرتا ہوں ٭ یہ بید کی اس شُرتی کا خلاصہ ہے:

ऋ॰ ति॰ यो देवोग्नौ यो प्सु यो विश्वं भुवनमाविवेश य ओषधीषु
यो वनस्पतिषु तस्मै ब्रह्मणे नमो नमः

جس کے معنے یہ کہ:۔ جو دیوتا اگنی اور جل اور نباتات وغیرہ میں بستا ہے اُسکو نمسکار ہے بس اِس سے صاف ظاہر ہے کہ شاستر میں کسی بُت کے پوجنے کی ہدائت نہیں صرف محیط مُطلق پرمیشر کے ہی پوجنے کی ہدائت ہے کہ جو سب جگہ اور سب میں موجود ہے ٭ بابو صاحب نے جو آخر کے شلوک میں یہ بات بیان کی کہ زن و فرزند وغیرہ کو اپنا اور خاکی چیزوں کو معبود حقیقی سمجھنا گدھوں کا کام ہے۔ بے شک ہیں اِس کام کے کرنیوالوں کو گدھا تو ایک طرف رہا بلکہ بندر کی نسبت دے سکتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے شاستر میں کہیں نہیں لکھا کہ جسم کو روح اور زن و فرزند وغیرہ کو اپنا اور خاکی اشیاء کو معبود سمجھنا چاہیے۔ مگر اُنھوں نے جو پانی کو تیرتھ سمجھنا منع کیا اس میں مجھے شک ہے کہ کیا وہ شری گنگاجی کے تیرتھ ہونے کی طرف سے لوگوں کو بے اعتقاد کرنا چاہتے ہیں یا کچھ اور مطلب ہے ٭ اگر اُن کا یہی مطلب ہے کہ گنگاجی تیرتھ نہیں تو میں کہونگا بابو صاحب اُس کلمہ کے معنے نہیں سمجھے کیونکہ شری گنگاجی نام تیرتھ کو پانی کہنے والے لوگوں کے واسطے شاستر میں اس قسم کے شلوک لکھے ہیں:

गंगातोये वारिबुद्धिं गुरौ च जनभावनां ये कुर्वन्ति नराराजन्
न तेभ्योऽस्त्यधमाभुवि ।

معنے یہ ہیں کہ۔ ناردجی راجہ گاندھارہ کو کہتے ہیں کہ اے راجہ جو لوگ شری گنگاجی کے جل کو پانی اور گورو کو آدمی خیال کرتے ہیں اُن سے بڑھ کے نیچ دنیا میں کوئی نہیں ٭ مراد یہ ہے کہ گنگاجی کو پانی اور گورو کو آدمی ہرگز نہ ماننا چاہیے اُس کو تیرتھ اور اُس کو پرمیشر کے برابر عزت دینا چاہیے ٭ اب بابوجی کو غور کرنا چاہیے کہ پانی کو تیرتھ سمجھنے والا آدمی جو اُس شلوک میں گدھا بیان کیا مطلب اُس کا یہ نہیں کہ جو آپ سمجھے۔ مطلب اُس کا یہ ہے کہ عام پانی یعنے ہر ایک چاہ اور دریائے وغیرہ کسی پانی کو تیرتھ خیال کرکے گنگاجی وغیرہ خاص تیرتھوں کی طرف سے بے اعتقاد نہ ہونا چاہیے جیسا کہ آج کل بُت

لوگ کسی تالاب یا باؤلی وغیرہ کو تیرتھ سمجھ کر اپنے بزرگوں کی ست یعنے استخوان بھی شری گنگا جی میں نہیں ڈالتے۔ کہ جس کی تعریف میں شری بھاگوت کے پنجم اسکندہ میں یہ شلوک لکھا ہے:۔

यस्यांस्नानार्थंपानार्थं चागच्छतः पुनः पदेपदेऽश्वमेधराज
सूयादीनांफलंनदुर्लभम् ।

معنے یہ کہ۔ جس شری گنگا جی کے اسنان اور گنگا جل پینے کے واسطے آنیوالے لوگوں کو قدم قدم پر اشمیدہ اور راجسو جگ وغیرہ کا پھل ملتا بھی دور نہیں وہ گنگا بھارت کھنڈ میں بہتی ہے + اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شری گنگا جی کو چھوڑکے جو شخص عام پانی کو تیرتھ مان لینا چاہے بید بیاس جی نے اُس شلوک میں ویسے شخص کو گدھا کہا ہے نہ کہ گنگا جی کو تیرتھ سمجھنے والے کو +

بابو صاحب نے اگرچہ بار بار ارادہ کیا کہ مورتیوں میں پرمیشر کا تصور کرکے پوجنا بموجب فرمان شاستر ناجایز ٹھرایا جاوے لیکن شاستر میں سے کوئی پختہ پرمان نہ دے سکے۔ جو پرمان اُنھوں نے دیئے وے قابل یقین نہ نکلے + اگرچہ میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ سماجی لوگ بید سے ناواقف ہندوؤں کو یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ مورتیوں کا پوجنا بید میں کہیں نہیں لکھا صرف پورانوں میں لکھا ہے اسواسطے میں چند حوالے بید کے دینے بھی ضروریات سے سمجھتا ہوں +

कासीत्प्रतिमा किं निदानम् आज्यं किमासीत् परिधिः क आसी
त् छन्दः किमासीत् प्रउगं किमुक्थं यद्देवा देवमयजन्त विश्वे

یہ رگ سنگھتا۔ ۱ منڈل۔ ۱۳۰ سکتی میں بچن ہے) معنے اس کے یہ ہیں کہ۔ مورتی کیا اور کیا اُس کا پُھلن ہے۔ گھی کیا اور چھند یعنے منتر کیا ہوا کہ جس کے ساتھ سب دیوتاؤں نے پرمیشر کا پوجن کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مورتی اور اُس کی پوجا کا ذکر بید میں موجود ہے +

पर्वतइवाविचाचलिरिन्द्रेहेवेह ध्रुवस्तिष्ठ
इहराष्ट्रमवधारय ध्रुवस्तिष्ठ ।

یہ بچن رگوید میں مورتیوں کے استھاپن کرنے کی جگہ پر لکھا ہے اور معنے اس کے یہ ہیں کہ ہے اندر تو یہاں آ اور کوہ کی مانند قائم ہو۔ مقیم ہو اور راج کر اور سامنے قائم ہو + پھر یہ لکھا ہے:۔

पाषाणमणिमृण्मयविग्रहेषु पूजा भोग करी
मुमुक्षोः

یہ بچن نارائن اوپ نشد کا ہے۔ معنے اس کے یہ ہیں کہ پتھر اور جواہر اور مٹی کی مورتیوں میں پوجا کی ہوئی طالب نجات کو خوشی بخشتی ہے ॥ پھر اور لکھا ہے

देवतायतनानि कम्पन्ते दैवत प्रतिमा हसन्ति रुदन्ति गाय
न्ति नृत्यन्ति मनुष्याणां भयावहम् ।

یہ بچن سام بید کے ۲۶ براہمن کا ہے اور معنے اس کے یہ ہیں - دیوتاؤں کے گھر کانپتے اور اُن کی مورتیاں خندہ کرتی اور گریہ کرتی اور گاتی وناچتی ہیں یہ امر انسانوں کو خوف دینے والا ہے ॥ پھر اور لکھا ہے :۔

नत्रार्दिनः साक्षात्त्रिपत्रैर्विल्वदलैर्द्वित्रैर्वा योऽभिषिच्य
पूजयेदहरार्ह्यमर्च्य विश्वेशलिंगं रुद्रसूक्तैरभिषिच्य

یہ بچن برہت جاپال اوپ نشد کا ہے اور معنے اس کے یہ ہیں کہ جس شخص نے اشنان کرکے بیل کے درخت کے تین یا دو دل کے برگ چڑھا کے جہان کے مالک کی مورتی کو رودر سوکت کے منتروں کے ساتھ پوجا اُس نے جہان کے مالک کو پوجا ॥ پھر اور بچن لکھا ہے :۔

देवागारद्वारस्याष्टांशोनस्य तृतीयांशः पिण्डिका
प्रमाणं प्रतिमा तद्द्वियांश परिमाणा

یہ بچن مورتی بنانے کی ترکیب کے واسطے میوکھ سنگتھا میں لکھا ہے۔ معنے اس کے یہ ہیں کہ :۔ دیوتا مکان کے دروازہ سے جو مکان سے آٹھ حصہ کم بنایا جاتا ہے تین حصہ چھوٹا پنڈ کا پران ہے اور اُس سے دو حصہ زیادہ مورتی کا پران بنانا چاہئے ॥ اور لکھا ہے :۔

ब्रह्मणः साक्षादुपलब्ध्यर्थमुपासनार्थं च हृदयाकाशस्थान
मुक्तं शालग्राम इव विष्णोः

یہ بچن تیتری اوپ نشد کے ۶۔ انو باک بھاشں کا ہے معنے اس کے یہ ہیں کہ - برہم کے حصول اور پرستش کے واسطے ہردے کا آکاشں مکان ہے جیسے بشنو کے حصول اور پرستش کے واسطے شالگرام ॥

اگرچہ بابو صاحب اِن شرتیوں یعنے بید کے منتروں کو پڑھ کے یہ بات ہرگز

نہ کہیں گے کہ بید میں مورتیوں کا پوجنا نہیں لکھا لیکن مجھ پر فرض ہے
کہ ایک دو سمرتیوں یعنے دھرم شاستر کے باک بھی پیش کروں - چنانچہ

कोष्ठागारायुधागार देवतागारभेदकान् हस्त्यश्वरथहर्तॄंश्च
हन्यादेवाविचारयन् ।

یہ منو سنگتھا کے ادھیائے ۹ کا شلوک ۲۸۰ ہے - معنے اس کے یہ ہیں کہ -
جو شخص راجا کا خزانہ اور اسلحہ خانہ اور دیوتا کا مندر توڑنے والے ہوں اُن کے
مارنے میں بچار نہ کرے - پھر لکھا ہے ؎

तडागान्युदपानानि वाप्यः प्रस्रवणानि च सीमासंधिषु कार्याणि
देवतायतनानि च ।

یہ منو سنگھتا کے ادھیائے ۸ کا شلوک ۲۴۸ ہے اور معنے اس کے یہ ہیں
کہ جہاں دو گانو کی حدود ہوں وہاں شناخت کے واسطے تالاب یا چاہ یا باولی
یا جھرنا یا کوئی دیوتا کا مندر ضرور بنانا چاہیے ؛

بابو صاحب کو غور فرمانا چاہیے کہ اگر مورتی پوجنے کی اجازت دھرم شاستر میں
نہوتی تو شلوکہائے مذکورہ بالا میں اشارات کیوں ہوتے ؟ اگرچہ میرا یہ مطلب
نہیں کہ لوگ مورتیوں کو ضرور پوجا کریں یا بدون مورتی پوجا کے کوئی پرمیشر کو
نہیں پا سکتا لیکن بابو صاحب کا جو یہ دعوے تھا کہ مورتی پوجا بید اور
دھرم شاستر میں نہیں لکھی بالکل غلط ہے اور جو اُنھوں نے کہا کہ مورتی پوجا
کو شروع کرانے والے کج فہم تھے اور جو مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں وے گنہگار
ہیں میری دانست میں یہی اُن کے نئے ہندو پن کا نشان ہے آیندہ اُنکی مرضی ؎

نمبر دوم

اگرچہ نمبر دوم بھی ویسا ہی ہیچ دپوچ معلوم ہوتا ہے کہ جیسا نمبر اول تھا -
لیکن اب اس کا جواب دینا بھی مجھ پر فرض ہے ؛ اس نمبر میں اُنھوں نے
یہ باتیں بیان کی ہیں کہ ذات پات چھوت چھات کا رکھنا کچھ ضروری نہیں
اور نیچوں کے ہاتھ کا کھانا پینا بموجب شاستر کے جائز ہے - اور اُن سے بید اور
دھرم شاستر کا سُننا بھی منع نہیں ؛ اس نمبر میں بابو صاحب نے مجھ سے
ایک یہ سوال بھی کیا ہے کہ شری بھاگوت میں کوئی ایسا بچن دکھاؤ کہ جسمیں
غیر ذات کے ہاتھ سے کھانے کی ممانعت ہو یا کوئی بچن بید میں ایسا بتاؤ کہ جسنے
غیر ذات کا کھانا منع کہ معلوم ہوتا ہے ؛

بابو صاحب نے غیر ذات کے ہاتھ کا کھانا پینا جایز ٹھرانے کے واسطے یہ چند حوالے شاستروں کے بیان تو کئے :- अन्नं न परिचक्षीत معنے یہ کہ اَن کی نندا نہ کرے -
अन्नं न निंद्यात معنے یہ کہ اَن کی بچار نہ کرے ٭

(جواب)- ہیں متعجب ہوں کہ بابو صاحب نے اِن دونو بچنوں ہیں سے یہ معنے کیس کے لگائے کہ غیر ذات کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے - اِن بچنوں سے تو صاف اتنا جانا جاتا ہے کہ اَن کی نندا اور بچار نہ کرے یعنے رُوکھا سوکھا موٹا باریک جیسا ملے شکر کرے - نہ کہ کسی غیر یا نیچ کے ہاتھ کا کھالے ٭
پھر بابو جی نے یہ بچن پڑھا -

प्राणोवाच किंमेऽन्नं भविष्यति यत्किंचिदिदमाश्वभ्य आकृमिभ्य इति होचुस्तद्वा एतदनस्यान्नमनो ह वै नाम प्रत्यक्षं न ह वा एवंविदि किंचिनान्नं भवतीति ।

معنے یہ کہ - پران نے کہا کہ میری خوراک کیا ہوگی جواب ملا جو چرند اور پرند کی خوراک ہوگی وہی تیرے واسطے ہے ٭

(جواب)- معنے سے تو اس بچن کے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ نیچ ذات کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے نہ معلوم کہ بابو جی کو کونسی شرح کے دیکھنے سے یہ قوت بیانیہ اور استعداد علمی حاصل ہوگئی کہ جو نیچوں کے ساتھ یا اُن کے ہاتھ کا کھانا اِس بچن کے مطابق جایز ٹھراتے ہیں ٭ اِس سے تو صرف اتنا پایا جاتا ہے کہ جیسے اور چرند اور پرند کے پران پھل مول اور اَن جل کھاتے ہیں ویسے آدمی کے پران بھی کھایا کریں یعنے یہ نہیں کہ چرند و پرند تو اناج سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور آدمی زاد خاک یا ہوا سے بھرے ٭

اِس کے بعد بابو جی نے چند شلوک بعض سمرتیوں کے بھی پڑھے کہ جن سے وے نیچوں اور غیر قوموں کے ہاتھ کا کھانا جایز ٹھراتے ہیں اُن کو سُن کے شاید ناواقف ہندوؤں کے دل پر یہ اثر ہونے لگے گا کہ بابو جی نے جو کچھ پڑھا اُس کا ضرور یہی مطلب ہے - نہیں صاحبو اِن شلوکوں کا وہ مطلب نہیں ٭ آپکو معلوم ہے کہ جیسے غیر مذاہب کے لوگ ناواقفوں کو دھوکھا دینے کے واسطے کہیں کہیں سے کوئی شلوک نکال کے جمع کر رکھا کرتے ہیں ویسے سماجی لوگوں نے بھی ایسے بچن شاستروں میں سے بہت چُن رکھے ہیں کہ جنکو

سُن کے لوگ اپنے دھرم کی طرف سے کچھ حیران سے ہونے لگتے ہیں ؛ مگر سُننے والوں کو استقلال رکھنا چاہیے کہ ان بچنوں کا وہ مطلب نہیں کہ کہ جو وے لوگ اپنی بات سچی بنانے کے واسطے بیان کرتے ہیں ؛ چنانچہ نیچے لکھے ہوئے بچنوں سے سب قلعی کھُل جاوے گی - اول انھوں نے یہ شلوک پڑھا :-

द्विजोभ्यो वैश्यतो वा क्रियावन्तो शुचिव्रतो
तद्गृहेषु द्विजैर्भोज्यं हव्यकव्येषु नित्यशः

معنے اس کے یہ ہیں کہ کریا کرم والے اور شدھ آچار والے خواہ چھتری ہوں خواہ بیش ہوں اُن کے گھروں میں برہمنوں کو کھانا جائز ہے اور اُن کے ہوم اور شرادھ میں ہمیشہ کھانا لازم ہے ؛

(جواب)- بابو صاحب غور تو فرمائیے اِس بچن میں وہ لفظ کونسا ہے کہ جس کے معنے آپ نیچ کے ہاتھ سے کھانا لگاتے ہیں ؛ دعوے آپ کا یہ تھا کہ جو شاستر کے نیچوں کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے - کیا آپ چھتری اور بیش کو بھی نیچ جانتے ہیں یا میں نے اپنے لکچر میں یہ بات بیان کی تھی کہ چھتری اور بیش کے گھر کا کھانا جائز نہیں ؟

پھر بابو جی کہتے ہیں کہ صرف چھتری اور بیش کا ہی نہیں شودروں کے کھانے کی بھی شاستر میں اجازت ہے - جیسا کہ

दासनापितगोपालकुलमित्रार्द्धसीरिणः
एते शूद्रेषु भोज्यान्ना यश्चात्मानं निवेदयेत् ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ داس یعنے نوکر اور گوالا اور اپنے خاندان کا دوست اور کاشتکار اور بٹائی دینے والا اور جو اپنے آپ کو حوالہ کر دیوے اس قسم کے شودروں کا اَن بھی کھانے کے لائق ہے ؛

(جواب)- میں حیران ہوں کہ اس شلوک میں غیر ذات یعنے چار برن کے باہر والے مسلمان اور چنڈال وغیرہ کا اَن کھانا کہاں لکھا ہے ؟ - اس شلوک سے تو صرف یہ بات پائی جاتی ہے کہ اَن یعنے غلہ خشک اِس قسم کے شودروں کا بھی لیکر کھا لینا چاہیے کہ جن کے نام اوپر لئے گئے ہیں نہ کہ رِندھا پکا ہوا بھوجن کہ جو ہماری تمہاری بحث کی بنیاد ہے ؛ اگر کہو شلوک میں صرف لفظ اَن لکھا ہے کچے پکے کا امتیاز نہیں تو سُنو جب پکا ہوا اَن کھانے کو منع کر دیا ہے

اور بچن دھرم شاستر میں موجود ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچن صرف کچے
ان یعنے خشک غلہ کو شودران مذکورہ بالا سے لینے کی اجازت دیتا ہے جیسا کہ دیکھو
منو سمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۲۲۳ :-

नाद्याच्छूद्रस्यपक्वान्नं विद्वानश्राद्धिनो द्विजः
आददीताममेवास्मादवृत्तावेकरात्रिकम् ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ پنڈت جو برہمن ہے سو شودر کا پکوان بھوجن نہ کرے
اگر گھر میں ان نہ ہو تو ایک رات کے بھوجن کے موافق کچا ان گھر میں کرے ؛
اب بابوجی کو سوچنا چاہیئے کہ اس شلوک سے تو اُلٹی یہ بات ثابت ہوئی کہ
شودروں میں ایسے لوگ بھی بہت تھوڑے ہیں کہ جنکا غلہ خشک لے لینا جائز
ہے مگر آپ وہ بچن کونسا دیکھتے ہیں کہ جس سے نیچوں کے یہاں کا دال بھات
یعنے کچی روٹی کھانی منع نہیں ہے

پھر بابوجی نے ایک شلوک اگنی پوران کا پڑھ کے ناواقف ہندوؤں سے چھوت
چھات اور ذات پات کا پرہیز چھوڑانا چاہا -

शूद्रालयेदानपराभवंति व्रतान्विताविप्रपरायणाश्च
अन्नंहितेषांसमतंह्यभोज्यं भवेद्द्विजैर्हि समिद्धपावनैः ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ جو جو شودر خیرات کرنیوالے اور برت نیم کرنے والے اور
براہمنوں کے سیوک ہیں اُن کا براہمن چھتری بیش یہ تینوں شخص کھا سکتے ہیں
جواب - بے شک یہ تو ہم پہلے بھی کئی دفعہ اقبال کر چکے ہیں کہ خشک غلہ کا
لینا اُن سے متروک نہیں - مگر آپ یہ بتایئے کہ جہاں اُن کے ہاتھ کی روٹی کھانا
لکھا ہو کہ جو ہمارے بحث کی مراد تھی اور پھر اُس شلوک میں جو چند قسم کے
شودروں کی خصوصیت رکھی گئی ہے اُس سے تو اُلٹی وہی بات پائی گئی کہ جو
ہم اوپر کہہ چکا ہوں کہ عام شودروں کا غلہ خشک لینا بھی جائز نہیں ؛

پھر ایک شلوک بابوجی نے سورج پُوران کا پڑھا کہ جس کے معنے سے محض
ہمارا ہی مطلب بر آمد ہوتا ہے اگرچہ بابوجی نے اُس شلوک میں ایک لفظ اپنے
ڈھب کا ڈال کے اپنے دعوے کو ثابت کرنا چاہا مگر اُس زائد لفظ کو قاعدہ بیاکرن
ہرگز نہیں سہارتا - وہ شلوک یہ ہے :-

द्विजवर्णोशुश्रूषकर्त्तव्य पाकभोजनमेवच
शुश्रूषायमिपन्नानांशूद्राणांवदानवे ।

معنے اِس کے یہ ہیں کہ۔ گھی اور دودھ میں پکایا ہوا بھوجن برہمن چھتری بیش کا تو متروک ہی نہیں۔ لیکن اے دیوی خدمت کرنے والے شوودر کا پکا ہوا بھوجن بھی کر لینا چاہیئے ٭

جواب۔ جس موقع پر دھرم کی بحث ہو دھرم شاستر یعنے سمرتیوں کے بچن مُعتبر گِنے جاتے ہیں نہ کسی پوران کے اور جو یہ بچن فرضی طور پر بھی مانا جاوے تو شوودروں کے گھر کا دال بھات کھانا جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس شلوک میں کلمہ पाकभोजन (پاک بھوجن) لکھا ہے جس کے معنے پکا بھوجن ہیں سو ہم مطابق اسی شلوک کے پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ پکا بھوجن کھا لینے کے واسطے چند شخص شوودروں میں سے بھی مخصوص ہو گئے ہیں ٭ مگر بابو صاحب اُس کلمہ پاک بھوجن میں لفظ اَور کو داخل کر کے اُس کو پاک اور بھوجن کے نام سے دو شئے مقرر کرتے ہیں یعنے اول کو پکوان اور دوئم کو بھوجن یعنے دال بھات وغیرہ کچی رسوئی ٹھہراتے ہیں اور شلوک کی عبارت میں لفظ اَور کہیں نہیں لکھا ٭ اگر آپ کہیں کہ اُس شلوک کے حصہ دوئم میں لفظ (ایوچہ) एवच اَور کے معنے دیتا ہے تو سماس یعنے کلمہ کی ترکیب کر کے دیکھو کہ قاعدہ بیاکرن اُس کو پاک اور بھوجن کے درمیان ہرگز نہیں استعمال ہونے دیتا ہے پس اس اشلوک سے یہ بات کہیں نہ پائی گئی کہ جس سے نیچوں اور غیر ذات کے ہاتھ کا پکایا ہوا بھوجن جائز ٹھہرایا جاوے۔ اور جب کہ چہار قسم کے شوودروں کے سوائے پکوان وغیرہ کی بھی عام شوودروں کے ہاتھ سے کھانے کی ممانعت ہے تو آپ ہمارے ناواقف ہندوؤں کو کچی روٹی کا کھانا کیسے سکھلا سکتے ہو؟

اور جو یہ کہا کہ ہاں چنڈالوں اور نیچوں اور غیر ذات کے لوگوں کے ہاتھ سے کھانے کی بابت دھرم شاستر میں ممانعت تو ضرور لکھی ہے مگر یہ ممانعت اور جگوں کے واسطے تھی زمانہ حال یعنے کلجگ کے واسطے نہیں اور بصداقت اپنے قول کے یہ اشلوک بھی لکھا ٭

कृते सम्भाषणात्पापं त्रेतायां चैव स्पर्शनात्
द्वापरे चान्नमादाय कलौ पतति कर्मणा ॥

یعنے (ست) جگ میں پاپی کے ساتھ بولنا پاپ اور ترتیا جگ میں پاپی کے ساتھ چھونے سے پاپ ہوا پر دواپر جگ میں پاپی کا ان لینے سے پاپ ہوتا تھا اور کلجگ میں خود پاپ کرنے سے پاپ ہوتا ہے پاپی کا ان کھانا کسیکو پاپی نہیں کر سکتا

جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو بابو جی نے یہ شلوک ہی غلط لکھا کہ جس سے
بحر یعنے چھند اس شلوک کے دوسرے پد کا بے وزن ہوگیا + واضح ہو کہ
ایسے چھند کو انشٹپ چھند کہتے ہیں اور ترکیب اور تقطیع اس چھند کی شاستر
میں یوں بیان ہوئی ہے کہ چھٹا حرف اُس کا ہمیشہ دیرگھ یعنے دراز ہونا
چاہئے اور پانچواں حرف لگھو۔ مگر بابو صاحب پانچویں حرف کو دیرگھ لکھتے ہیں
جیسا کہ देवाथांदैवसर्गीनाद् اس میں کلمہ दैव کا واؤ یعنے سے آگے
جڑے ہوئے حرف کے سبب بموجب قاعدہ بیاکرن دیرگھ یعنے دراز گنا
جاتا ہے کہ جس کے ہونے سے وزن زیادہ ہوگیا سو لازم ہے کہ بابو جی
پہلے اس شلوک کی صحت یاد کر چھوڑیں۔ देवानांसर्गीनावथा
اور دوئم اُس کی ہدایت کو ہم دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اُسمیں
یہ بات کہیں نہیں لکھی کہ نیچ کے ہاتھ کا کھانا آدمی کو جایز ہے شاید یہ معنے
آپ نے اس کلمہ کے لگائے ہوں کہ جہاں یہ لکھا ہے کہ "دُوا پر جگ میں
پاپی کے ہاتھ کا کھانا آدمی کو پاپی بناتا تھا" سو اُس کلمہ کے معنے یہ نہیں کہ
جن سے آپ نیچ کے ہاتھ کا کھانا جایز بتلاتے ہو اُس اشلوک میں تو نیچ
کا نام بھی نہیں لیا گیا۔ وہاں تو صرف لفظ پاپی لکھا ہے اور مطلب سارے
شلوک کا یہ ہے کہ ست جگ وغیرہ جگوں میں تو پاپی کے ساتھ بولنا اور
چھوتا اور اُس کے ہاتھ کا کھانا ہی انسان کو پاپی کرتا تھا مگر کلجگ میں برخلاف
اُس کے یہ بات مقدم ہے کہ کوئی شخص خود پاپ کرنے کے سوائے اور کسی طرح
پاپی نہیں ہو سکتا۔ یعنے اگر برہمن چوری وغیرہ پاپ کرے تو ہم اُس کو
پاپی بلاشک کہیں گے مگر وہ نیچ نہیں گنا جا سکتا کہ جس کے ہاتھ کا کھانا
پینا متروک ہو۔ علی ہذا اگر کوئی چوہڑا یا چمار ساری عمر تک کوئی پاپ نہ کرے
تو ہم اُس کو اوچ سمجھ کے اُس کے ہاتھ کا کھانا پینا جایز نہیں کہہ سکتے +
پس مناسب ہے کہ آپ بھی لفظ نیچ اور پاپی کے معنے کی تفریق سمجھ کے غیر
ذات کے ساتھ کھانے پینے کی ہدایت نہ کیا کرو۔ جیسے کہ اس سے آگے
منو سنگھتا کے چوتھی ادھیائے کا اشلوک نمبر ۲۴۷ لکھ کر ہدایت فرماتے ہیں

एधोदकंमूलफलमन्नमभ्युद्यतंचयत्
सर्वतःप्रतिगृह्णीयान्मध्वथाभयदक्षिणां।

یعنے لکڑی پانی پھل مول اور بے خوفی و خیرات اور بے مانگا ان سب سے

سے لینا چاہئے ٭

(جواب)- اس شلوک میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جسکے معنے نے آپ کو چوہڑے اور چمار کے ساتھ کھانے پینے کی ہدائت کی ہو مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی ذہانت طبع سے کلمہ (سب سے) کے معنے میں اسقدر آزادی سمجھی ہو ٭

بابو صاحب- اگر آپ کا دلی ارادہ آزادی کی طرف راغب ہے تو آپ کو اختیار ہے ورنہ اس شلوک میں وہ اجازت کہیں نہیں پائی جاتی جس کو اپنی خود غرضی سے کچھ کا کچھ آپ سمجھے ہو ٭ ہاں اسقدر اجازت ہے کہ اشیاء مذکورہ سب سے یعنے برہمن چھتری بیش شودر ان چاروں برن سے لے لینا چاہئے اور ان اشیاء میں بھی اور کوئی شئے ایسی نہیں کہ جس سے ہماری ذات بگڑے- صرف ان اور پانی قابل اعتراض ہیں سو کہار وغیرہ شودر کے ہاتھ کا ان اور پانی اکثر ہندو لے لیا کرتے ہیں فقط اگر یہ اعتراض ہو کہ کلمہ (سب) مراد کل اقوام کی ہے تو واضح ہو کہ دھرم شاستر کے کل بچن صرف چار برن تک حاوی ہیں ان سے آگے نہیں ٭ صداقت اس قول کی شلوک سولھویں منو سنگھتا کے ادھیائے دوسرے سے ہو سکتی ہے چنانچہ اس کو ذیل میں لکھتا ہوں ٭

निषेकादिश्मशानान्तो मंत्रैर्यस्योदितो विधिः तस्य
शास्त्रेऽधिकारोऽस्मिन् ज्ञेयो नान्यस्य कस्यचित् ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ جس شخص کے واسطے جنم سے تا بہ مرگ کرم کی بدھی شاستر کے منتروں کے ساتھ مقرر ہوئی ہے اسکو اس شاستر میں ادھکار ہے یعنے دھرم شاستر کے احکام کی تعمیل صرف چار برن تک ہی ہے اور کسی سے تعلق ان کا نہیں ہے فقط ٭ اگر آپ کہیں کہ ہم کلمہ (سب سے) کے معنے سب ذات سے متعلق سمجھتے ہیں تو جس جگہ وہ اشلوک لکھا ہے اسی جگہ شلوکہائے نمبر ۲۴۴ و نمبر ۲۴۵ و ۲۴۴ کو بھی دیکھنا چاہئے کہ آپ کو کیا جواب دیتے ہیں ٭

उत्तमैरुत्तमैर्नित्यं संबंधानाचरेत्सह निनीषुः कुलमुत्कर्ष मधमा
नधमांस्त्यजेत् । उत्तमानुत्तमान् गच्छन् हीनान् हीनांश्च वर्जयन्
ब्राह्मणः श्रेष्ठतामेति प्रत्यवायेन शूद्रताम् । इत्थकारी मद्

दान्तः क्रूराचारैरसंवसन् अहिंस्रो दमदानाभ्यां जयेत्स्वर्गं
तथाव्रतः ।

معنے اُن کے یہ ہیں کہ خاندان کی فضیلت چاہنے والا برہمن ہمیشہ اُتموں
یعنے برہمن چھتری بیش کے ساتھ مُلاقات رکھے اور شودروں کو چھوڑ دے
اُتموں سے ملتا ہوا اور ہینوں سے بچتا ہوا برہمن فضیلت کو حاصل کرتا
ہے اور اُس سے برخلاف چلتا ہوا شودر ہو جاتا ہے ٭ جس کام کو شروع
کیا اُس کو انجام دینے والا اور نیک مزاج اور گرمی و سردی کی برداشت کرنے
والا اور حواس خمسہ کے ضبط کرنے والا بُرے پیشہ والے یعنے چوہڑے چمار و قصاب
اور کسبی وغیرہ سے نہ ملنے والا برہمن ضبط حواس اور خیرات کے زور سے بہشت
کو جیت لیتا ہے ۔ چنانچہ اِن شلوکوں کے بعد وہ اشلوک لکھا ہے کہ جس کو
بابو صاحب نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی نسبت لکھا ہے ٭ سو جب بغور
خیال کرینگے کہ یہ شلوک برہمن کو صرف چار برن کی لکڑی پانی اَن پھول
پھل لینے کی اجازت دیتے ہیں تو ناواقف ہندوؤں کو دھوکھا دیکر اُنکو غیر ذات
کے ہاتھ کا کھانا سکھلاویں گے ٭ اور جو آپ یہ کہتے ہیں کہ اکثر سماجی ایسے
بھی ہیں کہ چھوت چھات کا یہاں تک پرہیز رکھتے ہیں کہ برہمن کے ہاتھ کا
لڈو تک نہیں کھاتے تو شائد ایسا فرمانا بابو صاحب کا سچ بھی ہو ۔ مگر میں نے
تو دس پندرہ آدمی اِس فرقہ کے ایسے دیکھے کہ جنھوں نے میرے سامنے
انگریزوں اور مسلمانوں کے گلاس میں پانی پیا اور اپنے گھر میں میز بچھا کے مع
جاکٹ اور پتلوں بلکہ جوتے کو پہنے ہوئے کچّی روٹی یعنے دال بھات کو کھایا اور
جب میں نے پوچھا کہ اس قسم کی آزادی ہندوؤں کے یہاں جائز ہے یا نہیں
تو یہ جواب پایا کہ ہم سماجی ہیں کہ جنکو ذات پات اور چھوت چھات سے کچھ
سروکار نہیں ٭ اور اِس فرقہ کے مرشد اعلیٰ راجہ صاحب کا حال یوں سُنا
گیا کہ وہ یہاں تک آزاد ہو گئے تھے کہ کسی ذات سے اُن کو پرہیز نہ تھا ۔ اور
جو صاحبان کہ اس فرقہ کے پردھان اچارج ہیں وہ خود مقر ہیں کہ ہم ذات
پات چھوت چھات کو کچھ ضروری نہیں سمجھتے دیگر کئی ایک سماجیوں کو بھی
میں نے سُنا ہے کہ وے بھی مسلمان اور انگریزوں کے ساتھ کھانے پینے کو
چنداں بُرا نہیں سمجھتے ٭ اب دیکھنا چاہئیے کہ جب اِس فرقہ کے بانیوں کا
یہ حال ہے تو اُن کے پیروان کے دل میں ذات پات کا ہونا اور برہمن کے

ہاتھ کا لڈو وغیرہ نہ کھانا کون صاحب عقل یقین کر سکتا ہے؟ یہاں تو مضمون اس مصرعہ کا صادق آتا ہے - چو کُفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!! اور جو یہ فرمایا کہ ہمارے سماج میں بعض لوگ ایسے پرہیزگار ہیں کہ پنڈت شردھارام کے ہاتھ کا لڈو تک نہیں کھا سکتے تو اس فقرہ سے پایا جاتا ہے کہ میں نے جو سماج کے لوگوں کو نئے ہندو پن کا خطاب دیا تھا اس وجہ سے وہ مجھے اپنے سے بھی چھوٹا خیال کر کے اپنا دل سرد کرتے ہیں - ورنہ اُن میں ایسا کون ہوگا جو میرے ہاتھ کا لڈو نہ کھا سکے؟ ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض گندم نما جو فروش نے بوجہ دُنیاوی فائدہ اور یا بوجہ خوف اپنے ظاہری سوانگ کو نہیں چھوڑا مگر بنظر باطن بموجب قول بابو صاحب کے وے لوگ ذات پات کی قید کو کچھ ضروری نہیں سمجھتے مگر پورانے ہندو بھائیوں کو اُنسے بہت دھوکھا ملتا ہے - یعنے پورانے ہندو اُن کو اپنا ہم مذہب ہی سمجھ کر اپنے شامل کر لیتے ہیں - جن سے اُن کو پرہیز کرنا واجبات سے ہے - اور لطف یہ کہ اس پرہیز کی نسبت ہم سے یوں کہتے ہیں کہ کوئی بچن بید یا شری بھاگوت میں ایسا دکھاؤ کہ جو غیر ذات کے ہاتھ کا کھانے کو بُرا بتلاتا ہو؞

اس نے جواب میں کہتا ہوں کہ بید میں تو سب کچھ موجود ہے لیکن شائد آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ذات پات اور چھوت چھات اور پراسچت یعنے کفارہ وغیرہ کا بیان زیادہ تر دھرم شاستروں میں لکھا ہوا ہوتا ہے جو سمرتیوں کے نام سے مشہور ہیں؞ آپ کے ایسے سوال سے مجھے یہ بھی خوف ہے کہ بابو صاحب کبھی مجھ سے یہ نہ دریافت کرنے لگیں کہ بید میں کوئی آنکھ دکھنے کا علاج یا ادویہ مرہم زخم کی بھی لکھی ہوئی دکھلاؤ کہ جو کتب طب سے متعلق ہیں! مگر یہ بھی نہ سمجھنا چاہئے کہ بید میں کوئی بچن جس کو آپ نے دریافت کیا ہی ہے نہیں؞

یعنے دیکھو ماوھندلی شاکھا کے برہمن نت سندھیا میں دو تین منتر ایسے پڑھتے ہیں کہ جن سے دل اور زبان ہاتھ اور پیر اور پیٹ سے کئے ہوئے پاپوں کی معافی مانگنی ظاہر ہوتی ہے؞ فقط پیٹ کے پاپ سے یہ مراد ہے کہ اگر کسی غیر ذات کے ہاتھ سے کچھ کھایا پیا گیا ہو یا کوئی ناخوردنی یا نانوشیدنی چیز کھانے پینے میں آگئی ہو یا کسی کا جوٹھا کھانا کھانے میں آیا ہو تو وہ سارا پاپ دور ہو جاوے؞

यद्रात्र्या पापमकार्षं मनसा वाचा हस्ताभ्यां पद्भ्यामुदरेण शिश्ना रात्रिस्तदवलुम्पतु यत्किंचिद्दुरितं मयि इदमहं मामृतयोनौ सूर्ये ज्योतिषि जुहोमि

پھر لکھا ہے

यदुच्छिष्टमभोज्यं वा यद्वा दुश्चरितं मम सर्वं पुनन्तु

معنے اور مطلب ان کا وہی ہے جو اوپر لکھ چکا - اور شری بھاگوت کے پانچویں اسکندھ میں یہ لکھا ہے ॥

ये त्विह वै वृषलीपतयो नष्टशौचाचारनियमास्त्यक्तलज्जाः पशुचर्यां चरन्ति ते चापि प्रेत्य पूयविण्मूत्रश्लेष्ममलपौर्णार्णवे निपतन्ति तदेवातिविभत्सितमश्नन्ति ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ - جو یہاں شودری استری کے خاوند ہیں اور جنھوں نے شوچ یعنے پاکیزگی اور آچار یعنے اپنے کل اور برن آشرم کا بیوہار چھوڑ دیا اور نیم یعنے ذات پات کی حد کو توڑ دیا اور شرم کو چھوڑ کے حیوانات کی مانند چال و چلن رکھا وے بعد مرگ پیپ و غلاظت اور پیشاب اور تھوک اور دیگر کسافت وغیرہ سے بھرے ہوئے سمندر میں پڑتے ہیں اور اسی غلاظت کو کھاتے ہیں ॥ اور یہ بھی غور فرمائیے کہ جس بید بیاس جی نے شری بھاگوت کو رچا وہی اپنے دھرم شاستر کے ادھیائے تیسری کے شلوک ۱۸ اور ۱۹ - میں یوں فرماتے ہیں ॥

यश्च लोभात्तु मोहाद्वा यश्चन्ति शूद्रवेश्मनि ग्रासे ग्रासे भवेत्पापं सत्कर्मक्षयमाप्नुयात् १८ ब्राह्मणस्यामृतं चान्नं क्षत्रियस्य पयः स्मृतं वैश्यान्नमन्नमेवस्यात् शूद्रस्य रुधिरं भवेत् १९ ॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ جو شخص طمع یا سہو سے شودر کے گھر میں کھاتا ہے اس کو ہر ایک لقمہ پر گناہ ہوتا ہے اور اس کا کیا ہوا ست کرم سب ناش ہو جاتا ہے - برہمن کا ان امرت اور چھتری کا ان دودھ اور بیش کا ان ان اور شودر کا ان خون کی برابر ہے ॥ پس جب کہ شودر کے خشک ان کے پینے اور کھانے کا اسقدر گناہ لکھا ہے تو اور پنچونکا ان کھانا کب جائز ہوسکتا

اور جبکہ خشک غلہ کے لینے میں اس قدر پاپ ہوتا ہے تو دال بھات اور کچی روٹی میں کسقدر زیادہ پاپ ہوگا۔ اور ہاریت رشی ایسا کہتے ہیں کہ:۔

चंडालपौल्कसानां च भुक्त्वा गत्वा च योषितां पतत्यज्ञानतो विप्रो ज्ञानात्साम्यं च गच्छति ॥

برہمن اگر چمار اور چوہڑے کے ساتھ کھاوے اور یا اُس کی عورت کے ساتھ بوجہ ناواقفیت بھوگ کرے تو اپنی ذات سے گر جاتا ہے اور اگر جان بوجھکر کرے تو اُس کے برابر ہوتا ہے۔ فقط۔

آپ نے بید اور شری بھاگوت کے پرمان طلب کئے تھے دربارہ ساتھ کھانے نیچوں کے سو میں نے چار پانچ پرمان لکھدئے ان کو پڑھکر دل میں غور فرماؤ کہ شاستر میں ذات پات اور چھوت چھات کی نسبت کیا کچھ لکھا ہے۔ اور جو آپ نے یہ کہا کہ نیچوں کی زبانی دھرم اور بید کا سُننا اور سیکھنا بموجب ہدائت اشلوک مہا بھارت مندرجہ ذیل کے جائز ہے:۔

प्राप्य ज्ञानं ब्राह्मणात्क्षत्रियाद्वा वैश्याच्छूद्रादपि नीचादभीक्ष्णं
श्रद्धातव्यं श्रद्दधानेन नित्यं न श्रद्धिनं जन्ममृत्युर्विशेताम् ॥

جس کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص چاروں برن یا نیچ سے بھی گیان حاصل کرکے اعتقاد رکھتا ہے اُس کو جنم مرن کی تکلیف نہیں ہوتی۔

جواب یہ ہے کہ یہ اشلوک کسی دھرم شاستر کا نہیں کہ جو دھرم کے معاملہ میں بطور سند کے قبول کیا جاوے۔ اور سوائے اس کے اس اشلوک کا موقع اور قرینہ بھی آپ کو دیکھنا چاہئے کہ کس وقت اور کس جگہ پر کہا گیا ہے کیونکہ پورانوں اور اتہاسوں میں بہت باتیں ایسی دیکھی جاتی ہیں کہ اگر اُن کو بے سلسلہ اور بے موقع اور بے قرینہ پڑھا جاوے تو جائز عبارت ناجائز معلوم ہوا کرتی ہے۔ اگر آپ کے ملاحظہ میں مہا بھارت گذری ہے تو خود جان جاؤگے کہ یہ اشلوک کس موقع پر لکھا ہے اور اس اشلوک کے معنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوائے دھرم اور دھرم شاستر کے نیچوں سے اگر اور کسی قسم کا گیان حاصل کیا جاوے تو کچھ دوش نہیں۔ جیسے تشنہ مسافر اگر کسی نیچ سے کنوئے کا گیان یعنے واقفیت کہ فلانی جگہ کنواں ہے حاصل کر لیوے تو کچھ دوش نہیں۔

اِسکے بعد بصداقت اپنے قول بالا کے منوسِمرتی کے دوسرے ادھیائے کا شلوک نمبر ۲۳۸ - اور نمبر ۲۴۰ لکھکر آپ نے نیچوں سے دھرم کا سُننا اور سیکھنا ہمیشہ کیواسطے جائز بتلایا۔

श्रद्दधानःशुभांविद्यामाददीतावरादपि।
अन्त्यादपिपरंधर्मंस्त्रीरत्नंदुष्कुलादपि॥
स्त्रियोरत्नान्यथोविद्याधर्मःशौचंसुभाषितं।
विविधानिचशिल्पानिसमादेयानिसर्वशः॥

جسکے معنے یہ ہین کہ معتقد

اچھی بدیا اور دھرم کو نیچ سے بھی سیکھ لے اور استری) روپ رتن کو ناقص کُل سے بھی حاصل کرلے - عورات جواہرات علم اور دھرم صفائی اور خوش کلامی اور متفرق ہنر سب جگہہ سے لے لیوے -

جواب - آپکو یاد ہوگا کہ جب میں نے سبھا میں یہ بات ظاہر کی تھی کہ برہموں لوگ شاستر کے کسی بچن کو تو مانتے ہیں اور کسی کو چھوڑ دیتے ہیں تو آپ اس بات کو سُنکر بہت ناراض ہوئے تھے لیکن اب آپ نے وہی عمل کیا یعنے آپ نے منوسمرتی کے ادھیائے - دوم کا اشلوک نمبر ۲۳۸ اور نمبر ۲۴۰ تو لکھا اور اشلوک نمبر ۲۴۱ کو چھوڑ دیا - لیکن میں اس موقع پہ اس غرض سے لکھ دیتا ہوں کہ یہ مضمون اُس شلوک کے اِن دونو شلوک کے مضمون ناواقفوں کو دھوکھا دیتے ہیں اور وہ یہ ہے -

अब्राह्मणादध्ययनमापत्कालेविधीयते।
अनुव्रज्याचशुश्रूषायावदध्ययनंगुरोः॥

اور معنے اسکے یہ ہیں کہ برہمن کے سوائے غیر ذات سے پڑھنا یا کچھ سیکھنا اُس وقت مناسب ہے کہ جب کوئی سخت مصیبت پڑے اور اُس کی خدمت بھی تب ہی تک لازم ہے کہ جب تک پڑھ یا سیکھ نہ لیوے - پس جبکہ اِس شلوک میں وقت مصیبت کی قید لکھی تھی (یعنے جبکہ بدیا دور ہوتی نظر آوے) تب سوائے برہمن کے اور کسی سے پڑھنے کی ہدایت ہے پس آپ اُسکو ضروری اور ہر وقت کیواسطے کیوں روا سمجھتے ہیں یہ معاملہ تو ایسا ہے کہ جیسے بغرض اندفاع کسی خاص مرض کے کوئی طبیب کسی مریض کو ایک دو روز کیواسطے کسی قدر سم الفار دینا مناسب سمجھے تو مضائقہ نہیں لیکن نہ یہ کہ بحالت تندرستی بھی وہ مریض ہمیشہ سنکھیا ہی کھایا کرے پھر

قول کی صداقت کے واسطے ہاریت رشی کا بچن کافی ہے :-

पठितं स्यापि शूद्रस्य शास्त्रं नान्तरतश्च
वचनं न स्पृशन ग्राह्यं श्वनालीढं हविर्यथा ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ شودر کیسا ہی پنڈت اور گیانی ہو اُس کا بچن ہرگز قبول کرنا نہ چاہئے جیسے کہ کُتّے کے جھوٹے ہوم کو ۔ ایساہی اور دھرم شاستر میں لکھا ہے

स्वचर्मणि यथा क्षीरं न पेयं ब्राह्मणादिभि
तथा शूद्र मुखाद्वाक्यं न श्रोतव्यं कदाचन ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ - جیسے بید پاٹی کُتّے کی کھال میں بھرے ہوئے دودھ کو کبھی نہیں پیتے ویسے ہی شودر کے مُنہ کا بچن قبول کرنا نہ چاہئے * اب جائے غور ہے کہ جب شودر سے عام ہِدّیا کے سیکھنے کی اِس قدر ممانعت ہے تو نیچوں سے خاص بید کو کیسے پڑھنا چاہئے ؟ اِس موقع پر اِس طول بیانی سے یہ غرض نہیں ہے کہ نیچوں سے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے مگر آپ کا جو یہ دعوےٰ تھا کہ نیچوں سے بید شاستر پڑھنے اور دھرم کے سُننے کی اجازت شاستر میں پائی جاتی ہے اُس کی تردید کے واسطے اِسقدر سمع خراشی کی گئی *

اور جو آپ مجھ پر یہ طعن کرتے ہیں کہ پنڈت تو نیچوں کے ساتھ بات چیت کرنے کو بھی ناروا سمجھتا ہے لہٰذا اُن سے دریافت کیا جاتا ہے کہ وے کبھی انگریزوں اور مسلمانوں سے بھی مُلاقات کرتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) بابو صاحب کو شاید لفظ نئے ہندوپن کا بُہت ناگوار گذرا کہ جس کے سبب احاطہ بشریت سے باہر ہو کر مجھے گالیاں دینے لگے * خیر صاحب - ہم کو تو علم اخلاق یہ اجازت نہیں دیتا کہ لفظ بھرشٹ کی عیوض آپ کو ملیچھ کہنے لگیں - مگر آپ کو مناسب ہے کہ اور کسی کی نسبت یہ لفظ بھرشٹ کسی اشارہ سے بھی نہ کہہ گذریں - کیونکہ ساری دنیا کو ایسی برداشت اور بُرد باری کی عادت نہیں ہے * اور نسبت مُلاقات انگریزوں اور مسلمانوں کے تو آپ ہی خوب واقف ہیں کہ ایسا اتفاق مجھے کم ہوتا ہے اور اگر ایک فرش پر اتفاق بیٹھنے کا ہو جاوے تو اکثر ہندو لوگ اشنان کر لینے کو کافی سمجھا کرتے ہیں کیونکہ دھرم میں صرف اسیقدر ہدایت ہے کہ اگر کسی غیر ذات کے ساتھ چھونے کا اتفاق ہو جاوے تو تین بار بشنو کا نام لیکر آچمن کر لینا یا اشنان کر لینا مکتفی ہے * سو اگر آپ بھی ہندوپن اور ہندوؤں کے دھرم شاستروں کو راست و دُرست

مانتے ہیں تو اسی طرح گمشدہ ہو جایا کریں۔ کیونکہ آپ کو مجھ سے زیادہ انگریزوں اور مسلمانوں کے ساتھ اتفاق ملاقات کا پڑتا ہے ؞

نمبر سولہم

اس نمبر میں بابو صاحب یہ بات ثابت کرنی چاہتے ہیں کہ اوتاروں کو پرمیشر جاننا نہایت بیوقوفی ہے۔ اور خصوص کرشن جی تو پرمیشر ہو ہی نہیں سکتے وہ نہایت بدچلن آدمی تھا۔ اور برہم بیورت پوران کی تحریر کا اشارہ کیا۔ اور یہ بھی اپنے قول کی تائید میں لکھا کہ پرمیشر کا اوتار ہونا بید میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ جنم مرن سے پاک ہونا پرمیشر کا لکھا ہے ؞

(جواب)۔ اول تو ہم کو یقین نہیں کہ برہم بیورت پوران میں سوائے ہنسنے اور کھیلنے اور گانے ناچنے کے کہ جو برج کے لوگ کا قدیمی دستور تھا اور کوئی الزام کرشن مہاراج کی نسبت لکھا ہو۔ اور دویم اگر کوئی شلوک لکھا ہی ہو تو ہم کو اُسپر دو شک پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ یا تو آپ اُس کے معنے کی حقیقت اور اصلیت کو نہیں سمجھے۔ اور یا آپ نے اپنے دعوے کے ثابت کرنے کی غرض سے اُس کے معنے کو تبدیل کر دیا ہو۔ اور سوائے اس کے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غیر مذہب والوں نے بوجہ تعصب ایسے کلمات اُس پوران میں اگر داخل کر دیئے ہوں تو کچھ عجب نہیں ؞ اور جب کہ وہ پوران ایسا ہے تو اُس پر کون یقین کر سکتا ہے؟ اور یہ بات کئی تحریروں سے ثابت ہے کہ غیر مذہبوں اور متعصبوں کے ہاتھ سے ہندو دھرم پر کئی طرح کی لوٹ کھسوٹ ہوتی رہی ہے ؞ اور جو آپ یہ کہتے ہیں کہ اگر پرمیشر کا اوتار ہوا تو بید کی سنگھتا میں یہ ذکر کیوں نہیں لکھا۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر پرمیشر کا اوتار ہونا بید میں نہیں لکھا تو کرشن مہاراج کی بدچلنی کا ذکر بید کی کس سنگھتا میں لکھا ہے؟ اگر آپ یہ کہیں کہ ہم پورانوں سے سُنتے ہیں ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ جن پورانوں میں اُن کی بدچلنی کا حال لکھا ہے تو کیا اُن میں اُن کے ایشرتائی کا ظاہر کرنے والا کوئی شلوک نہ ملا؟ اگر یہ کہو کہ ہیں تو بہت لیکن ہم اُن پہ یقین نہیں کرتے تو میں کہونگا۔ قربان جائیں آپ کی سمجھ پر کہ جس کے سبب پورانوں میں لکھی ہوئی کرشن مہاراج کی بدچلنی کو تو سچ مان لیا اور ایشرتائی کو جھوٹھ سمجھا!! اس کا نام نیا ہندوپن نہیں تو کیا ہے؟ پس مناسب تو یہ ہے کہ جب ایک بات کو

سچ مانا تو دوسرے کو جھوٹھ کیوں سمجھو۔ اور سچ پوچھو تو جسکو آپ کرشن مہاراج کی بدچلنی سمجھے ہو وہ تو اُنکی عین ایشرتائی ہے مگر کیا کروں یہ تو صرف آپ کی سمجھ کی خوبی ہے کہ آپ اسکو بدچلنی سمجھ گئے ٭

اور اصل جواب آپکے سوال کا یہ ہے کہ بید ہم لوگوں کا مُکتی شاستر ہے کہ جس میں کرم اوپاسنا اور گیان کا ذکر ہے اور وہ کوئی کتاب تاریخ کہ جسمیں جنم مرن کا حال اور چال چلن اور قول وفعل وکل واقعات کا ذکر ہو نہیں ہے۔ اور جو آپ نے یہ کہا کہ بید میں پرمیشر کو جنم ومرن سے پاک اور غیر جسم بیان کیا تو اوتاروں کو مجسم دیکھکر پرمیشر کیسے پایا جاوے۔ تو سنو بید میں ایسی شہادتاں بھی بہت موجود ہیں کہ جن سے پرمیشر کا پُرش ہونا اور مجسم ہونا پایا جاتا ہے چنانچہ دیکھو پُرش سوکت

सहस्रशीर्षापुरुषःसहस्राक्षःसहस्रपात् ।

معنے اسکے یہ ہیں کہ وہ پُرش پرمیشر ہزاروں سر اور ہزاروں آنکھ اور ہزاروں پیر رکھتا ہے اور پھر رام تاپنی اور گوپال تاپنی اور نرسنگھ تاپنی وغیرہ بید کی اُپنشدوں میں اوتاروں کے نام پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی آپ کو خیال کرنا چاہئے کہ بید میں بشنو اور شب کے نام سے جو اوپاسنا لکھی ہے وہ عین پرم برہم کی ہی ہے اور اُنکی بابت بیشمار منتر بید کی سنگھتاؤں میں ایسے لکھے ہیں کہ جن سے وہ مجسم پائے جاتے ہیں چنانچہ شب جی کی تعریف میں یہ لکھا ہے:۔

शर्वायचपशुपतयेच नमोनीलग्रीवायच
शितिकण्ठायचनमःकपर्दिने ॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ میں اُس شرب یعنی شیو کو نمسکار کرتا ہوں کہ جو پشوپتی یعنے اُس حیوان کا مالک ہے کہ جسکا نام نندی گن بیل ہے اور پھر اوس کو نمسکار کرتا ہوں کہ جس کی گردن نیلے رنگ کی ہے اور جو سر پر جٹا رکھے ہوئے ہیں پھر اُسی جگہ لکھا ہے۔

नमःकपर्दिनेचव्युप्तकेशायच नमःसहस्राक्षायच
शतधन्वनेच नमोगिरिशयायचशिपिविष्टायच
नमोमीढुष्टमायचेषुमतेचनमोह्रस्वाय

معنے اس کے یہ ہیں کہ میں اُس کو نمسکار کرتا ہوں کہ جسکے سر پر جٹا اور بال کھلے ہیں اور ہزاروں جس کی آنکھ اور ہزاروں جس کے کان اور جو کوہستان میں خواب کرنے والا اور جو بدصورت پست والا۔ یعنے خاک

سے بھرا ہوا اور شپ نام اور تیر چلانے والا اور چھوٹا یعنے سوکشم ہے
پھر بشنو کی تعریف میں یہ منتر لکھا ہے

चरणंपवित्रंविततंपुराणंयेनपूतस्तरति
दुष्कृतानि तेनपवित्रेणशुद्धेनपूता
अतिपाप्मानमरातिंतरेम ॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ پرمیشر کا چرن پاک اور بسیط اور قدیمی ہے جسکے
وسیلہ سے پاک ہوا ہوا شخص تمام برائیوں کو تر جاتا ہے۔ اس پاک ہوئے
ہوئے شخص کے ہم صحبت لوگ نہایت قوی دشمن یعنے دوزخ کو تر جاتے
ہیں۔ پھر اسی جگہہ لکھا ہے۔

अमृतस्यधाराबहुधादोहमानं
चरणंनोलोकेसुधितांदधातु ॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ پرمیشر کا وہ چرن جو کئی قسم کے امرت کی دھاروں
کو چھوڑتا ہے دنیا میں ہمکو عقلمند بناوے یعنے اچھی عقل بخشے ۔ پھر
پرمیشر کا مجسم ہونا بید کے ان منتروں سے بھی پایا جاتا
ہے ۔

अतोदेवाअवन्तुनोयतोविष्णुर्विचक्रमे
पृथिव्याःसप्तधामभिः ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ جس جگہہ سے بشنو زمین کے سات
دھام ہوکر چلا وہاں سے دیوتا ہماری رچھا کریں ۔
پھر بید میں یہ لکھا ہے

त्रीणिपदानिविचक्रमेविष्णुर्गोपा
अदाभ्यःअतोधर्माणिधारयन् ॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ۔ اچھا کرنے والا اور کسی جگہہ
نہ رکنے والا بشنو تین چرن چلا اسی سے دھرموںکی رچھا کی ۔
اب بابو صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ جب بید میں پرمیشر کا چلنا لکھا ہے
تو آپ اوسکو غیر جسم کیسے کہتے ہو؟ اگر آپ کہیں کہ یہ منتر تو سورج کی
تعریف میں ہے۔ کیونکہ بید میں بشنو نام سورج کا لکھا ہے۔ تو شنو اگرچہ
کہیں مفسر نے بشنو نام سورج کا کہا ہو مگر بید کا اصلی مطلب یا معنیٰ

اوتار کی نسبت ہے کہ جس نے راجا بل کے یہاں اندر کی مدد کے واسطے تین قدم پر تھوی مانگی تھی ٭ اگر کہو کہ ہم اسبات کو قبول نہیں کرتے کہ یہ منتر بامن اوتار کی نسبت ہے تو منتر مرقومہ ذیل کو پڑھکر دیکھو کہ جس میں بامن اوتار کی خصوصیت ہی پائی جاتی ہے :-

विष्णोः कर्माणि पश्यत यतो व्रतानि पस्पशे ३ इन्द्रस्य युज्यः सखा

معنے اِس کے یہ ہیں کہ۔ بشنو کے کاموں کو دیکھو جس سے تم برتوں کو دیکھتے ہو وہ اندر کا پرم متر ہے ٭ اب میں پوچھتا ہوں کہ اندر کا پرم متر سوائے بامن اوتار کے اور کون تھا؟ اسی نے تو اندر کو معہ تمام دیوتاؤں کے اسُروں پر فتح مند کیا تھا ٭ یہ حال بھاگوت کے چوتھے اسکندہ میں صاف لکھا ہے اُس کا بھی ملاحظہ فرماؤ۔ اور بعد اُس کے یہ بھی غور فرمانا چاہئیے کہ بید میں پرمیشر کا ترشول اور جٹا اور خاک اور دھنش یعنے کمان اور تلوار کا دھارنا اور پربت پہ سونا اور مشان یعنے قبرستان میں رہنا اور نیلی یا لال گردن اور کھلے بالوں والے اور مہیب چشم والے لکھا ہے۔ یا اُس کے چرن اور سر اور آنکھ مُنھ وغیرہ اعضاء کا کچھ بیان پایا جاتا ہے۔ اور جب کہ زمین پر چلنے اور پھرنے کا کچھ ذکر موجود ہے تو آپ کیسے کہہ سکتے ہو کہ بید میں غیر مجسّم ہی لکھا ہے اور مجسّم بننا اُس کو ناممکن ہے؟

اگرچہ ہم بقول آپ کے یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بید میں بہت شرتیاں ایسی ہیں کہ جو پرمیشر کا جنم مرن میں نہ آنا ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن اُن میں سے آپ ایسی کوئی نہیں سُنا سکیں گے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ اُس قادر مطلق کو یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنے تئیں مجسّم ظاہر کر سکے!۔ اور جو آپ کو مانند دیگر کوتہ اندیشوں کے یہ شُبہ ہو کہ مجسّم ہونے سے اُس پرماتما پر کمی یا بیشی وغیرہ کے عیوب اور اعتراض پیدا ہوں گے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ کمی و بیشی جسمانی ہے نہ کہ روحانی۔ مثلاً ایک انگارہ آگ کے چھوٹے بڑے دو ٹکڑے کئے جاویں تو دیکھنے والے ایک کو چھوٹا اور دوسرے کو بڑا تو ضرور کہیں گے مگر یہ نہ کہیں گے کہ اُن دونوں کے نور میں کچھ فرق ہے۔ کیونکہ وہ چھوٹائی بڑائی ایندھن کی ہے نہ آگ کی ٭ آگ کی کمی و بیشی اُس حالت میں مانی جا سکتی ہے کہ جب ایک ٹکڑہ کے اوصاف ثلثہ یعنے تیزی اور گرمی اور روشنی بہ نسبت دوسرے ٹکڑہ کے

کم یا زیادہ ہووے ÷ علیٰ ہٰذا اگر اوتاروں میں جسمانی چھوٹائی بڑائی دکھائی دیوے تو وہ بھی جسمانی اور عارضی ہی ہے نہ روحانی اور ذاتی ÷ اور یہ بھی واضح ہو کہ اگر دو پتھروں یا لکڑیوں کے گھسنے سے آگ ہویدا ہو جاوے تو کیا اُس وقت یہ خیال ہو سکتا ہے کہ آگ دُنیا میں پہلے موجود نہیں تھی جو اب ہی ظاہر ہوئی ہے۔ اور اُس کے بجھ جانے سے کیا یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ اب دُنیا سے آگ کا وجود مفقود ہو جاوے گا ؟ سو یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی ÷ پس اگر اسی طرح خاص کام کے واسطے بذریعہ کسی مرد یا عورت کے پرمیشر نے بھی کسی خاص صورت میں آپ کو ظاہر کیا ہو تو اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پرمیشر پیدا ہوا اور اُس صورت کے چھپ جانے سے پرمیشر مر گیا۔ کیونکہ اُس میں سب باتیں فرضی ہیں ÷ لہٰذا ہم نہیں جانتے کہ آپ کو اوتاروں کے ہونے میں پرمیشر کی کس صفت میں نقصان ہونا ظاہر ہوا ہے۔

اور جو آپ یہ کہتے ہیں کہ چھاندوگ اُپنشد کے تیسرے باب سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ انگرا کے پسر گھور نے دیوکی کے پسر کرشن کو یہ اوپدیش کیا کہ جو کوئی اس گیان کو جانتا ہے وہ بوقت مرگ ججر بید کے ان تین منتروں کو زبان سے پڑھے جن کے معنے یہ ہیں۔ کہ اے پرمیشر تو لازوال ہے۔ اور تو غیر مُبدل ہے۔ اور تو چشمہ حیات ہے۔ یہ سُنکر کرشن مہاراج کو اور کسی کی بدیا کی خواہش نہ رہی۔ اس سے آپ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر کرشن مہاراج پورن برہم ہوتے تو اوپدیش کیوں لیتے ؟۔

(جواب)۔ یہی تو اُس مہاراج کی خوبی ہے کہ جب اُس نے فرضی طور پر جسم کو قبول کیا تو فرضی طور پر سب کام پورے کر کے دکھائے۔ مثلاً کھانا بدیا پڑھنا اور اوپدیش لینا وغیرہ ÷ جیسے کہ گیتا جی میں خود فرماتے ہیں۔ کہ اے ارجن اگرچہ مجھے کچھ کرنا باقی نہیں لیکن دنیا کی ہدایت کے واسطے میں سب کام کر کے دکھلاتا ہوں ÷ سو واضح ہو کہ جب ہم اُس کا جنم لینا کسی خاص کام کے واسطے اوپر بیان کر چکے تو اُس کا اوپدیش لینا بھی ضرور کسی امر کی خصوصیت ہی رکھتا ہوویگا۔ اس میں آپ کو کچھ شک کرنا نہ چاہیئے بلکہ اُس اُپنشد کے بیان سے تو آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جن کے اوتار کی بابت آپ کوئی بید کا پرمان ڈھونڈتے تھے اُن کا ذکر آپ ہی چھاندوگ اُپنشد میں کہ جو خاص بید کا حصہ گنا جاتا ہے بیان کرتے ہو ÷ اگر کہو کہ وہاں تو صرف اوپدیش لینے کا ذکر آیا ہے

اوتار ہونے کا۔ تو میں کہتا ہوں کہ بالفعل اسیقدر غنیمت ہے کہ آپ اپنی زبان سے یہ اقرار کرنے لگے کہ کرشن مہاراج کا ذکر بید میں موجود ہے۔ اور جب شری کرشن مہاراج اپنی کرپا کرینگے تو رفتہ رفتہ آپ انکے اوتار ہونے کے بھی مقر ہو جاؤ گے۔ اور جو آپ یہ کہتے ہو کہ بموجب فرمان بشنو پوران کے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن مہاراج اور بل بھدر جی بشنو بھگوان کے سیاہ اور سفید دو بالوں سے پیدا ہوئے ہیں اگر کرشن مہاراج پورن پرمیشر ہوتے تو بشنو کے ایک بال سے کیوں پیدا ہوتے۔

جواب۔ صاحب پرانوں کے کل قول سنتا کے طور پہ ہیں جنکا سمجھنا بہت مشکل ہے بشنو کے بال سے کہنے کی یہی مراد ہے کہ لوگ کرشن مہاراج کو ردور یا برہما کا اوتار نہ سمجھیں۔ یہ مہاراج صرف بشنو مہاراج کا اوتار تھے۔ اگرچہ آپ کی نظر میں بال ایک ادنی چیز ہے مگر پرانوں نے اس بال کو ہی عین بشنو ٹھہرایا ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ فلانی چٹھی صرف بابو صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور اُن کی لکھی ہوئی نہیں۔ اسیطرح جہاں کسی محاورہ یا مطلب کے واسطے کرشن مہاراج کی اوت پتی بشنو کے کسی خاص عضو سے مخصوص کی گئی تو وہاں یہ شبہہ کرنا نچاہیئے کہ وہ مہاراج سارے بشنو سے پیدا نہیں ہوئے اور ایسا ہی شاستر میں لکھا ہے **आत्मा वै जायते पुत्रः** یعنے پسر اپنے والد کی روح ہوتا ہے۔ کیا آپ اس سے یہ مطلب نکالیں گے کہ پسر اپنے والد کی صرف روح ہی ہوتا ہے تمام جسم نہیں ہوتا؟ پس جیسے پسر عین اپنے والد کی جان بلکہ گوشت و پوست ہوتا ہے ویسے ہی بشنو بھگوان کا ایک بال کہنے سے بھی عین بشنو ہی سمجھنا چاہیئے۔

پھر اسی اخبار کے ایک گوشہ پر آپ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کرشن مہاراج خود پورن پرمیشر تھے تو بھاگوت کے ششم اسکند میں ارجن اور کرشن کا بشنو کے آگے ہاتھ جوڑ کے استت کرنا کیوں لکھا ہے؟

(جواب)۔ بابو صاحب۔ کیوں جھوٹھ بولکے ہمارے ناواقف ہندو بھائیوں کو دھوکھے میں ڈالتے ہو؟ بتاؤ تو ششم اسکندہ کے کس ادھیائے اور شلوک میں یہ بات لکھی ہے وہاں تو کرشن مہاراج اور ارجن کا نام تک بھی نہیں لکھا اگر آپ اس اسکندہ میں اُن دونوں کا استت کرنا دکھادو۔ تو جو چاہو سو کرو۔ نہیں جھوٹا۔ وہاں ایسی بات کوئی نہیں لکھی آپکا ناحق عقیدہ

نام لیکر اپنے کہنے کو معتبر نہ بناؤ وہاں آپ ہرگز اس مضمون کا شلوک نہیں بتا سکیں گے ٭ بھلا بتائیے تو سہی ششتم اسکندھ میں یہ بات کس موقع پر لکھی ہے ؟ بابو صاحب - اول تو یہ بیان ہی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے بالفرض اگر وہاں یا کسی اور اسکندھ میں لکھا بھی ہوتا تو ہم یہ جواب دیتے کہ ارجن اور دیگر لوگوں کو اس بات کی تلقین کرنے کے واسطے کہ انسان کو پرمیشر کی استت کرنا فرض ہے خود بھی مانند انسان کے استت کی تو کیا ہرج ہوگیا ٭ چنانچہ گیتا جی میں خود کرشن مہاراج فرماتے ہیں کہ جو کام اچھے لوگ کرتے ہیں اُس کو دیکھ کے اور بھی ویسے کرتے ہیں ٭

پھر بابو جی لکھتے ہیں کہ اگر کرشن پورن برمہ ہوتا تو گیتا میں خود ارجن سے یوں کیوں کہتا کہ اے ارجن تیرے اور میرے بہت سے جنم ہوئے ہیں ٭

(جواب) - بے شک یہ کرشن مہاراج نے راست فرمایا کیونکہ انھوں نے گیتا جی میں یہ بات بھی ظاہر کی تھی کہ سادھوؤں کی حفاظت اور بدکاروں کی تنبیہ اور دھرم کے قیام کے واسطے جگ جگ میں جنم لیتا ہوں - مگر یہ جنم لینا اُن کا مانند دیگر مخلوقات کے نہیں صرف ظاہر ہونے سے مراد ہے جیسا کہ لکڑی یا پتھر سے اگنی ظاہر ہوتی ہے ٭

پھر بابو جی لکھتے ہیں کہ بشنو پوران اور بھاگوت میں تو کرشن جی کو بار بار بشنو بھگوان کا انش لکھا ہے وہ پورن پرمیشر کیسے ہوئے ٭

(جواب) - بے شک مگر مجھے بار بار یہی کہنا پڑتا ہے کہ آپ شاستر کے ایک شلوک کو ماننا اور دوسرے کو جھوٹھ جان کے ترک کرنا ضرور چھوڑ دیجیے کہ جس کے سبب آپ کو لوگ نئی قسم کا ہندو سمجھتے ہیں - چنانچہ دیکھو بھاگوت میں یہ شلوک بھی تو لکھا ہے کہ جس کو آپ پڑھنے میں چھوڑ گئے :-

एते चांशकलाः प्रोक्ताः कृष्णस्तु भगवान्स्वयम्।

معنے اُس کے یہ ہیں کہ - اور اوتار تو سب بھگوان کے ایک ایک انش ہیں لیکن شری کرشن جی عین بھگوان ہیں ٭

نمبر چہارم

اس نمبر میں بابو جی نے یہ بات بیان کی ہے کہ بید اور شاستر کے کل فرمان لائق قبولیت نہیں بلکہ بہت باتیں اُس میں خارج العقل جان کر ترمیم کر دینے کی لائق ہیں ٭ پھر اُنھوں نے یہ بھی لکھا کہ پنڈت بھلوری

نے جو سماجی لوگوں کو اس سبب سے نئی قسم کے ہندو ٹھہرایا کہ وے بید
اور شاستر کی رسومات میں ترمیم کرتے ہیں یہ بات سچ نہیں کیونکہ ہندوؤں
میں رسومات کی ترمیم بہت ہو چکی ہے ٭ اس پر اُنھوں نے گومیدہ اور
نرمیدہ جگ ہیں یعنے گئو اور انسان کی قربانی وغیرہ رسومات کو زمانہ حال میں
ترمیم ہوجانا بتایا کہ جو زمانہ سلف میں جاری تھے ٭

(جواب)۔ معلوم کہ بابو صاحب اتنے دانا اور بینا ہوکر مجھے جھوٹھا الزام
کیوں دیتے ہیں۔ بھلا دیکھو تو میرے لکچر میں کہاں لکھا ہے کہ سماجی
لوگ رسومات کی ترمیم کے سبب نئی قسم کے ہندو ہیں۔ میں نے تو
صرف اتنا لکھا تھا کہ سماجی لوگ جو شرتی اور سمرتی کو الہام کے طور پر سارا
راست اور درست نہیں مانتے۔ اور اُس کے ایک حصہ کو قبول کرکے دوسرے
حصہ کو جھوٹھ اور خارج العقل سمجھ کے ترک کر دیتے ہیں۔ اسواسطے اُن کو
نئی قسم کے ہندو کہنا چاہئے ٭ جیسا کہ شاستر میں تو لکھا ہے کہ شری
گنگاجی پاپ اور تاپ دونوں کو دور کرتی ہے۔ بجائے اُس کے سماجی لوگ
کہتے ہیں تاپ یعنے تپش تو گنگا اشنان سے دور ہو جاوے گی مگر پاپ کا
دور ہونا ممکن نہیں ٭ سو بس میری دانست میں جو لوگ اس قسم کے
اعتراض اپنے مذہبی فرمانوں پر پیدا کرتے ہیں وہی نئی قسم کے
ہندو ہیں ٭

معلوم بابوجی گومیدہ اور نرمیدہ وغیرہ جگوں کا ذکر درمیان میں
کیوں لائے کہ زمانہ سابق میں مردہ کے مرنے کے وقت اور مسافر کے گھر
میں آنے کے وقت گئو کو ہلاک کیا جاتا تھا اور لوگ اُس کو کھاتے تھے
اور گومیدہ اور نرمیدہ جگ میں گئو اور آدمی کی قربانی کی جاتی تھی؟
کیا اُن کی غرض یہ ہے کہ جیسے زمانہ حال میں گومیدہ وغیرہ جگ
نہیں ہوتے ویسے ہی ذات پات چھوت چھات جنیو کا رکھنا بھی چھوڑ
دیا جاوے ؟ اول تو میں یہ کہوں گا کہ گومیدہ وغیرہ کی رسم زمانہ
حال میں ترمیم نہیں ہوئی بلکہ اُس کے کرنے کی اجازت خاص پچھلے
جگوں کے واسطے تھی جیسا کہ ایام غدر ۱۸۵۷ع میں ہر ڈپٹی کمشنر
کو حکام اعلےٰ سے اختیار اسپیشل کمشنری کا حاصل ہوگیا تھا تو وہ
اُنہیں دنوں کے واسطے خصوصیت رکھتا تھا نہ کہ ہمیشہ کے واسطے

ایسا ہی گو میدھ اور اسو میدھ وغیرہ کی اجازت تھی جو صرف اور جگوں کے واسطے تھی نہ کہ کلجگ کے واسطے۔ جیسا کہ اس سمرتی سے ظاہر ہوتا ہے ٭

अश्वालम्भं गवालम्भं संन्यासं पलपैतृकं
देवराच्च सुतोत्पत्तिः कलौ पञ्च विवर्जयेत्

معنے اس کے یہ ہیں کہ اسو میدھ۔ گو میدھ۔ اور سنیاس دھارن کرنا۔ اور پتروں کو ماس کا پنڈ دینا۔ اور دیور سے اولاد پیدا کرنا یہ پانچ کرم کلجگ میں چھوڑ دے ٭

واضح ہو کہ دھرم دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ کہ جس کے کرنے سے ثواب تو ہے لیکن نہ کرنے سے پاپ کچھ نہیں ہوتا۔ دوسرا وہ کہ جس کے نہ کرنے سے پاپ تو ہوتا ہے مگر کرنے سے ثواب کچھ نہیں ہوتا ٭ سو گو میدھ وغیرہ جگ اُن دھرموں میں سے ہیں کہ جن کے کرنے سے ثواب تو ہوتا ہے لیکن اگر کوئی ساری عمر میں بھی نہ کرے تو پاپی نہیں کہا جا سکتا۔ اور چوٹی جنیو اور ذات پات وغیرہ کا رکھنا اُن دھرموں میں سے ہے کہ جن کے رکھنے سے تو صرف ہندوپن ہی پورا ہوتا ہے اور ثواب کوئی نہیں مگر اُن کے نہ رکھنے سے پاپ بہت ہوتا ہے سو ہندوؤں کو ایسی رسوم کبھی ترمیم نہ کرنی چاہیئے کہ جس کے ترمیم سے پاپ ہو ٭

بابو صاحب۔ رسوم کا ترمیم کرنا اور شئے ہے اور ایک ہی شلوک کے ایک حصہ کو درست اور دوسرے کو نادرست سمجھنا اور شئے ہے جیسا کہ آپ گنگا اشنان سے تاپ کا دور کرنا تو مانتے ہو اور پاپ کا دور ہونا درست نہیں جانتے ٭ صاحب۔ ذات پات چھوت چھات کا توڑ دینا رسومات کی ترمیم میں داخل نہیں بلکہ ہندوپن کے ایک بڑی بھاری جزو کا توڑ دینا ہے ٭ دیکھو پاراشری کے چھٹے ادھیائے کا یہ شلوک چھوت چھات کے توڑنے کو کیسا منع کرتا ہے کہ جس کو آپ خود ہی پڑھ رہے ہو:-

भांडस्थमंत्यजानां जलंदधिपयः पिवेत ब्राह्मणः क्षत्रियोवैश्यः
शूद्रश्चैव प्रमादतः ब्रह्मकूर्चोपवासेन द्विजातीनांतु निष्कृतिः
शूद्रस्यचोपवासेन तथादानेन शक्तितः ॥

معنے اِن کے یہ ہیں کہ - انتج یعنے نیچ لوگوں کے برتن کا پانی وھی اور دُودھ اگر کوئی برہمن چھتری اور بیش یا شودر سہواً پی لے تو پہلے تین برن کے لوگ پراسچت یعنے برمہ کورچ نام برت رکھیں - اور شودروں کے واسطے پراسچت فاقہ اور حسب مقدور خیرات ہے ۔ اب دیکھئے جس حالت میں غیر ذات کے چھوئی ہوئی اشیاء کے کھانے پینے کا گناہ دور کرنے کے لئے اسقدر تکلیف اُٹھانی فرمائی ہے تو کیا آپ کہہ سکتے ہو کہ ذات پات بالکل ترک کر دینا جائز ہے ؟ یا اِس رسوم کا ترمیم کر دینا ایسا آسان ہے کہ جیسے کوئی شخص گریبان دہنے یا بائیں طرف رکھنا ترمیم کر لینا چاہے - یا بجائے پگڑی کے ٹوپی اوڑھنا جائز ٹھہرائے بابو صاحب - گریبان اور ٹوپی پگڑی وغیرہ کے رسومات کے ترمیم کر لینے سے چنداں بُرائی نہیں پیدا ہوتی - مگر جب آپ لوگ اِس قسم کے دھرم سمبندھی کلمات میں ترمیم کرتے ہیں کہ جو شرتی اور سمرتیوں میں لکھے ہیں تو اُس وقت آپ لوگوں پر نئے ہندوپن کا شک ضرور عائد ہونے لگتا ہے ۔

پھر آپ نے یہ لکھا کہ زمانہ سابق میں شادی کی بھی کچھ قید نہ تھی اور نہ زنا کاری ہی گناہ میں داخل تھی اور اب زمانہ حال میں وہ رسومات سابقہ تبدیل ہو گئیں ۔ چنانچہ آپ مہابھارت کے اُن شلوکوں سے اسبات کو ثابت کرتے ہو کہ جن کے معنے یہ ہیں کہ - اے سُندری سابق میں عورات بے حجاب رہتی تھیں - اور جہاں اُن کی خوشی ہوتی پھرتی تھیں - اور خود مختار تھیں - کوارپن سے ہی اُن کا یہ کھلا طریقہ تھا کہ جس کو چاہتی اُس کو اپنا شوہر بنا لیتیں - اُس میں اُن کو گناہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ اُس قدیم زمانہ کا یہی رواج تھا اور یہ رواج پرمانوں سے ثابت ہے اور بڑے بڑے رشی لوگ اِس کا ہونا مانتے ہیں اور اُوتر کرو دیس میں یہ رواج اب تک پایا جاتا ہے - اور عورتوں کے حق میں رعایتی اور پورانا ہے ۔

(جواب) - ان شلوکوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بُری رسوم کو ترمیم کر دینا چاہئے مگر کیا بابو جی اِس بُری رسوم کے ترمیم ہو جانے سے آپ کسی دھرم کی ترمیم ہو گئی خیال کرتے ہو ؟ نا صاحب - آزادی مذکورہ بالا ہندو لوگوں کے کسی دھرم میں داخل نہیں تھی کہ جس کے ترمیم کو دیکھ کے آپ لوگ جنیئو چوٹی اور ذات پات اور چھوت چھات کی قید اور گنگا اشنان وغیرہ کو بھی ترمیم کرنا چاہتے ہیں کہ جو ہندو لوگوں کا صرف رواج ہی نہیں بلکہ عین دھرم ہے ۔ اگر بابو جی

کہیں کہ شلوکوں میں لفظ دھرم بھی ضرور لکھا ہے کہ اُس زمانہ میں وہ دھرم تھا - ذو سنو - لفظ دھرم کے معنے اُس جگہ پر صرف رواج کے لگائے جاتے ہیں کسواسطے کہ دھرم وہ ہوتا ہے کہ جس کے قبول کرنے کے واسطے شاستر میں کوئی ہدایت لکھی ہو - جیسا کہ جنیئو چوٹی کے واسطے صدہا شلوک ہدایت کے پائے جاتے ہیں ، چونکہ اُس آزادی کے قبول کرنے کے واسطے شاستر میں کوئی ہدایت نہیں لکھی - بلکہ طرز تقریر سے پایا جاتا ہے کہ اُس آزادی کی برائی جتلا کے مہابھارت کے وے شلوک اُس کو دور کرنا سکھلاتے ہیں - لہذا آپ اِس رواج کو بیدوں کا دھرم کیسے سمجھتے ہیں کہ جس کی نظیر سے بہ آسانی ذات پات چھوت چھات کو ترہم کردینا چاہیئے ، بابو صاحب آپ کو معلوم رہے کہ شاستر کی ایک ہدایت کو ماننے اور دوسری کو جھوٹھ جاننے کی وجہ سے میں نے شیا ہندوپن کہا تھا نہ کہ کسی بُری رسم کے انسداد کو ! اگر کسی ملک میں عورات اُسی آزادی سے رہتی ہوں کہ جیسے اوپر بیان ہو چکی تو آپ ذوق سے انسداد فرماویں تو کوئی نئے ہندوپن کا الزام نہیں لگاویگا ،

اب بابو صاحب لکھتے ہیں کہ شاستر میں عورات کے جی میں اُس قسم کی آزادی کے واسطے ہدایت بھی موجود ہے - چنانچہ دیکھو مہابھارت کے دو شلوک

ऋतावृतौ राजपुत्रि स्त्रिया भर्ता पतिव्रते नातिवर्तव्य इत्येवं
धर्मं धर्मविदो विदुः शेषेष्वन्येषु कालेषु स्वातन्त्र्यं स्त्री कि-
लार्हति धर्ममेवं जनाः सन्तः पुराणं परिचक्षते ॥

معنے ان شلوکوں کے بابو صاحب یوں بیان فرماتے ہیں کہ جنکو سُن کے مجھکو بہت ہنسی آتی ہے یعنے - اے راج پوتری دھرم شناس لوگ اِس طرح کہتے ہیں کہ استری کو لازم ہے کہ حیض کے بعد پندرہ روز تک تو سوائے اپنے شوہر کے اور کسی کے پاس نجاوے مگر باقی اور وقتوں میں عورت فعل مختار ہے جس سے چاہے بھوگ کرے - سنت جن اُس کو قدیمی دھرم بیان کرتے ہیں ، اس جگہ بابو صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ میری غرض شاستروں کی نندا کرنے سے نہیں بلکہ حقیقت کے ظاہر کر دینے سے ہے ،،

(جواب) - واہ واہ قربان جاویں آپ کی علمیت اور سعادت کے یہ تو خوب آپ نے حقیقت کو ظاہر کیا کہ شلوک کے اصلی معنے کو بھی تبدیل کر دیا ! صد آفرین

ہے کہ آپ بید اور شاستر کی نندا کرنا نہیں جانتے! شاباش اُن لوگوں کے ماتا
پتا کو کہ جو آپ کی تقریر کو سُن کے فوراً یہ یقین کر لیتے ہیں کہ بابو صاحب نے
جو کچھ فرمایا عین بید اور شاستر کے مطابق ہے!! ہائے افسوس۔ کیا جب آپ
آنکھ موند کے دیکھتے ہونگے تو آپ کا دلی انصاف آپ کو کیا کہتا ہوگا؟ میں
یہ نہیں کہتا کہ آپ ان شلوکوں کے لفظی معنے بھی نہیں جانتے لیکن اس
میں شک نہیں کہ اُن کے مطلب کو یا تو آپ نے دیدہ و دانستہ اور کا اور بیان
کر دیا اور یا اچھی طرح سے سمجھتے نہیں ۔ سُنو صاحب۔ اصلی معنے ان شلوکوں
کے یہ ہیں۔ کہ راجہ پانڈو نے اپنی زوجہ کونتی سے کہا کہ۔ اے اپنے خاوند کے سوائے
اور کسی کی طرف نہ دیکھنے والی۔ حیض کے پندرہ روز بعد تک تو عورت کو اپنا
شوہر ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے دیگر اوقات میں اُس کو اختیار ہے یعنے اگر اُس کا
دل مباشرت کو نچاہے تو مضایقہ نہیں۔ اس بات کو سنت جن پورانا دھرم
کہتے ہیں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بابو صاحب بعد ایام حیض کے عورت کو
ایسی فعل مختار بناتے ہیں کہ چاہے کسی مرد سے جماع کرے تو گناہ نہیں!!
مجھے اُن کی اس سمجھ پر بڑی ہنسی آتی ہے ۔ طرفہ یہ ہے کہ پھر ان طبعی
معنوں سے اُس فعل مختاری کو زمانہ حال میں ترمیم ہو جانے کے سبب
ہندو لوگوں کی رسومات کو تبدیل ہو جانا بتلاتے ہیں کہ جو کسی وجہ کی اصلیت
ہی نہیں رکھتی ۔ بھلا غور تو فرماؤ کہ اگر ان شلوکوں کو سُنا کے راجہ پانڈو اپنی
عورت کو فعل مختاری سکھلاتا تو اُس کو اُن ہی شلوکوں میں پتی برتا یعنے
شوہر کے سوائے کسی سے نہ ملنے والی کہہ کر کیوں پکارتا؟ پس معلوم ہوا
کہ ان شلوکوں سے ترمیم ہونا رسومات کا ثابت نہیں ہوتا۔ بابو جی اپنی مرضی
سے جو کچھ چاہیں سو کریں ۔ پھر بابو جی نے ایک اور شلوک پڑھا:۔

शूद्रैव भार्य्या शूद्रस्य सा च स्वा च विशः स्मृते
ते च स्वा चैव राज्ञश्च ताश्च स्वा चाग्रजन्मनः ॥

یہ شلوک منو سنگھتا کے ادھیائے تیسرے کا تیرہواں ہے۔ معنے اسکے
یہ ہیں کہ۔ شودر کی عورت صرف شودری ہی ہوسکتی ہے۔ اور ویش کی عورت
ویشانی اور شودری دونوں ہوسکتی ہیں۔ چھتری کی عورت ویشانی شودری اور
چھترانی یہ تینوں ہوسکتی ہیں اور برہمن چاروں برن کی عورت کے ساتھ
شادی کرسکتا ہے ۔ اس شلوک سے بابو صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ

زمانہ سابق میں یہ رسم جاری تھی اور اب ترمیم ہوگئی - پس مناسب ہے کہ اور باتوں کی بھی ترمیم ضرور کر لی جاوے ؞

(جواب) - اس شلوک میں یہ بات کہیں بھی نہیں لکھی کہ پہلے دنوں میں ایک ذات کا آدمی دوسری ذات کی عورت کے ساتھ شادی کرلیا کرتا تھا کہ جس کا رواج دور ہوکر اب اپنی ہی ذات میں شادی کرنے کا دستور ہوگیا - مگر نہ معلوم کہ بابو جی نے یہ معنے کہاں سے پیدا کر لیئے ؟ اس شلوک کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص شہوت کے غلبہ سے بے ہوش ہوکر نیچ ذات کی عورت کے ساتھ اپنا دھرم بگاڑنا چاہے تو اچھا نہیں - کیونکہ نہایت لاچاری کے وقت میں بھی برہمن چھتری بیش کو صرف چار برن کی عورت کے ساتھ اُس قاعدہ کے موجب شادی کرینی مناسب ہے کہ جو اُس شلوک میں مقرر کیا ہے - نہ کہ کسی نیچ یعنے چنڈال اور ملیچھ کی عورت سے ؞ چنانچہ اسی جگہ لکھے ہوئے بارھویں شلوک کو دیکھو کہ جہاں سے آپ نے وہ تیرھواں شلوک نکالا ہے ؞ صاحب من - اصلی معنے آپ کے شلوک کے تب ہی سمجھ میں آوینگے کہ جب آپ اُس کے شلوک اول کو پڑھو گے نہیں تو بہت نا واقف لوگ آپ کے اُس شلوک کو سُنکے کہ جو آپ نے دعوے کے ثابت کرنے کے واسطے سر و دُم بریدہ کرکے لکھا ہے بیشک دھوکہ میں آجاویں گے ؞ اور یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ جب کسی کلام کے اول یا آخر کو چھوڑ کے پڑھا جاوے تو اُس کے معنے اور کے اور سمجھ میں آیا کرتے ہیں - جیسا کہ دیکھئے ہیں اُس بارھویں شلوک کے معنے لکھتا ہوں - اُس سے اُس بات کی قلعی بالکل کھل جاوے گی - کہ اصل مطلب شری منوجی مہاراج کا تھا - اور بابو جی نے اُسکو یعنے شلوک اولیں کو چھوڑ کر سامعین کے دل میں کیا بُری بات بھرنی چاہی سو وہ بارھواں شلوک یہ ہے ؞

सवर्णाग्रे द्विजातीनां प्रशस्ता दारकर्म्मणि कामतस्तु
प्रवृत्तानामिमाः स्युः क्रमशोवराः ।। शूद्रैव भार्य्या शूद्रस्येति १२

معنے اس کے یہ ہیں کہ - اوّتم بواہ کرم میں تو برہمن چھتری بیش کو اپنے اپنے برن یعنے ذات میں ہی شادی کرنی مناسب ہے - اور اگر کام یعنے شہوت کے زور سے اسبات کی تمیز نہ ہے تو اس دستور پر چلنا اچھا ہے کہ شودر صرف شودری اور بیشانی اور چھترانی سے اور برہمن چاروں برن کی عورت سے شادی

کرلیوے۔ مگر چنڈال وغیرہ نیچ ذات کی عورت سے نکرے ٭ ایک بات اور
بھی سوچنے کے لائق ہے کہ بارھواں شلوک جو حصہ اول میں یہ بات بیان
کرتا ہے کہ اچھی شادی وُہی ہوتی ہے کہ جس میں اپنی اپنی ذات کی عورت
قبول کی جاوے اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شادی کا اچھا قاعدہ تو
اپنی ہی ذات میں ہے۔ مگر غلبہ شہوت سے اگر کوئی دوسری ذات سے بھی ملنا
چاہے تو اُن ہی شرائط سے ملے کہ جو تیرھویں شلوک میں قائم کی گئی ہیں٭
الّا یہ قاعدہ اچھا نہیں اگر اچھا ہوتا تو شلوک ۱۴ سے مفصلہ ذیل میں منو
مہاراج اپنی ذات سے باہر شادی کرنیوالوں کو دوش کیوں لکھتے :-

न ब्राह्मणक्षत्रिययोरापद्यपि हि तिष्ठतोः कस्मिंश्चिदपि वृत्ता
न्ते शूद्रा भार्य्योपदिश्यते १४ हीनजातिस्त्रियं मोहादुद्वहन्तो
द्विजातयः कुलान्येव नयन्त्याशु ससन्तानानि शूद्रताम् १५
शूद्रावेदी पतत्यत्रेरुतथ्यतनयस्य च शौनकस्य सुतोत्प
त्त्या तदपत्यतया भृगोः १६ शूद्रां शयनमारोप्य ब्राह्मणो
यात्यऽधोगतिं जनयित्वा सुतं तस्यां ब्राह्मण्यादपि हीय
ते १७ दैवपित्र्यातिथेयानि तत्प्रधानानि यस्य तु ।
नाश्नन्ति पितरस्तन्न च स्वर्गं स गच्छति १८ ।
वृषलीफेनपीतस्य निश्वासोपहतस्य च तस्यां चैव
प्रसूतस्य निष्कृतिर्न विधीयते १९ ॥

یہ سب شلوک منو سنگھتا کے اُسی جگہ کے ہیں کہ جہاں کا وہ ایک شلوک
بابو جی نے لکھا۔ قربان جاویں بابو صاحب کی چترائی کے کہ شروع میں سے
تو شلوک نمبر ۱۲ کو چھوڑ دیا۔ اور اخیر سے شلوک نمبر ۱۴ کو صرف بیچ سے شلوک
نمبر ۱۳ کو سُنا کے ہمارے ناواقف بھائیوں کو حیران کرنا چاہا۔ سو بحکم ضرورت
میں نے بابو صاحب کی منصفی ظاہر کرنے کے واسطے شلوک نمبر ۱۴ سے لیکر
نمبر ۱۹ تک کے شلوک لکھدئے ہیں ٭ ناظرین انصاف فرماویں کہ بابو صاحب
کیا غضب کررہے ہیں ٭ معنے ان سب شلوکوں کے یہ ہیں ٭
برہمن اور چھتری خواہ کسی مصیبت میں بھی گرفتار ہوں لیکن اُن کے

احوال کی تشریح میں کسی جگہ شوور ذات کی عورت کا قبول کرنا نہیں لکھا (۱۴) برہمن چھتری بیش اگر سہواً بھی اپنی سے چھوٹی ذات کی عورت سے شادی کریں تو اولاد سمیت اپنے تمام خاندان کو شوودر بناتے ہیں (۱۵) شوودری سے شادی کرنے والا اپنی ذات سے گرتا ہے یہ بچن اَتری رشی اور اُتتھیہ رشی کا ہے۔ شوودری میں اولاد پیدا کرنے سے نیچے گرتا ہے یہ بچن سونک رشی کا ہے۔ اور شوودری سے لڑکا پیدا ہونے سے ذات سے گرتا ہے یہ بھرگو رشی کا بچن ہے (۱۶) شوودری کو ساتھ سولانے سے برہمن نرک کو جاتا ہے اور اُس میں اولاد پیدا کرنے سے اپنے برہمن پن سے خارج ہوتا ہے (۱۷) جس کے دیو اور پتر کرم میں شوودری عورت مقدم ہے اُس کا دیا ہوا بھوجن دیوتا اور پتر ہرگز قبول نہیں کرتے اور نہ وہ برہمن کبھی سُرگ میں جاتا ہے (۱۸) جس برہمن نے شوودری عورت کے لب کا بوسہ لیا اور جس برہمن کا مُنہہ شوودری عورت کے سانس سے جلا ہوا ہو اور جو برہمن شوودری عورت سے پیدا ہوا ہو اُس کا پاپ دور کرنے کیواسطے دھرم شاستر میں کوئی پراسچت نہیں لکھا۔

بابو صاحب اب ذرا غور کرو انصاف کو کام میں لاؤ کہ زمانہ سابق میں برہمن کو شوودری وغیرہ سے اور چھتری کو شوودری اور بیشانی سے شادی کرلینے کا دستور کب اور کہاں جاری تھا کہ جس کی اب آپ ترمیم ہوگئی لکھتے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ کسی کلام کو اگر سر و دُم بریدہ کرکے پڑھا جاوے تو اُس کا مطلب بگڑ جاتا ہے جیسا کہ دیکھو نیتی شاستر میں لکھا ہے۔

दण्डयेद्राजा साधून् (?) ...

معنے اس کے یہ ہیں کہ راجا کو لازم ہے کہ بدکاروں کو سزا دیوے اور نیکو کاروں کی تواضع کرے۔ اگر اس شلوک کو سر و دُم بریدہ کرکے اسطرح پڑھا جاوے تو معنے اُسکے بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں جیسا کہ:-

दण्डयेद्राजा साधून् ।

یعنے سزا دیوے راجا نیکو کاروں کو۔ اب دیکھنا چاہئے کہ جب اس شلوک کا اول و آخر دور کرنے سے مطلب اصلی دور ہوگیا تو جس شلوک نمبر ۱۳ کو اول آخر سے علیحدہ کرکے یعنے شلوک نمبر ۱۲ - اور - ۱۴ سے جدا کرکے پڑھا تو اُس کے معنے اصلی طور پر کب ظاہر ہو سکتے ہیں۔ ناظرین کو خیال رکھنا چاہئے کہ اسطرح اور موقعوں پر بھی اکثر لوگ کسی کلام کا اول آخر دور کرکے معنے کو بدل دیا کرتے ہیں اُن کے معنے پر یقین کر لینا مناسب نہیں۔

اس کے بعد بابوجی نے اور چند شلوک لکھے کہ جن کا خلاصہ اور مطلب یہ ہے کہ۔ اے راجا جدھشٹر پہلے یہ جہاں ایک ہی برن سے پورن تھا۔ تفرق پیشوں کے لحاظ سے چار برن کی رسوم قایم ہوئیں۔ سب لوگ ایک ہی طرح ماتا پتا سے پیدا ہوتے ہیں اور سب یکساں بول وبرز کرتے ہیں اور حواس محسوسات سب کے برابر ہیں پس جس کے اخلاق اور صفات حمیدہ ہوں اُس کو بڑی ذات کا کہنا چاہئے۔ یعنے شودر اگر اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ سے موصوف ہو تو برہمن ہے اور برہمن اگر بد چلن ہو تو وہ شودر سے بھی زیادہ نیچ ہے ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ سماجی لوگوں کے ممبروں میں اگر نیک اوصاف پائے جاویں تو چاہے وہ کسی ذات اور برن میں پیدا ہوے ہوں برہمن کے برابر ہو گئے ۔

(جواب)۔ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ سماجی لوگ ذات پات اور چھوت چھات کے چنداں پابند نہیں۔ بقول بابوجی کے اگر درستی اخلاق کی کسی نیچ وغیرہ میں بھی ہو تو اُس کو برہمن مانکر کچھ پرہیز نہیں رکھتے ۔ خیر صاحب۔ یہ تو اُن کو اختیار ہے مگر اُن کے دل میں اگر یہ ناز ہو کہ شلوک ہائے مذکورہ بالا نے یہ آزادی سکھلائی ہے تو سچ نہیں۔ کیونکہ مطلب ان شلوکوں کا وہ نہیں جو بابوجی سمجھے ہوئے ہیں ۔ ان شلوکوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ اخلاق حمیدہ کا اختیار کرنا اسقدر اچھا ہے کہ اگر کسی شودر میں بھی ہوں تو برہمن کے برابر مانو۔ برہمن کے برابر ماننے کی مراد یہ نہیں کہ اُس کے ہاتھ کا کھانا پینا اختیار کرو۔ صرف یہ غرض ہے کہ اُس کو مُہذب جان کے عزت کرو اور برہمن اگر بدخلق ہو تو اسکو شودر کے برابر تو کہہ سکتے ہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اُس کو نیچ جان کے پرہیز کرنے لگجاؤ کیونکہ شاستر میں لکھا ہے :۔

ब्राह्मणः पतितः श्रेष्ठः शूद्रो न च जितेन्द्रियः
वंध्यापि गौर्यथा पूज्या न च दुग्धवती खरी ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ مہا دیوجی نے پاربتی جی سے فرمایا کہ اے دیوی برہمن اگر کوئی صفت بھی نہ رکھتا ہو پوجنے کی لائق ہے ۔ اور شودر ہمہ صفت موصوف ہونے پر بھی نہیں پوجا جاتا۔ جیسا کہ اگر گئو شیر دار بھی نہو تو پوجا کرنے کی لائق ہے۔ اور گدھی اگر دودھ بھی دیتی ہو تو لائق تعظیم نہیں ہوسکتی ۔ سماجی لوگوں کا وہ مقولہ کہ اوصاف حمیدہ اگر نیچ میں بھی ہوں تو برہمن کے برابر ہے اور بدخلق ہونے کے باعث برہمن کو بھی نیچ سمجھنا چاہئے اُن ہی کو مُبارک

رہے ۔ اگرچہ میرا مطلب یہ نہیں کہ برہمن چاہے بُرا ہی ہو تو اچھا ہے اور شودر اچھا ہونے پر بھی اچھا نہیں لیکن غرض بیان یہ ہے کہ بابو صاحب جو خوش خُلق نیچوں کو برہمن کے برابر جاننا بموجب فرمان شاستر کے جایز ٹھہراتے ہیں وہ بات بالکل غلط ہے ۔

اب بابو جی پھر کہتے ہیں کہ سماجی لوگوں کو بسبب ترمیم رسومات کے نئی قسم کے ہندوپن کا الزام دینا محض بیجا ہے کیونکہ جن رسومات کے باعث بہبودی خلائق کی ہو اُن کی ترویج اور مُضِر رسومات کے انسداد میں کوشش کرنا انسان پر فرض ہے ۔ چنانچہ رسومات کی ترمیم کے باب میں دھرم شاستر کے بنانے والے رشیوں نے خود لکھا ہے :-

अन्ये कृतयुगे धर्मास्त्रेतायां द्वापरे परे
अन्ये कलियुगे नृणां युगह्रासानुरूपतः

یہ منو سنگھتا کے دوسرے ادھیائے کا ۸۵ شلوک ہے - معنے اُس کے بابو جی یوں بیان کرتے ہیں کہ ست جُگ کی رسوم اور ہیں اور ترتیا و دُوا پر اور کلجُگ کی اور ہیں انقلاب زمانہ کے سبب انسان کی رسوم تبدیل ہوجاتی ہیں ۔

(جواب) مطلب اس شلوک کا یہ نہیں کہ ہر ایک جُگ میں اپنی مرضی کے موافق دھرم کو تبدیل کر لینا چاہیے اس شلوک میں تو صرف اس بات کی خصوصیت بتائی گئی ہے کہ ست جُگ میں فلانا دھرم خصوصیت رکھتا ہے اُس کی اُس زمانہ میں ہرگز ترمیم اور تسدید نہ کرنی چاہئے - اور ترتیا میں فلانا دھرم مخصوص ہے اُس میں اُس کو تبدیل کرنا مناسب نہیں ۔ چنانچہ دیکھو اُسی ادھیائے کے شلوک نمبر ۸۶ کو کہ جس میں اس خصوصیت کا بیان ہے :-

तपः परं कृतयुगे त्रेतायां ज्ञानमुच्यते
द्वापरे यज्ञमेवाहुर्दानमेकं कलौ युगे ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ - ست جُگ میں تپ مُقدم تھا اور ترتیا جُگ میں گیان یعنے علم دُوا پر جُگ میں جگ مقدم ہوتا تھا اور کلجُگ میں صرف خیرات کرنا مقدم ہے ۔

اگر بالفرض محال معنے مُبینہ آپ کے فرض کر لئے جاویں تو بھی ہم ذات پات اور چھوت چھات اور چوٹی وجنیو وغیرہ رسومات کی تبدیلی کرنی مناسب نہیں کسواسطے کہ یہ رسومات اُس زمانہ میں بھی تبدیل نہیں ہوتیں کہ جب

بقول آپ کے ایک جُگ کے چلے جانے کے بعد دوسرے جُگ کی رسومات دوسرے جُگ میں تبدیل ہوتی رہی ہیں ویسے ہی جو جو رسومات ہم کو زمانہ حال میں مُضر معلوم ہوتی ہوں اُن کی تبدیل اور ترمیم کر لینے میں کچھ نقصان نہیں تو۔ واضح ہو کہ رسومات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وے کہ جو برخلاف شاستر کے کسی بے وقوف مرد یا عورت نے جاری کی ہوں جیسا کہ چرک پوجا وغیرہ رسومات کبھی مروج ہو رہی تھیں۔ اور دوسری جو فرمودہ شاستر ہوں جیسا کہ چھوت چھات اور ذات پات اور جنیو چوٹی وغیرہ کا رکھنا۔ کہ جن کی تبدیل اور ترمیم کسی صورت سے ہندو لوگوں کو جائز نہیں سو ان دونوں قسم کی رسومات میں امتیاز کر کے آپ بیشک ترمیم اور انسداد کر لیا کریں ٭ اور میں نے اپنے لکچر میں یہ بات نہیں لکھی کہ سماجی لوگ ترمیم رسومات کے سبب نئے ہندو ہیں کہ اسی وجہ سے میری نسبت آپ فرماتے ہیں کہ پنڈت شردھا رام شاستر کی بہت سی رسومات کو خود بھی نہیں مانتا ہوگا کہ جو برخلاف از عقل ہیں ٭

جواب۔ یہ ہے کہ بیشک میں خود بھی اقرار کرتا ہوں کہ مجھ سے سارے فرمان شاستر کے ادا نہیں ہو سکتے لیکن جن احکام کو میں ادا نہیں کر سکتا بہ نسبت اُن کے اپنی ناطاقتی اور ناتوانی سمجھتا ہوں نہ کہ مانند آپ لوگوں کے میں انکو بالکل جھوٹھ اور خارج از عقل سمجھکر قطعی ترک کر دیتا ہوں ٭ صاحب ہم لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ شاستر کے جو جو مقولے ہمارے سمجھ میں نہیں آتے اُن کو ہم قطعی جھوٹھ نہیں سمجھتے بلکہ اُن کی حقیقت کے سمجھنے میں اپنی عقل کی کوتاہی سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ شاستر کے لکھنے والے رشی لوگ غلطی کبھی نہیں کرتے تھے یہ آپ ہی کے خیالات ہیں کہ آپ اُن اقوال کو غلط خیال کرتے ہو ٭

اِس کے بعد آپ جو ایک شلوک گیتاجی کا لکھتے ہیں ٭

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।

جس کے معنے یہ ہیں کہ اے ارجن تو سب رسومات کو چھوڑ کے میری شرن کو پراپت ہو ٭

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ।

(جواب)۔ اس شلوک سے آپ تو یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شری کرشن مہاراج نے ارجن کو تمام رسومات کی ترمیم کی ہدایت کی، سو پس رسومات کی ترمیم اب

بھی ضرور ہونی چاہئیے - اور میں کہتا ہوں کہ اس شلوک میں ذات پات
اور چھوت چھات اور جنئو چوٹی وغیرہ دھرموں کو ترک کرنے یا ترمیم کر دینے
کی ہدایت نہیں ہے اگر ان دھرموں کے ترک کر دینے یا ترمیم کر دینے کی ہدایت
ہوتی تو اُسی گیتا جی میں مہاراج یوں کیوں فرماتے :-

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ।

معنے یہ کہ اپنے دھرم میں اگر کوئی صفت بھی نہ ہو تو غیر لوگوں کے اچھے
دھرموں سے عمدہ ہے ۔ اور پھر اُسی شلوک کے دوسرے حصہ کا مضمون اول
قول کی تائید میں یوں فرماتا ہے :-

स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ।

کہ اپنے دھرم میں اگر موت بھی ہو جاوے تو نیک ہی ہے کیونکہ پرایا
دھرم خوف دینے والا ہوتا ہے ۔ اور فرض کیا اگر بموجب قول بابو صاحب کے
چوٹی جنیؤ ذات پات وغیرہ کے ترک کر دینے کا حکم ہوتا تو ارجن اُسی وقت تعمیل
اُس حکم کی کرتا اور تمام زمانہ میں یہ رسم اُسی وقت سے جاری ہو جاتی - اور اگر
تعمیل اُس حکم کی اس زمانہ پر منحصر ہوتی تو گیتا جی میں یہ کہیں نہیں
لکھا کہ فلانے سنہ اور سمت میں سماجی مت جاری ہوگا اور چوٹی جنیؤ - ذات
پات وغیرہ دھرم کو وہ تبدیل کرینگے ۔

اِس کے بعد آپ نے دو شلوک شری بھاگوت سے لکھے کہ جن کے معنے شلوک ہا
مذکورہ بالا کے مطابق ہیں - اُن کی نسبت جواب مذکورہ بالا ہی کافی سمجھا - مگر
اُس موقع پر جو آپ نے اشارہ سے میرے حق میں کچھ ملامت لکھی اُس کے
جواب کی عوض میری یہی دعا ہے کہ پرمیشر آپ کے اخلاق کو درست فرماوے ۔
اور جو یہ لکھا کہ سماجی لوگوں کا کل شاستروں کو نہ ماننا اور اُن میں سے
صرف اُن قولوں کو چُن لینا کہ جو عقل کے مطابق ہوں اور باقی ماندوں کو ترک
کر دینا بھی شاستر کے برخلاف نہیں اور بصداقت اُس قول کے یہ شلوک درج فرمایا

युक्तियुक्तमुपादेयं वचनं बालकादपि
अन्यत्तृणमिव त्याज्यमप्युक्तं पद्मजन्मना ।

جس کے معنے یہ ہیں کہ جو بچن عقل کے مطابق ہو وہ اگر چھوٹا لڑکا بھی کہے
تو قبول کر لینا چاہئیے اور جو عقل کے برخلاف ہو وہ چاہے برہما نے کہا ہو مثل
گھاس کے تنکے کے ترک کر دینا مناسب ہے ۔

جواب - اس کا یہ ہے کہ ہاں یہ بات سچ ہے - مگر اتنا خیال ضرور کرلینا چاہیئے کہ جس کا نام برہما ہے وہ ایسا بچن کبھی نہیں کہیگا کہ جو عقل کے برخلاف ہو اور اس میں شک نہیں کہ کبھی کبھی بعض لوگ برہما یا مثل اس کے اور رشی لوگوں کے بچنوں کو اپنی کم فہمی کے باعث خلاف از عقل سمجھا کرتے ہیں - مگر جب تک کسی بچن کی حقیقت معلوم نہ ہو جائے تب تک اُنکو خلاف عقل ماننا عقل دور اندیش سے بعید ہے ۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ انسان کی عقل تو اکثر انسان کے قول کی حقیقت کو بھی دریافت کرنے میں عاجز ہو جایا کرتی ہے - پس جبکہ وہ ایسی عاجز ہے تو کسی دیوتا یا اوتار یا رشی کے قول کو خلاف عقل ہونے کا الزام کیونکر لگا سکتی ہے ۔ جیسا کہ دیکھئے رشی لوگ کہتے ہیں کہ گنگا جی کے اشنان سے پاپ دور ہوتا ہے برخلاف اس کے سماجی لوگ کہتے ہیں کہ گنگا اشنان پاپ کو دور نہیں کرسکتا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بات عقل سے برخلاف ہے ۔ اِسبات کی نسبت میرا یہ سوال آپ سے ہے کہ جب اِنسان کچھ پاپ کرتا ہے تو اُس کے جسم پر کوئی پاپ کا نشان نظر نہیں آتا لیکن اثر اُس پاپ کا صرف روح پر ہوا کرتا ہے کہ جس کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے - ایسے ہی اگر گنگا جی کے اشنان سے پاپ کا اثر دور ہو جاتا ہو تو تم کو کیا معلوم کیونکہ تم اُس کے دیکھنے سے عاجز ہو؟ ہاں - جنکو اثر دور ہونے کے دیکھنے کی طاقت تھی واسطے اشنان شری گنگا جی کے اُنہیں کی ہدائت ہے ۔ بابو صاحب کی اس رائے سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شائد اُن کی رائے کے مطابق بُرے کرم کا انسان کو پاپ بھی نہیں ہوتا اور جب کہ پاپ بھی نہیں ہوتا تو یقین ہے کہ کسی نیک کام کا پُن بھی نہیں ہوتا ہوگا - اسواسطے نیک کام کی ہدائت بھی کرنی فضول ہوگی کیونکہ آتما پر نہ تو پاپ کرنے سے کوئی داغ پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے اور نہ کسی پُن کا کوئی نشان - اس کے بعد آپ یہ شلوک لکھتے ہیں :-

अणुभ्यश्च महद्भ्यश्च शास्त्रेभ्यः कुशलो नरः
सर्वतः सारमादद्यात्पुष्पेभ्य इव षट्पदः ।

معنے اس کے یہ ہیں کہ - خواہ چھوٹا شاستر ہو خواہ بڑا پڑھنے والا کو چاہیئے کہ سب میں سے جو اصل بات ہو چُن لے - جیسے کہ بھنورا پھولوں سے خوشبو کو نکال لیتا ہے -

جواب - واہ قربان جاویں آپ کی دانائی کے - کیا بابو جی اس شلوک کی ہدائت

کے مطابق آپ لوگوں کو چھوٹے بڑے سب شاستروں کا اصل خلاصہ یہی نظر آیا کہ چوٹی جنیؤ اور ذات پات اور چھوت چھات اور گنگا اشنان وغیرہ دھرموں کو جھوٹھ جانکر سب کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شامل کرلینا چاہئیے؟ نہیں صاحب۔ مضمون سے اُس شلوک کی یہ بات ظاہر ہے کہ عقلمند شخص سب شاستروں کا خلاصہ اِس طرح سے جان لے کہ فلانے شاستر کی غرض بیان کیا ہے۔ کیونکہ اگر کُل شاستروں کی عبارت اور طرز تقریر کو حفظ کرنے لگے تو دشوار ہے۔ مگر اِس صورت سے البتہ آسانی ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً جوتش شاستر کا خلاصہ ہے علم ہیئت۔ اور بیدک کا خلاصہ ہے انسداد امراض۔ اور دھرم شاستر کا خلاصہ ہے دریافت امور مذہبی۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ اس طرح کی واقفیت سے اُس شاستر کی کُل تقریر جھوٹھی نہیں ہو جایا کرتی جیسا کہ سماجی لوگ بید اور شاستر کے خلاصہ سے مُکتی کا ہونا سمجھکر۔ اُس کے فرمائے ہوئے ذات پات چھوت چھات چوٹی جنیؤ اور پرمیشر کے اوتار اور مورتی پوجا اور شرادہ کھیاہ تیرتھ برت ہوم جگ اور جیو کے آواگون وغیرہ کے بچنوں کو بالکل جھوٹھ سمجھ بیٹھے ہیں ٭ شلوک میں جو بھنورے کی مثل لکھی ہے اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ پھولوں سے خوشبو لیکر پھول اور پھل اور برگ و شاخ وغیرہ دیگر اجزا اُس درخت کو معدوم یا دروغ نہیں سمجھتا ویسے ہی شاستروں کا خلاصہ سمجھ لینے سے اُن کے باقی ماندہ مضمون جھوٹھے نہیں سمجھے جا سکتے ٭

اُس کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ حقیقت میں کوئی ہندو کُل شاستروں کو نہ تو مانتا ہی ہے اور نہ مان سکتا ہے کسواسطے کہ شاستر کسی ایک شخص کے بنائے ہوئے نہیں اور نہ اُن میں ایک رائے ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ ہم مختلف رایوں کو مانتے ہیں تو اُس کا کہنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی گھوڑے کی نسبت کہے کہ ہم اُس کو گھوڑا بھی مانتے ہیں اور گدھا بھی۔ اور نیز بتائید اپنے کلام کے آپ یہ شلوک بھی لکھتے ہیں ٭

श्रुतयो विभिन्ना स्मृतयो विभिन्ना नैको मुनिर्यस्य मतं न भिन्नम्
धर्मस्य तत्त्वं निहितं गुहायां महाजनो येन गतः स पन्था ।

جس کے معنے یہ ہیں کہ:۔ بیدوں کی شُرتیوں میں اور دھرم شاستر کے بچنوں میں باہم اختلاف ہے۔ ایسا ایک بھی مُنی نہیں کہ جس کی رائے دوسرے

منی کی رائے کے ساتھ کسی بات میں اختلاف نہ رکھتی ہو - دھرم کا اصول انسان کے بہتر ہے اور طریق وہ ہے کہ جس پر نیک مرد چلے :•

جواب ان سب اعتراضوں کے یہ ہیں - اول تو آپ نے یہ شلوک ہی بغلط لکھا کسواسطے کہ نام اس چھند کا یعنے بحر کا انوشٹپ جاتی ہے کہ جس کے ہر ایک مصرعہ میں بموجب قاعدہ عروض گیارہ اچھر سے زیادہ نہیں ہوتے اور آپ نے فقرہ اول میں فقط श्रुत यो لکھکر بارہ اچھر بنا دیئے - خیر شاید یہ شلوک سُنا سُنایا ہی لکھ دیا ہو ورنہ ایسی غلطی نہ کرتے - اگر فرماؤ کہ وہ غلطی کاتب کی ہے تو یہ بات قابل اعتبار نہیں کیونکہ کاتب نقل کے وقت سہواً کم حرف تو لکھ سکتے ہیں انکو زیادہ لکھنے کا ملکہ نہیں ہوتا - اب صحت اِس مصرعہ کی اس طرح پر کرتا ہوں :•

श्रुतिर्विभिन्नास्मृतयोविभिन्ना ।

دوئم یہ شلوک کسی دھرم شاستر کا نہیں - یہ رائے راجا یُدھشٹر کی ہے جس کا دھرم شاستر سے کوئی تعلق نہیں :- اور شُرتی نام بید کا ہے اُسمیں کوئی بچن ایسا نہیں کہ جو ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف رکھتا ہو - اور نہ کوئی بات سمرتیوں میں ایسی ہے کہ جو ایک دوسری سے مختلف ہو - اگر کہو کسی شُرتی میں کرم اور کسی میں اُپاسنا اور کسی میں گیان کا ذکر ہے اور اُسیکا نام اختلاف ہے تو واضح ہو کہ - اختلاف وہ ہوتا ہے کہ جو کرم کی ہدایت کرنیوالی شُرتیاں اُپاسنا اور گیان کو جھوٹھ ٹھہرادیں - جس حالت میں کہ شُرتیاں کرم وغیرہ تینوں سادھنوں کی یکساں ہدایت کرتی ہیں تو آپ اُن کے بیان کو مختلف کیسے کہہ سکتے ہو - علیٰ ہذا سمرتیوں میں بھی ہم ایسی سمرتی کوئی نہیں دیکھتے کہ جو ایک تو ذات پات چوٹی جنیؤ اور گنگا جی کے اشنان وغیرہ کی ہدایت کرے اور دوسری ممانعت - بلکہ مُنیوں کے مت میں بھی اصلی اختلاف نہیں دیکھا جاتا - اگرچہ کوئی بشنو نام سے پرمیشر کی اُپاسنا بتلاتا ہے اور کوئی شِب اور شکتی وغیرہ کے نام سے - مگر ایسا مت کسی مُنی کا نہیں کہ جو بید اور دھرم شاستر کے خلاف ہو - غرض یہ ہے کہ بید اور شاستر پر سب رشی اور مُنیوں کا اتفاق ہے - اور اُس شلوک کے چوتھے فقرہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ راجا یُدھشٹر کی بھی یہ رائے نہیں ہے کہ جو آپ نے بیان کی - اگر ہوتی تو وہ یوں کیوں کہتا کہ طریق وہی ہے جس پر

بڑے یعنے بزرگ چلے ؟ سوم ہندو لوگوں کے بزرگ وُہی گِنے جاتے ہیں کہ جو
دھرم شاستروں کے بنانے والے رِشی تھے پس اُن کے بتائے ہوئے ذات پات
چھوت چھات اور چوٹی جنیو اور شرادہ کھیاہ گنگا جی کے اشنان وغیرہ طریقوں
کو کبھی ترک کرنا نہ چاہیئے ۔ اور آپ نے جو ہندو لوگوں کے اعتقاد پر گھوڑے اور
گدھے کی تمثیل دی یہ بھی غیر ممکن ہے - کیونکہ اُن کے شاستروں میں کہیں
اختلاف نہیں پایا جاتا - اگر ہے تو آپ کی نظر میں ہوگا ۔ اگر آپ مختلف بچن
ہمارے دھرم شاستروں میں سے نکالکر سُناؤ گے تو ہم انہیں کے معنے سے
آپ کی سمجھ کی خرابی ظاہر کرکے دیکھاویں گے ۔

اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ ہندو لوگوں میں نہ تو کوئی کُل شاستروں کو مانتا اور
نہ مان سکتا ہے - تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ پہلے یہ تو بتلائیے کہ لفظ شاستر
سے آپ کی مراد کیا ہے ؟ کیا نیائے - بیدانت سانکھیہ - میمانسا - پاتنجل - بشیش ان
کھٹ درشنوں کو آپ شاستر سمجھتے ہیں - کہ جو چند اشخاص کی حکیمانہ رائے
علیحدہ علیحدہ ہیں جن پر اسوقت کچھ بحث نہیں ؟ یا بید اور دھرم شاستروں کو
آپ شاستر کے نام سے پکارتے ہو ؟ اگر آپ کو یہ زعم ہے کہ کوئی ہندو کُل بید
اور دھرم شاستر کو نہیں مانتا اور نہ مان سکتا ہے تو آپ کی غلط فہمی معلوم
ہوتی ہے - کسواسطے کہ بید اور دھرم شاستروں میں جتنے احکام لکھے ہیں وے
کسی ایک ہی شخص کے واسطے نہیں لکھے ۔ بعض تو منجملہ اُن کے برہمن اور
بعض چھتری کے واسطے مخصوص ہوئے ہیں - اور بعض بیش اور شودروں کے
واسطے - اور بعض دنیاداروں اور بعض تارک الدنیا کے واسطے مقرر ہوے ہیں ۔
بس کیا آپ کی یہ رائے ہے کہ اگر ایک ہی شخص سب احکام کو مانے تو ہم
اُس کو کُل بید اور شاستر کا ماننے والا جانیں ؛ نہیں صاحب - یہ ہرگز نہیں
جو امر جس کے واسطے مخصوص ہوا ہے اُس کو وہی قبول کرنا چاہیئے - یہی تمام
بید اور دھرم شاستر کا ماننا ہے - اور ایسا ہی شری کرشن مہاراج نے فرمایا ہے ۔

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके ।
तावान्सर्वेषु वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ - لبالب دریا سے تشنہ آدمی جسقدر چاہے پانی پیلے
اسیطرح گیانوان برہمن چاروں بیدمیں سے جسقدر درکار ہو حاصل کرلیوے ۔
پس اسیطرح سے اگر کوئی ہندو بید اور شاستر کے کسی ایک بچن کو بھی درستی

سے قبول کر رہا ہو تو ہم اُس کو کُل بید اور شاستروں کا ماننے والا جانتے ہیں
کیونکہ وہ باقی ماندگان کو۔ مانند سماجی لوگوں کے جھوٹھ اور خارج از عقل نہیں سمجھتا
اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ شاستروں میں ایسے بہت قول کہ جنکو پنڈت
خود بھی نہیں مانتا ہوگا جیسا کہ یہ شلوک ہے :-

ज्योतिर्विदोह्यथर्वाणःकीरापौराणपाठकाः
श्राद्धेयज्ञेमहादानेनवरणीयाकदाचन ॥

معنے اس کے یہ ہیں - کہ نجومی اور اتھربن بید کو پڑھنے والا اور کیبر ذات
کا برہمن اور پورانوں کی کتھا باچنے والا اِن سب کو شرادھ اور جگ اور بڑے
دان میں کبھی نہ بُلانا چاہئیے :-

(جواب) - ہاں بیشک میں اس شلوک کو راست اور درست مانتا ہوں
لیکن آپ یہ ہرگز ثابت نہ کر سکیں گے کہ میں نے اس شلوک کو کبھی جھوٹھ
سمجھا ہو :- اور اُس کے بعد یہ بات خاص جو میری نسبت لکھی کہ پنڈت
شردھا رام خود پورانوں کی کتھا باچتا پس وہ اُن جگوں میں نہ بُلائے جانے
کی وجہ سے شودر ہوا :-

(جواب) - لفظ شودر کا جواب دینا تو لڑائی میں داخل ہے مگر یہ کہنا تو
ضرور لازم آیا کہ آپ نے جو مجھے پورانوں کی کتھا باچنے کا الزام دیا محض جھوٹھ
بکا۔ کیونکہ میں نے شری بھاگوت کو تو چند مرتبہ باچا ہے کہ جس کو شری بید
بیاس اور شکھدیو جی وغیرہ برہمنوں نے بھی باچا ہے اور وہ اٹھارہ پورانوں
میں شمار نہیں۔ لیکن آپ نے مجھے کسی پوران کی کتھا باچتے کبھی نہیں
دیکھا ہوگا :- اور اگر یہ کہو کہ تمھاری نسبت سہواً ہم سے جھوٹھ ہی کہہ ہوگیا
سہی۔ مگر اور پنڈت لوگ تو پورانوں کی کتھا باچتے ہیں تو سُنو۔ مراد اُس شلوک
کی یہ نہیں کہ پوران باچنے والا برہمن شودر ہی ہو جاتا ہے بلکہ مبالغہ سے
صرف یہ ہدایت کی گئی ہے کہ برہمن کو بہر حال بید کا پڑھنا فرض ہے :-
اور جو مجھ پر یہ طعن کیا کہ تم نے فارسی بدّیا کو کیوں سیکھا کیونکہ شاستر
میں بصداقت قول ذیل ملیچھ بھاشا کا سیکھنا منع ہے :-

नम्लेच्छभाषांशिक्षेत।

اور یہ بھی گمان کیا کہ پنڈت انگریزی اور فارسی کو ملیچھ بھاشا ضرور کہتا ہوگا :-
(جواب) - یہ ہے کہ میں انگریزی اور فارسی کو ملیچھ بھاشا نہیں کہہ سکتا

کیونکہ ملیچھ وہ ہوتا ہے کہ جسکو شاستر نے ملیچھ کہا ہو۔ شاستر میں لفظ ملیچھ کی پیدائش

म्लेच्छ अव्यक्ते शब्दे अस्फुटकथने इत्यर्थः।

ملیچھ نام مصدر سے نکلی ہے کہ جس کے آخری معنے بدی کرنا ہے چونکہ لفظ ملیچھ بموجب قاعدہ بیا کرن کے اُس مصدر کے اخیر پر

खश् प्रत्यय

یعنے گھشبس پرتیہ یعنے حرف گھے اور یے کے آنے سے فاعل کے معنے دیتا ہے ازیں موجب لفظ ملیچھ کے معنے بدی کرنے والا سمجھنے چاہیئے ٭ پس ایسے آدمی کی بھاشا یعنے بولی جو دشنام دہی اور غیبت کرنا اور جھوٹھ بولنا اور جھوٹھی تہمت لگانا اور بیدوں و تیرتھوں و دیوتاؤں کی نندا کرنا اور پرمیشر کی ہستی کا نہ ماننا وغیرہ کلمات سے مراد ہے۔ وہ اُتّم پُرشوں کو کبھی نہ سیکھنی چاہئے کیونکہ اُن کلمات کو سُنکے دوسرے کا دل ناخوش اور قائل اس کا ملیچھ ہو جاتا ہے پس میں اِس ہدائت کو کہ ملیچھوں کی بھاشا یعنے بدکاروں کی بولی کبھی نہ سیکھے دل و جان سے راست اور درست جانتا ہوں ٭ اور آپ جو اِس شلوک کے معنے فارسی اور انگریزی زبانوں کی طرف لے گئے اُس سے مجھ پر کوئی الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ ہمارے نیتی شاستر میں برخلاف بیان آپ کے یہ شلوک لکھا ہے :۔

गृहीत्वा विविधां भाषां चातुर्य्यं प्राप्नुयाद्बुधः।
अनेकजनसंसर्गाद्बुद्धिमत्तां गरीयसीम् ॥

معنے اُس کے یہ ہیں کہ۔ عقل مند آدمی کئی قسم کی زبانوں کو سیکھ کر چترائی اور داناؤں کی ملاقات سے عقل مندی حاصل کرے ٭ اب آپ کو سوچنا چاہیئے کہ فارسی پڑھنے میں کیا دوش ہے ٭

اب بابو جی کہتے ہیں کہ اس قسم کے شلوکوں کو پنڈت ہرگز درست نہیں مانتا ہوگا اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ فرمائیے پنڈت صاحب اترّی سنگھتا کا یہ شلوک آپ کو قبول ہے کہ :۔

न स्त्री दुष्यति जारेण ब्राह्मणोऽवेदकर्म्मणा।
नापो मूत्रपुरीषाभ्यां नाग्निर्दहनकर्म्मणा ॥

معنے جس کے یہ ہیں کہ۔ یار یعنے آشنا سے عورت کو پاپ نہیں لگتا اور برہمن کو بید کے برخلاف کام کرنے سے عیب نہیں لگتا ٭

(جواب)۔ جس وقت اور جس موقع پر یہ شلوک لکھے گئے تھے اُن کے مناسب

وقت اور موقع کے ہونے میں کسی کو بھی عذر نہیں ہوسکتا مگر زمانہ حال کے
واسطے جو دھرم شاستروں کے بنانے والے رشیوں نے پاراشری نام دھرم
شاستر مخصوص کیا ہے ہمکو زیادہ تر آج اُس کے فرمانوں پر عمل کرنا چاہئے
اُس میں تو یہ لکھا ہے :-

जारेणजनयेद्गर्भंमृतेत्यक्तेगते
पतौ। तांत्यजेदपरेराष्ट्रेपतितांपापचारिणीम्॥
कामान्मोहात्तुगच्छेद्यात्यक्त्वाबन्धून्सुतान्पतिं।
सास्त्रीनष्टापरेलोकेमानुषेषुविशेषतः॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ - جو عورت اپنے شوہر کے مرجانے اور متروک ہو
جانے اور کسی جگہ چلے جانے کے بعد کسی آشنا سے اولاد حاصل کرتی ہے
اُس گناہ آلودہ اور مردودہ کو دوسرے راج میں چھوڑ آنا چاہئے - ارادتاً یا
سہواً جو عورت اپنے خاندان اور فرزندوں اور شوہر کو ترک کرکے کسی غیر مرد سے
ملتی ہے وہ دونوں جہان میں ناش کو پراپت ہوتی ہے ٭

دوسرا بچن پاراشری کا یہ ہے :-

वेदाचारंपरित्यज्यकामचारीभवेद्द्विजः।
गृहस्थस्यनश्यन्तिश्रीतेजोज्ञानंबलंयशः॥

معنے اس کے یہ ہیں کہ جو برہمن چھتری اور بیش بید کے کہے ہوئے کرم
کو چھوڑ کے اپنی مرضی پر چلتا ہے اُس کا تیج اور گیان اور بل اور جس جلد
دور ہو جاتا ہے ٭ اب جائے غور ہے کہ جب پاراشری نام دھرم شاستر ہیں
کہ جو زمانہ حال کے واسطے مخصوص ہوا ہے یہ شلوک لکھا ہے تو آپ کا لکھا
ہوا وہ شلوک اس زمانہ میں کیسے مان لیا جاوے جو کسی خاص وقت اور
خاص موقع پر اُس کا بیان ہوا تھا ؟ کیونکہ وہ سمرتی اس زمانہ کے واسطے
نہیں - چنانچہ توضیحاً اس نظیر پر غور کرلو جو ذیل میں لکھی ہے ٭ یعنے جیسے
کسی دھرم شاستر میں لکھا ہو کہ شرادہ کے روز مانس پنڈ کرنا چاہئے تو کیا
اُس سے آپ یہ مطلب نکالینگے کہ شرادہ میں جو مانس کا پنڈ دینا لکھا ہے
کہ جو نہایت پوتر کرم ہے تو اور کرموں میں مانس کھانا کب منع ہوسکتا ہے ؟
نہ صاحب شاستر کی سب باتیں سب وقتوں میں ماننے یا ترک کرنے کی
لائق نہیں ہوتیں - جو بات جس جگہ اور جس موقع پر قبول کرنی فرمائی
وہ وہیں خصوصیت رکھتی ہے - اور جس کی ترک جس وقت اور موقع پر

ہدایت ہوئی وہ کسی دوسرے وقت اور موقع پر جائز نہیں۔ چنانچہ کسی دھرم شاستر میں لکھا ہو کہ موسم سرما میں برہمنوں اور سادھنوں کو آگ سے تپانا چاہیئے تو کیا اس حکم کی تعمیل ہم پر اِس طرح لازم ہے کہ موسم گرما میں بھی اُنکو آگ سے تپا کر ثواب سمجھیں کہ جس موسم کی نسبت اُن ہی سمرتیوں میں سرد پانی پلانا اور پنکھا ہلانا اور سرد مکان میں بیٹھانا فرمایا ہے؟۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ ہم اُس ہدایت سابقہ کو زمانہ حال کے واسطے ضروری نہ سمجھیں اور اُس کو ضرور ہی نہ سمجھنے میں ہم پر کوئی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ اُنھوں نے شاستر کی ایک بات کو درست اور دوسری کو دروغ جانکر ترک کیوں کر دیا۔

اِس کے بعد آپ نے یہ بھی مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ شلوک مندرجہ ذیل کا مضمون آپ کو قبول ہے یا نہیں۔

अन्येन खानिताः कूपास्तडागानि तथैव च ।
एषु स्नात्वा च पीत्वा च पञ्चगव्येन शुद्ध्यति ॥

معنے اُس کے یہ ہیں کہ غیر کے کھودائے ہوئے کنُوے اور تالاب میں نہانے اور پانی پینے سے جو پاپ ہوتا ہے اُس کے دور کرنے کو گئو موتر وغیرہ پانچ چیز کے استعمال سے شُدھی ہوتی ہے۔

(جواب)۔ جس لفظ کے معنے آپ غیر سمجھے ہو اُس کا یہ مطلب نہیں کہ غیر کے کھودائے ہوئے کنُوے یا تالاب کا پانی پینا ہے بلکہ لفظ غیر سے مُراد چار برن سے سوائے پنچ ذات کے کنُوے وغیرہ کے پانی کی ہے۔ کہ جس کو ہم کبھی نہیں پینا چاہتے۔ اور بالفرض اگر آپ کے لکھے ہوئے معنے بھی قبول کریں تو بھی ہم پر الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ہم اِس قسم کے پاپوں کے دور کرنے کے واسطے ہر روز پنچ گبیہ کا استعمال نہیں کرتے تو ہر روز کی سندھیا سے ایسے تمام پاپ رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ پراتہ کال (علی الصباح) اور مدھیان کال (دوپہر) اور سایَنگ کال (شام) کی سندھیا کے خاص تین منتر صرف اِسی قسم کے پاپ دور کرنے کے واسطے پڑھے جاتے ہیں کہ جو ہاتھ اور پیر اور پیٹ و زبان و سر وغیرہ اعضاء سے رات میں یا دن میں سرزد ہوتے ہیں یا نانو شبدنی یا نا خوردنی اشیاء کے استعمال سے ظہور پکڑتے ہیں۔ اب جائے غور ہے کہ میں نے شاستر کے کس فرمان کو جھوٹھ سمجھکر ترک کر دیا؟

اور اُس کے بعد جو آپ نے مجھکو ترکیب سے بے شرمی کی گالی دی ہیں

اس کے عوض میں آپ کے واسطے پرمیشر سے یہ دعا کرتا ہوں کہ انتر جامی آپ کے دل سے اس رنج کو دور کرے جو میری طرف سے آپ کے دلوں پر کلمہ رنتے ہندوپن، کا سُن کے نقش ہو رہا ہے ❊

پھر آپ دو چار بچن اُپنشدوں کے لکھکر یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ ہندوئیں بہت باتیں خلاف عقل کے ہیں اُنکو ضرور چھوڑ دینا چاہیئے ❊

आत्मैवेदमग्र आसीत्पुरुषविधः सोऽनुवीक्ष्य नान्यदा त्मनोऽपश्यत् ❖ सोऽबिभेत्तस्मादेकाकी बिभेति ॥

معنے اُن کے آپ نے یہ لکھے ہیں کہ۔ اس جہاں کے پیدا ہونے سے پہلے آتما مرد کی شکل میں تھا جب اُس نے چاروں طرف دیکھا سولے اپنے اور کسیکو نہ پایا تب وہ ڈرا۔ اسیوجہ سے انسان جب اکیلا ہوتا ہے تو ڈرتا ہے ❊ اور ان معنوں کی نسبت مجھسے پوچھتے ہیں کہ کیا پرمیشر ڈرا یا برہماجی ڈرے۔ اور کیا یہ بات ممکن ہے کہ جہان کا پیدا کنندہ اپنے آپ کو تنہا دیکھکر ڈرے ؟ اور کیا وجہ ہے کہ اکثر شرتیوں میں یہ لکھا ہے کہ اُس میں خوف کا نشان نہیں ؟ پس اس قسم کی ہزاروں باہم ضدیں شرتیاں جو بید میں موجود ہیں تو اُنکو کون مان سکتا ہے ؟

جواب۔ آپ کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں وہ اکیلا تھا تو ڈرا کس سے اور جو آپ نے شُرتی کے دوسرے فقرہ کے یہ معنے کئے کہ اسی لئے انسان اکیلا ہونے سے ڈرتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ انسان کو بھی بسبب تنہائی کے خوف نہیں ہوتا۔ بلکہ شیر یا سانپ یا چور وغیرہ دوسرے متنفس سے جو پہلے دیکھے ہوئے یا اُسوقت وہاں موجود ہوں۔ خوف ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ آپ پرمیشر کی نسبت ڈرنا بیان کرتے ہیں ❊ پس اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اُس شرتی میں جو آتما کا ڈرنا لکھا ہے اُس کا مطلب یہ نہیں ہے جو آپ کے ذہن مبارک میں آیا۔ آپ کو مناسب ہے کہ پہلے آنکھ بند کرکے اسبات کو سوچو۔ جب اُس کا مرد کی شکل میں ہونا محض طور پر صرف فرضی بیان ہوا تو خوف کا ہونا بھی گویا کہ کوئی امر ہے ❊ اور وہ خوف ایسا نہیں کہ جیسا آپ کو کسی حاکم یا محکوم کا ہوتا ہے۔ بلکہ اُس خوف سے تو آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ پرمیشر حقیقت میں نہیں ڈرا۔ اور اصلی مطلب ان شُرتیوں کا تب سمجھ میں آتا کہ جب آپ اُن کے

اول اور آخر کی شُرتیوں اور قرینہ و موقع کو دیکھتے۔ اور یہ ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ جس کلمہ کو سہو دم بُریدہ کرکے پڑھا جاوے اُس کے معنے تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔

اور آپ نے جو یہ کہا کہ بید میں ہزار ہا طرح کے استعارات اور فرضی کہانیاں بھری ہوئی ہیں جیسا کہ حواس خمسہ کی گفتگو اور حیوانوں کا بولنا وغیرہ - اور اُنہیں استعارات اور فرضی کہانیوں میں سے اکثر ایسی ہی ہیں کہ جن کی بناء پر پورانوں میں طول طویل حکائتیں بنائی گئی ہیں۔ جیسا کہ برہما کا شہوت کے غلبہ سے اپنی دختر کے پیچھے بھاگنا - وغیرہ - جو اصل میں کچھ اور بات ہے۔

جواب - واہ واہ کیا اچھی بات ہے جو سچ ہوتا ہے - وہ سر پر چڑھ کر بول اُٹھتا ہے - یعنے بابو جی نے اس موقع پر یہ بات لکھی کہ جس کو لوگ برہما کا اپنی دختر کے پیچھے بھاگنا سمجھتے ہیں اُس کی یہ مراد تھی کہ سندھیا یعنے شفق کے پیچھے آفتاب بھاگا - کہ جسکو بیدوں میں اکثر پرجاپتی یعنے برہما کے نام سے نامزد کیا ہے۔ سو بس میں کہتا ہوں کہ دیکھئے اور لوگ تو اپنی کوتاہ اندیشی سے شری برہما جی کو اپنی دختر کے پیچھے بھاگنے کا الزام لگایا کرتے ہیں اور آپ نے اُس کی حقیقت کو سمجھ کر وہ شبہ بالکل دور کر لیا۔ پس جیسے اس ایک بات کی حقیقت کو سمجھ جانے سے اب آپ کو کچھ شک باقی نہیں رہا - ویسے ہی جب پرمیشر کی کرپا سے بیدوں کے تمام مضامین کی حقیقت آپ کی سمجھ میں آجاوے گی تو حواس خمسہ کی گفتگو اور حیوانات کی بول چال اور فرضی کہانیاں اور استعارات وغیرہ کو سُن کے بھی کسی وجہ کی حیرانی نہیں ہوا کرے گی - اور نہ کوئی شرتی آپ کو ضدیں معلوم ہوا کرے گی کیونکہ اصل میں بید کا کوئی بیان خلاف از عقل نہیں۔

اگرچہ مناسب تھا کہ حواس خمسہ وغیرہ کی گفتگو اور استعارات کی حقیقت میں اسوقت ظاہر کرتا لیکن اُن کو بیشمار سمجھ کر صرف اس دعاء کو مکتفی سمجھتا ہوں کہ جس پرماتما نے آپ کو عوام الناس کے خلاف برہما جی کی اصل حقیقت سمجھا دی - وہ بیدوں کے اور مضامین کی حقیقت بھی جلد سمجھاوے - کہ جس کے نہ سمجھنے کے سبب آپ کو بید اور شاستروں پر طرح طرح کے شبہہ اور شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر یہ بھی آپکو یاد رکھنا چاہئے

کہ بید کے مطلب کو سمجھنا آسان نہیں ہے اُس کی نسبت شری بھاگوت میں ایسا لکھا ہے:-

वेदस्यचेश्वरात्मत्वात्तत्रमुह्यन्तिसूरयः।

یعنی بید پرمیشر کا روپ ہے اسواسطے اُس کی حقیقت کے سمجھنے میں بڑے عقلمند حیران ہیں- اور وجہ اُس کی اُسی جگہ یہ لکھی ہے:-

परोक्षवादोवेदोयम्।

یعنی کہ بید پروکش یلو ہے- یعنی معما کے طور پر بیان کچھ اور ہے اور مطلب کچھ اور ہے ٭ ایک مثال اُس کی اس موقع پر میں بھی لکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ:-

ایک گورو نے اپنے سکھ سے کہا کہ- ہے سکھ- ایک چور ہمارا گھر لوٹ رہا ہے- مناسب ہے کہ ہم کچھ اپنی حفاظت کا انتظام کریں ٭ اُس چور کے بارہ بیٹے ہیں- اور ایک ایک بیٹے کی تیس تیس عورات اس قسم کی ہیں کہ- پندرہ اُنہیں خوب صورت اور پندرہ بد صورت ہیں- اُس چور کا دستور ہے کہ وہ پہلے لوگوں کے بعض بعض مکان کو گراتا ہے اور پھر گھر کے تمام دروازوں کو بند کر کے مالک مکان کو پکڑ کر موجودہ مال و اسباب کو لوٹ لیتا ہے- اُسی نے ہمارے باپ اور دادا کو لوٹا اور اُسی نے تمام مکانات کو مسمار کر کے ہمارے شہر کو بے رونق کر دیا ہے ٭

اب بابو صاحب خیال فرمائیے کہ وہ چور کون ہے کہ جسکا گُرو نے معما کے طور پر بیان کیا؟ کیا درحقیقت وہ کوئی چور ہی ہے؟- نہیں صاحب- اُس کی مراد سال سے ہے- کہ جس کے بارہ بیٹے بارہ مہینے- اور تیس تیس عورتوں سے مراد تیس تیس رات سے- جو ایک ایک مہینے کی ہوتی ہیں- منجملہ اُن کے پندرہ بد صورت سے مراد اندھیری راتوں سے- اور پندرہ خوبصورت سے مراد پندرہ چاندنی راتوں کی ہے- مکانات کے مسمار کر دینے سے یہ مراد ہے کہ کبھی آنکھ پھوٹ جاتی ہے کبھی دانت ٹوٹ جاتے ہیں- کبھی کان بہرے ہو جاتے ہیں- اور گھر کے دروازہ بند کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ بوقت مرگ قوت باصرہ و سامعہ و لامسہ و ذائقہ و شامہ کوئی بھی نہیں رہتی- اور گھر کے مالک کی گرفتاری سے مراد گرفتاری جیو آتما کی ہے جس کو یہ سب محسوس ہوتی ہیں- جب وہ گرفتار ہو جاتا ہے

تب کچھ محسوس نہیں کرسکتا۔ اور تمام مال و اسباب کو لوٹ لینا گویا عیش و ارام کا لوٹ لینا ہے۔ اور تمام شہروں کو برباد کر دینے اور باپ دادا کو مار دینے سے مراد تمام اجسام کو پراگندہ کرنے اور تمام انسانوں کو نیست و نابود کرنے سے ہے۔ یہ سال وہ چیز ہے کہ جس کو حکما لوگ زمانہ قرار دیتے ہیں اور اُسی کے انقلاب سے ہر امور کا بننا اور بگڑنا خیال کرتے ہیں۔ بس جیسے بُہت لوگ اس چور کی مثال کو سُن کے اصل مطلب کو نہیں پُہنچتے ویسے ہی بید کے کل مضامین مرموز ہیں۔ سو جب تک کسی اچھے گورو کی زبان سے نہ سُنی جاویں تب تک اصلی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی۔ سو آپ کو مناسب ہے کہ اول بید کو اچھی طرح پڑھو۔ پھر جو کچھ شک رہ جاوے پیش کرو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہندو مذہب و ہندو شاستروں پر تبتک ہی کچھ شک یا شبہہ اُٹھتے ہیں کہ جبتک اُن کو اچھی طرح پڑھا ہوا نہیں ہوتا اور یا بے اعتقادی سے پڑھا یا سُنا ہوتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ بید کے بعض مقامات میں ایسی شُرتیاں بھی موجود ہیں کہ جن کے ماننے سے لوگ گمراہ ہوگئے۔ پھر یہ بھی لکھا کہ بید کسی ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں بلکہ مجموعہ اقوال متفرق اشخاص کا ہے۔ اور اُن میں ایک رائے نہیں۔ مختلف رائیں ہیں اور یہ بات خود بید میں لکھی ہے۔

جواب۔ ہم اوپر ثابت کرچکے ہیں کہ جس کو آپ اختلاف رائے سمجھتے ہیں وہ آپ کی سمجھ کا اختلاف ہے۔ جب آپ ہر ایک بچن کی حقیقت کو سمجھ لوگے تو ہرگز یہ شک نہیں رہیگا۔ کسواسطے کہ بید میں چاہے اختلاف بیان ہو مگر اختلاف رائے کہیں نہیں پایا جاتا۔ اور جو آپ لکھتے ہیں کہ بید کسی ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں۔ میری دانست میں بہت لوگوں کے اقوال کا مجموعہ کہنا تو ایک طرف بلکہ یہ بات کہنی بھی گناہ میں داخل ہے کہ بید کسی کا بنایا ہوا ہے۔ کیونکہ جو بید برہماجی نے ظاہر کیا وہ پرمیشر کے ارادہ میں پہلے ہی موجود تھا۔ اگرچہ اُس کے منتر برہماجی یا اور کسی رشی کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہر ایک منتر اُس مجموعہ بید میں پہلے ہی موجود تھا کہ جو پرماتما نے شری برہماجی کی زبان سے کہلایا۔

جیسے کہ بھاگوت میں لکھا ہے۔ معنے

اُس کے یہ ہیں کہ جس پرماتما نے بید کو اولیں شاعر یعنی برہما کے واسطے اپنے دل سے بستار کیا۔ اُس کا ہم دھیان کرتے ہیں ۞ اب خیال کرنا چاہئے کہ شاستر سے تو یہ بات ثابت ہوئی کہ پرماتما کے ہردے یعنی دل سے بید برہما کے پاس آیا ہے۔ اُس کو کسی کا بنایا ہوا سمجھنا کیونکر ممکن متصور ہو سکتا ہے؟ اور جو یہ لکھا کہ خود بید کی تحریر سے ثابت ہے کہ بید کے بچنوں سے اکثر لوگ گمراہ ہو گئے۔ اس کا جواب اوپر لکھا گیا ہے کہ وے مرموز ہیں اُن کو کسی اچھے گورو سے پڑھو یہ شبہہ بالکل رفع ہو جاوے گا ۞

پھر آپ یہ لکھتے ہیں کہ۔ یہ دستور ہمیشہ سے جاری رہا کہ ہر سمپرداے کے ہندو بیدوں کے قولوں کو کہ جو اُن کے اصول کے مطابق ملتے تھے چُن لیتے رہے اور جو اُن کے برخلاف تھی اُنکو ترک کرتے رہے۔ جیسے پیروان نیاے مت یا بیدانت مت اور شاکت اور بیشنو وغیرہ اپنے مت کے ثبوت میں شرتیاں پیش کرتے ہیں۔ اگر اسیطرح سماجی لوگوں نے بھی چند بچنوں کو چُن لیا تو کیا غضب کیا؟

جواب۔ سماجی لوگ اور دیگر سمپرداے والے لوگوں کی کارروائی میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ اُن سمپرداے کے اچارجوں نے خود غرضی کی وجہ سے چاہے بید کے منتروں کی معنی کو تو تبدیل کر کے اپنے ڈھب کا بنا لیا ہو۔ لیکن یہ نہیں کہ مانند سماجی لوگوں کے وے بید کو الہام نہ مانتے ہوں اور اُسکے ایک بچن کو معقول اور دوسرے کو خارج از عقل سمجھکر بالکل ترک کر دیتے ہوں ۞ اُنہیں تو صرف یہ قاعدہ رہا ہے کہ ایک سمپرداے کا اچارج بید کے کسی منتر کے معنے کچھ کرتا ہے اور دوسری سمپرداے کا اُسی منتر کے معنی کچھ اور سمجھتا ہے۔ مگر اُس منتر کو وے دونو پرمیشر کا بچن مان کے نہایت معتبر سمجھتے ہیں اگر معتبر نہ سمجھتے ہوتے تو اُسکے معنیوں پر کیوں جھگڑتے؟ کیا اپنے دل سے نیا منتر نہ گھڑ لیتے؟ جیسے کہ سماجی لوگوں نے سناتن دھرم شاستروں کو چھوڑ کے اپنے لیے نئے آچار اور شش اور سندھیا بندھن جگ ہوم پاٹھ مقرر کر لئے ہیں ۞ بیدوں کے پیرو لوگ بید منتر کو اسیواسطے مقدم رکھتے ہیں کہ وے اُس کو پرمیشر کا بچن سمجھتے ہیں۔ خواہ اُسکے معنے وہ کچھ ہی بیان کریں ۞ جیسے (تتومسی) مہاباک کے معنے بیدانتی تو یہ کرتے ہیں کہ وہ پرمیشر تو ہی ہے یعنی ہمہ اوست اور بیشنو لوگ معنے کرتے ہیں کہ اُسکا یعنی پرمیشر کا تو ہے یعنی ہمہ از اوست

پھر باوجی کہتے ہیں کہ جنیو اور چوٹی مثل چیتڑا اُس کے صرف آغاز ہو کی نشانی ہے جو کوئی اس وجہ کو نہ سمجھکر صرف بباعث جنیو کے اپنے آپ کو بے جنیو والوں

سے افضل خیال کرتا ہے بصداقت شلوک مندرجہ ذیل کے وہ بیوقوف ہے

ब्रह्मतत्वं न जानाति ब्रह्मसूत्रेण गर्वितः
तेनैव च स पापेन विप्रः पशुरुदाहृतः ॥

معنی اِسکے یہہ ہیں کہ برہمہ کے اصول کو نہ جانکر جو بوجہ رکھنے جنیؤ کے دمغ ہے اوس گناہ سے وہ برہمن حیوان کہلاتا ہے ۔

جواب ۔ شاستر میں جنیؤ دھارنے کا حکم صرف برہمن و چھتری و بیش تین برن کو جو شودروں اور ملیچھوں سے افضل ہیں قرار دیا گیا ہے کیونکہ اوس سے صفائی و پاکیزگی دل کی متصور ہے اور یہہ بھی اونکو حکم ہے کہ بموجب ہدایت شاستر کے اپنے برن کے کھٹ کرم کرتے رہیں ۔ اگرچہ اس زمانہ میں بعض چھتری و بیش بوجہہ ناطاقتی و سستی جنیؤ دھارنے کی شرائط پوری ادا نہیں کرتے ۔ مگر جو شخص اُن کرموں مندرجہ شاستر کی تعمیل کرتا ہے وہ بہ نسبت نہ کرنے والوں کے افضل ضرور ہے ۔

آپ اس اشلوک سے یہہ نتیجہ نہ نکالیں کہ اگر برہمہ تت کو نجانے تو جنیؤ کو اوتار دے ۔ اِس شلوک کی تو غرض یہہ ہے کہ جسکے گلے میں جنیؤ ہو اوسکو برہمہ کا اصول بالضرور جاننا چاہیئے ورنہ اچھا نہیں ۔ افسوس کہ سماجی لوگوں نے برہمہ کے اصول کو تو شاید جانا ہے یا نہیں ۔ مگر جنیؤ اور چوٹی کے اوتار دینے میں اسقدر کوشش کر رہے ہیں کہ بہت لوگون نے تو قطعی اوتار دیا اور بہت لوگ کسی سبب سے چند کچھ آگا پیچھا تاک رہے ہیں ۔ اور جو آپ جنیؤ اور چوٹی کو محکمہ کی چپراس سمجھے ہیں آپ کا یہہ کہنا ہی آپ کے نئے ہندوپن کو ثابت کرتا ہے ۔ کیونکہ جنیؤ کو محکمہ کی چپراس تب سمجھا جاوے کہ جو رکھنا اوسکا کسی آدمی نے شروع کیا ہو ۔ یہہ تو شرتی برہماجی کی ساتھ ہی پیدا ہوا ہے ۔ جیساکہ منتر مندرجہ ذیل سے ثابت ہے :۔

प्रजापतेर्यत्सहजं पुरस्तात्

معنے اسکے یہہ ہیں کہ جنیؤ چیز ہے کہ جو اول سے برہماجی کے ساتھ ہی ظاہر ہوا ۔ اور پھر جو آپ یہ کہتے ہیں کہ پنڈت شردھا رام بیدوں کو برہمنوں کے بنائے ہوئے نہیں سمجھتا مگر ہم بیدوں کی ہی منتر مندرجہ ذیل شرتیوں سے یہہ بات ثابت کر دیتے ہیں کہ وے برہمنوں کے تو کیا بلکہ کھتریوں کے بنائے ہوئے ہیں :۔

येन सूत्रैः क्षत्रियो येन चन्

नूत्ना इन्द्र ब्रह्माणि जनयन्त विप्राः ऋग्वेद ७।२२।९।

معنے اسکے آپ نے یہ لکھے کہ۔ اے اندر جو پہلے زمانہ میں رِشی گذر گئے اور جو زمانہ حال میں برہمن موجود ہیں اونھوں نے بیدوں کے منتروں کو بنایا ہے۔ جیسے یہہ منتر ہے

सनायते गोतम इन्द्र

नव्यमतक्षद्ब्रह्म हरियोजनाय। ऋग्वेद १।६२।१३।

یعنی۔ اے اندر گوتم نے یہہ نیا منتر بید کا ہمارے لئے گھڑا ہے تاکہ تم گھوڑوں کو اپنی رتھہ کے ساتھہ جوڑو ؞

جواب۔ اول تو ہم یہ بات کہتے ہیں کہ جب آپ کوئی منتر لکھا کرو تو اوسکا قرینہ اور موقع بھی لکھا کرو۔ تاکہ سلسلہ تقریر کا معلوم ہو کہ کسنے کس کے ساتھہ کس موقع پر یہ گفتگو کی ورنہ مطلب بالکل فوت ہوجاتا ہے اور دوم خیال یہ بھی کرنا چاہیئے کہ یہہ دونو بچن رگ بید کے ہیں کہ جو مجُبر وغیرہ اور بیدوں سے پہلے ظاہر ہوا تھا ؞ جب کہ اوس میں جو بہت پُرانا ہے یہ بچن مندرج ہے تو زمانہ حال کا لکھا ہوا کیسے ثابت ہوا؟ سوم اُن منتروں کی عبارت سے تو یہہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ وہ گفتگو جو اندر کے ساتھہ ہوئی زمانہ حال کے کسی آدمی نے کی بلکہ اوس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بید جو پرمیشر کا بچن ہے اوس میں زمانہ ماضی و حال و استقبال کا حال ایسی ترکیب سے لکھا ہے کہ جیسے کوئی زمانہ حال میں بیان کرتا ہو ؞ یعنی پرم برہمہ فرماتے ہیں کہ اے اندر تجھے رتھہ کے ساتھہ گھوڑے جوتنے کیواسطے بید کا ایک منتر گوتم سناویگا۔ کہ جسکو تو نے آجتک نہیں سُنا یعنی جو چھپا ہوا ہے ؞ پس آپ اِس تقریر سے یہہ بات ثابت نہیں کرسکتے کہ بید کے بہت بچن نئے بنائے گئے۔ کیونکہ اگر وہ نئے بنائے جاتے تو یہ گفتگو مہاراجہ رنجیت سنگہ پنجابی کے ساتھہ یا کوئین وکٹوریا کے ساتھہ ہوئی ہوتی۔ راجہ اندر کا نام اوسمیں نہوتا۔ جو دیوتاؤں کا راجا مشہور اور بہت پُورانا ہے ؞ ہاں اسمیں شک نہیں کہ اوس منتر کو اندر پر گوتم رِشی نے ظاہر کیا۔ اور نیز اِس بیان سے آپ یہہ بھی نہ سمجھیں کہ گوتم رِشی جو ترتیا جگ میں موجود تھا اوسنے ترتیا جگ میں اِس منتر کو ظاہر کیا ہو۔ اور ترتیا جگ سے

پہلے وہ منتر موجود نہ تھا۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جیسے اندر کا ہونا ترتیا بلکہ ست جگ سے پہلے معلوم ہوتا ہے ویسے ہی وہ گوتم بھی سناتن ہی ہے اور ترتیا میں ہی نہیں پیدا ہوا ؛؛ اور جو یہہ کہا کہ بید میں وہ منتر کیوں لکھا ہے (اے اندر جو پہلے زمانہ میں رشی گذر گئے اور جو زمانہ حال میں برہمن موجود ہیں اونھوں نے بید کے منتروں کو بنایا ہے) اسکا جواب بھی وہی ہے کہ بنانے سے نیا پیدا کرنیکی مراد نہیں بلکہ اوسکے ظاہر کرنیکی مراد ہے ؛؛ جیسے کوئی شخص زمین کھود کر پانی ظاہر کرے اور اُس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ پانی پہلے نہیں تھا اور کنواں یا چاہ کھودنے والے نے اسیوقت پانیکو پیدا کیا ہے ؛؛ اسیواسطے ہمنے اوپر بیان کیا تھا کہ بید کی رمز کو سمجھنا بہت دشوار ہے ؛؛ اور جو یہہ کہا کہ بشوا متر اور جاگیولک وغیرہ چھتریوں نے بھی بہت منتر بید کے بنائے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اون کے مُکھ سے ظاہر ہونیکے سبب یہہ بات ہرگز نہیں مانی جاسکتی کہ دراصل بید میں وہ منتر پہلے موجود نہیں تھے ؛؛ اور ست جگ سے لیکر دواپر جگ تک بید ویاس کا بنتے چلے آنا ہم تب سچ مانیں کہ جو کوئی پُستک بید کا زمانہ دواپر سے پہلا لکھا ہوا ہمکو دکھادو ۔ پھر ہم خود ہی اسبات کے قائل ہو جاویں گے کہ جو منتر دواپر یا ترتیا جگ میں بنائے گئے وہ ست جگ والے بید میں نہیں لکھے تھے ورنہ آپ کی کل تقریرات لا یعنی ہے تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ خواہ مخواہ ہندو لوگوں کو مغالطے میں ڈالتے ہو ؛؛

اے ہندو لوگو۔ آپ کو لازم ہے کہ جب تک تم اپنے ویدوں کے ظہور کی حقیقی اور سچے حالات اور سلسلہ آکاش بانی کو جو ہمارے رشیوں پر نازل ہوتی رہی ہے اپنے شاستروں اور شاستر والوں سے متحقق نہ کرلو تب تک اِس قسم کی مغالطہ انداز تقریروں کو پایہ اعتبار سے ساقط سمجھتے رہو۔ کیونکہ ہمارے ہندو دھرم کی پرم پوتر پُستک وید ہی ہیں اور گویا ہمارے ہندو دھرم کے بنیاد وہ ہی ہیں ؛؛ اگر بغیر تحقیقات کامل سے محض خود غرضونکی گفتگو کو سُنکر ہم پہلے سے ہی شکوک میں پڑ جاویں تو بڑی غلطی اور دہوکھا کھانیکی بات ہے۔ جسکی اُمید ہمکو اپنے ہندو دھرم کے معتقدوں سے کبھی بھی نہیں ہے

کیونکہ ہر ایک سمجھدار شخص غرض آلود اور بے غرضانہ گفتگو میں بخوبی
امتیاز کر سکتا ہے ؂
اور جو آپ یہ کہتے ہیں کہ برہما کے چار مُکھ یا اُنکے سوانس سے
جو بید کا نکلنا مشہور ہے یہ بات محض کلام استعارات کی ہے حقیقت
میں راست نہیں۔
جواب۔ اگرچہ پُرانوں میں پرمیشر کے رجوگُن یعنی پیدا کرنے والی صفت
کا نام برہما اور ستوگُن یعنی پرورش کرنے والی صفت کا نام وشنو۔ اور
تموگُن یعنی نیست و نابود کرنے والی صفت کا نام رودر موسوم کیا گیا۔ اور
فرضی طور پر اُنکو مجسّم قرار دیکر انہیں کی پوجا اور اُپاسنا کرنی مقرر کر دی
ہے۔ لیکن در اصل وہ پرستش عین پرم برہم کی ہی ہے وجہ یہ ہے
کہ وہ تینوں صفتیں پرم برہم سے کوئی علاوہ شے نہیں ؂ اور بید میں
برہما وشنو رودر جو نام سورج اور اگنی اور بایو کے لکھے ہیں تو اُنکے
بیاں کا ضمیر بھی عین پرکاش روپ پرماتما کی ہی طرف ہے۔ خواہ سورج
اور اگنی کو آپ کچھ ہی سمجھو ؂ پس جب کہ بموجب بیان بالا یہ ثابت
ہو گیا کہ پُرانوں میں ان تینوں صفات کو فرضی طور پر مجسّم قرار دیا اور انکی
پرستش عین پرستش پرم برہم کی ہے تو یہ اعتراض نہیں پیدا ہو سکتا کہ بید پرمیشر
کے مُکھ سے نہیں نکلا۔ کیونکہ برہما جی کچھ پرمیشر سے علیحدہ نہیں۔ یہ نام
بھی پرمیشر کی ایک صفت کا ہے ؂ نہ معلوم آپ بید کو برہما جی کے مُکھ
سے نکلا ہوا کیوں نہیں مانتے۔ اور جب کوئی شخص آپ کو بوجہ انہیں
بے اعتقادیوں کے نئے قسم کا ہندو کہتا ہے تو کیوں خفا ہو جاتے ہو؟
خیر صاحب۔ کوئی شخص آپ کی مرضی کا مزاحم نہیں۔ مگر ہمارے سناتن بھائی
تو شاستروں کے ایسے بچن سُنکر بید کو ضرور برہما جی کے مُکھ سے نکلا
ہوا مانتے ہیں۔ جیسا کہ شری بھاگوت میں بھی یہ شلوک لکھا ہے

कालेन नष्टा प्रलये वाणीयं वेदसंज्ञिता।
मयादौ ब्रह्मणे प्रोक्ता धर्मो यस्यां मदात्मकः॥
तेन प्रोक्ता च पुत्राय मनवे पूर्वजाय सा।
ततो भृग्वादयोऽगृह्णन् सप्त ब्रह्मर्षयः परे॥

یعنی بھگوان فرماتے ہیں کہ یہ بید کی بانی جو پرلے کال میں چھپ گئی

تھی یہی نے پرلے کے بعد اول برہما کو بتائی کہ جسمیں میرا دھرم بھرا ہوا
ہے۔ پھر اوس برہما نے اپنے پسر منو کو بتائی۔ منو سے بھرگو وغیرہ سات
رشیوں نے سیکھی ۔: غرض کہ جب ہمارے شاستروں میں بید کا ظاہر ہونا
برہما کے مکھ سے صاف لکھا ہے۔ تو ہم آپ کے قول پر کیسے یقین کریں
کہ بید برہما کے مکھ سے نہیں نکلا۔ یا یہہ کلام استعارات کے ہیں؟ اور
یہہ بھی واضح ہو کہ اگرچہ شری برہماجی نے منو کو اور منوجی نے بھرگو وغیرہ کو اور بھرگو وغیرہ
نے اپنے لڑکوں کو بید پڑھایا۔ تاہم یہہ بات نہیں کہی جاتی کہ اصل میں
بید شری برہما اور منو اور بھرگو وغیرہ نے ہی بنایا ہے۔ اور پہلے موجود
نہیں تھا ۔: اوس بیان کی صرف یہہ غرض ہے کہ گو بید پہلے بھی موجود
لیکن پرلے کے بعد پہلے شری برہماجی سے ہی ظاہر ہو کر منو وغیرہ کو پہونچا
تھا پس اگر کوئی منتر جاگوتک اور گوتم اور لشٹو استر وغیرہ نے کسی پر ظاہر
کیا ہو تو آپ یہہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اُس سے پہلے وہ منتر بید میں
موجود ہی نہیں تھا؟

اور جو آپ نے کہا کہ نئے اور پورانے برہمنوں نے بید بنایا۔ اِس سے
بھی یہی غرض ہے کہ بہ نسبت منوجی کے برہماجی پُرانے۔ اور بہ نسبت
بھرگو وغیرہ کے منوجی پُرانے اور اُن دونوں کی نسبت بھرگوجی کو نئے
سمجھنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ آج کل کا کوئی برہمن بید کو بنا سکتا ہے ۔: اور اگر
کوئی مانند سماجی لوگوں کے کچھ لکھہ بھی مارے تو اوسکو پران کون کرسکتا
ہے؟ غرض اِن سب وجہات سے یہہ ہی ظاہر ہے کہ جیسے اور سب
چیزیں دنیا میں ایشر نے ظاہر کیں ویسے ہی بید بھی اوسی نے ظاہر
کیئے ۔: ایسا ہی برہدارنیک اوپنشد کی شرتی میں جو عین بید کا بچن ہے
لکھا ہے۔

सतयावाचातेनात्मनेदंसर्वमसृजतयदिदंकिं
चर्चोयजूंषिसामानिछंदांसियज्ञान्प्रजाःपशून्।

معنی اسکے یہہ ہیں کہ اوس موت یعنی ایشر نے یا برہما نے پہلے رچی ہوئی
بانی اور آتما سے۔ یہہ سب کچھ یعنی رگ اور یجر اور سام اور چھندو آدمی
یعنے جیوؤں کو پیدا کیا ۔: ایسا ہی منوجی کے بھی اس بچن سے ظاہر
ہے کہ بید پہلے برہماجی کے مکھ سے نکلا ہے

सर्वेषान्तुसनामानिकर्म्माणिचपृथक्पृथक्।
वेदशब्देभ्यएवादौपृथक्संस्थाश्चनिर्म्ममे॥

یعنے شروع میں برہمانے سب کے نام اور کام اور قیام علحدہ علحدہ طور پر بید کے شبدوں سے بموجب فرماں بید کے نامزد کیئے ؛؛ اس قول سے نہ صرف یہہ ہی بات ثابت ہوئی کہ سب سے پہلے بید برہما کے مکھ میں تھا بلکہ یہہ بات بھی پایۂ ثبوت کو بخوبی پہونچ گئی کہ بید برہماجی سے پہلے بھی موجود تھا کہ جسکے بموجب سب کے نام وغیرہ شری برہماجی نے مقرر کیئے ؛؛ اور شلوک مندرجۂ ذیل سے یہہ بات بھی ظاہر ہے کہ بید سب سے پہلے اگنی اور بایو اور سورج دیوتا کے پاس موجود تھا جس سے پرماتما نے برہما کو دلوایا :-

अग्निवायुरविभ्यस्तुत्रयंब्रह्मसनातनं
दुदोहयज्ञसिद्ध्यर्थमृग्यजुस्सामलक्षणम्॥

یعنے اسکے یہہ ہیں کہ برہمانے جگ سِدّہ کرنے کے واسطے سناتن تین بید کو اگنی اور بایو اور سورج سے حاصل کیا ؛؛ اس شلوک میں جو لفظ سناتن بید لکھا ہے اس سے یہہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ کوئی شخص بید کو اگنی سورج بایو سے پیدا ہوا نہ سمجھے بلکہ اول تینوں دیوتاؤں سے پہلے اُنکا موجود ہونا خیال کرے ؛؛ اب ناظرین غور فرماویں کہ جب ان سب وجوہات بالا پر خیال کیا جاے تو یہہ قول بابو صاحب کا کہ بید کسی نئے یا پُرانے برہمن کا بنایا ہوا ہے - اور یا ستی جگ سے لیکر تریتا جگ تک بنتا چلا آیا اور برہماجی کے مکھ سے نہیں نکلا کیسے قبول کرلیا جاوے ؟ اگر بابوجی کہیں کہ پرانوں نے جو بید کو برہما بشنو یا شیو کے مکھ سے نکلا ہوا لکھا اوسمیں کیا پرمان ہے تو یہ سمرتی مذکورۂ بالا ہی پرمان ہے جو منوجی نے کہی کہ پرمیشر نے اگنی اور بایو اور سورج سے بید کو نکالا - کیونکہ یہہ بات تو آپ خود بھی مانتے ہو کہ جنکا نام پرانوں میں برہما اور بشنو اور شیو لکھا ہے - بید میں وے نام اگنی اور سورج اور بایو کے ہیں - لیکن یہہ نہ سمجھو کہ بید انہیں سے نکلا ہے کیونکہ اگر یہ بات سچ ہوتی تو منوجی مہاراج جو ساری دنیا سے پہلے ہوئے ہیں - اپنے منوسمرتی نام دھرم شاستر میں - بید کے واسطے لفظ سناتن نہ لکھتے ؛؛

اب بابو صاحب یہہ لکھتے ہیں کہ۔ دھرم والوں کو شاستر پر چلنے کی
کیا ضرورت ہے؟ صرف عقل پر بھروسا کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی عقلمندوں
نے اپنی عقل سے بنائے ہیں اگر عقلمندوں کے بنائے ہوئے نہوتے
تو اونکے مضامین نظم میں نہوتے جو بدوں عقل کے موزوں نہیں ہوسکتے
جواب۔ یہہ قول ہرگز لائق التفات کے نہیں۔ کیونکہ دھرم کے معاملے
ایسے باریک ہیں کہ انسان کی عقل کو کہ جو دو کوڑی کی بھنگ کھاکر خراب
ہوسکتی ہے اوسکو وہاں تک رسائی نہیں :: اس بیان سے میری یہ
غرض نہیں کہ عقل کو بالکل دخل نہ دو بلکہ مراد یہہ ہے کہ جہاں کہیں
عقل کی رسائی نہو وہاں بید کے بچنوں پر ایمان لاؤ :: جیساکہ بعد مرنے
کے روح کے واسطے جو جزا اور سزا وغیرہ لکھے ہیں۔ ہرچند کہ گاہ گاہ
دلائل عقل سے اونکے ہونے یا نہونے میں اشتباہ پڑ جاتے ہیں۔ الا
بوجہ اون اشارات کے کہ جو بیدوں میں لکھے ہیں اون پر دھیان لگاکر
اپنی عقل کو کوتاہ ہی سمجھا جاتا ہے :: اور بوجہ موزوں اور نظم ہونے
کے بیدوں کو بناوٹ ماننا اون ہی لوگوں کو زیبا ہے جو پرمیشر کو نظم
بنالینے میں ناطاقت اور عاجز جانتے ہیں۔ جاء غور ہے کہ جس پرمیشر
نے دنیا کے شاعروں کو نظم بنانے کی طاقت بخشی کیا وہ خود نظم نہیں
بنا سکتا؟ اسبات میں ہمارا تو یہہ اعتقاد ہے کہ جس پرمیشر نے دنیا کو
عدم سے موجود کردیا اگر اوسنے برہماجی کے دل میں بید کو خود موزوں
کرکے بھردیا تو کون ایماندار شخص اسبات کا انکار کرسکتا ہے۔ کیونکہ اسکا
نام سرب شکتی مان یعنی قادر مطلق ہے؟ اور جو یہ کہا کہ زمانہ سلف
اور حال کے لوگوں کے حالات مثل راجہ جنک اور وشوامتر اور جاگیولک
وغیرہ کی گفتگو اور مباحثہ اور تعلیم اور تدریس وغیرہ کو پرمیشر نے بید
میں کیسے لکھا ہے۔ تو واضح ہو کہ اسپر بھی کوئی ایماندار شخص الزام
نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ وہ صرف قادر ہی نہیں بلکہ ہمہ دان بھی
ہے کہ جو ماضی اور حال و استقبال کے احوال کو بطور حال سمجھ سکتا ہے
اگر کہو کہ پھر زمانہ رواں کے راجا و پرجا کی گفتگو بید میں کیوں نہیں
لکھی؟ تو اسکے جواب میں مجھے یہ خوف ہے کہ۔ ایسا نہو مجھ سے آپ
یہ بھی دریافت کریں کہ۔ آدمی کو والدین سے پیدا ہونے کی ترکیب

کیوں قائم کی گئی؟ کیا اچھا ہوتا کہ انساں درختوں سے پیدا ہوا کرتے
یا بارش بذریعہ بادلوں کے کیوں ہوتی ہے کیا اچھا ہوتا جو پانی زمین
سے نکلکر زمین سیراب ہوجایا کرتی۔ صاحب یہ اُسکی مرضی پر منحصر
ہے جو اوسنے مناسب سمجھا سو کیا۔ انساں کی کیا مجال کہ اوسکی مرضی
اور قدرت میں چوں و چرا کرسکے۔ اور یہہ کہے کہ اوسنے زمانہ حال کے
راجاؤں کے احوال بید میں کیوں نہ لکھے۔؟

اور جو یہ کہا کہ۔ بید کے سب چھند رشی لوگوں کے بنائے ہوئے
میں پرمیشر کے نہیں۔ کیونکہ بید میں صاف لکھا ہے کہ کون چھند
کس رشی کا بنایا ہوا ہے۔؛

جواب۔ اسکا یہ ہے کہ رشی لوگوں کی کیا طاقت تھی کہ سوائے
تحریک پرمیشر کے کوئی چھند پیدا کرسکتے؟ یہہ اوس پرمیشر کو ہی طاقت
ہے کہ ایک پارہ چرم کو جس کا نام زباں ہے گویائی کی طاقت بخشی
ایسا ہی تحریک کا یہ بچن ہے۔

तद्यदेनांस्तपस्यमानान्ब्रह्मस्वयंभूभ्यनार्षत्तेऋषयो
ऽभवन्तदृषीणामृषित्वम् निरुक्त।२।३॥

معنے۔ جب وہ تپ کرتی تھی پرمیشر اُنکے ہردے میں پرکاش ہوا۔
اُنھوں نے استوتروں کو دیکھا اُسی سے وہ رشی کہلائے۔؛

مطلب یہ کہ جب پرم برھم نے رشیوں کے ہردے میں پرکاش کیا۔
تو اُنھوں نے پہلے بنے ہوئے اُسنت کے منتروں کو دیکھا۔؛ بالفرض
اگر یہی مان لیا جاوے کہ اُنھوں نے بید کے منتروں کو نیا بنایا۔
تب بھی بید کے منتر اُنکے بنائے ہوئے ثابت نہیں ہوتے کیونکہ جب
اُنکے ہردے میں پرم برھم۔ جو انادی ہے۔ ظاہر ہوا تھا تو اُنکے
جتنے کلام ہیں سب پرم برھم کے ہیں۔ اس سبب سے بید بھی ضرور
انادی ہوا۔؛ اور جس حالت میں وہ پرم برھم کا کلام ہے تو اوسکو
معتبر ہونے میں کیا شک ہے۔ اور پھر اوسکا ترمیم اور تنسیخ کرنا کیونکر
ممکن ہے؟ ماسوائے اسکے آپکو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ اگر اُس قادر
مطلق پرماتما نے بید اور اُسکے چھند سب آپ ہی موزوں کرکے رشی
لوگوں کی زباں سے نکلوائے اور اُن کو عزت دینے کے واسطے چھندوں

کے موجد گردان دیا ہو تو کیا تعجب کی بات ہے؟

اب بابوجی کہتے ہیں کہ بید میں صاف لکھا ہے کہ کون منتر کس رشی نے رچا اور کس منتر کا کون دیوتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ بید کے منتر سب رشی لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں ؛

جواب۔ پہلے بابوجی کو جاننا چاہئے کہ بید اصل میں کیا چیز ہے۔ رگوید بھاشیہ میں سائن آچارج نے یہ بچن لکھا ہے :-

मंत्रब्राह्मणात्मकं तावददुष्टलक्षणमतः एवापस्तंबो यज्ञ परिभाषायामाह मंत्रब्राह्मणयोर्वेदनामधेयम् ॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ بید کی عمدہ تعریف یہ ہے کہ بید منتر اور برہمن روپ ہے ؛ اسی سبب سے آپستمب نام رشی نے بھی کہا ہے کہ منتر اور براہمنوں کا نام ہی بید ہے ؛ منتر وہ ہے کہ جس میں پرم برہم کو۔ سورج ۔ اگنی ۔ اندر ۔ وغیرہ کا روپ جانکر رشی لوگوں نے اپاسنا کی ہے۔ اور برہمن وہ ہے کہ جس میں منتروں کو جگ وغیرہ میں مستعل کیا ہے ؛ اب سوچنا چاہئے کہ بابوجی نے جو یہ کہا تھا کہ بید میں صاف لکھا ہے کہ کس منتر کا کون دیوتا اور کون اسکا رشی ہے۔ اور سارے منتر دیوتا اور رشیوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ سانچ نہیں یہ بات کسی بیجا ہے۔ کیونکہ نرکت میں جو بید کا انگ ہے یہہ بچن لکھا ہے

यत्काम ऋषिर्यस्यां देवतायामर्थपत्यमिच्छन् स्तुतिं प्रयुङ्क्ते तद्देवतः स मंत्रो भवति। निरुक्तः ॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ کسی شے کی حاجت کیکر جو رشی جس دیوتا کی بید منتر کے ساتھ تعریف کرتا ہے وہ منتر اسی دیوتا کے نام سے نامزد ہوجاتا ہے ؛ مراد اسکی یہ ہے کہ منتر تو پہلے ہی موجود تھا مگر دیوتا کی تعریف کے سبب سے دیوتا کے نام سے مشہور ہو گیا ؛ میرے سارے بیان کی مراد یہ ہے کہ منتر برہمن روپ سارا بید پرماتما کی طرف سے ہے۔ سو جیسے پرماتما اناد ی ہے ویسے بید کو بھی اناوی سمجھنا چاہئے۔ گوکہ اُس میں منتر۔ جاگیولک۔ اور وشوامتر۔ اور گوتم وغیرہ کے بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ؛ اور اگرچہ چھندوں کی ایجاد رشی لوگونکی جانی جاتی ہے لیکن اُس پرماتما غیب آگاہ اور ہمہ داں کی

نظر میں تینوں زمانوں کے واقعات گویا من وعن ارادہ ازلی میں
ہی قائم ہیں۔ اور جیسے ارادہ ازلی میں قائم ہیں ویسے ہی ظہور
میں آتے جاتے ہیں ٭ سو بس۔ خواہ کوئی منتر اور چھند کسی نے
کسی وقت ظاہر کیا ہو مگر بید کے مجموعہ کُلی میں معما کے طور پر یہ
بات پہلے سے داخل ہے کہ فلاں وقت فلاں رشی فلاں شخص یا
دیوتا کو فلاں چھند کا فلاں منتر کہے گا ٭ جب پرلے آتی ہے تو وہ
مجموعہ پوشدہ ہو جاتا ہے۔ اور بعد پرلے کے پرماتما جس کا نام پورانوں
میں برمہا کہا گیا ہے۔ اُسیطرح دُنیا کو پھر ظاہر کر دیتا ہے۔ اور وہی
مجموعہ بید من وعن ہویدا ہو جاتا ہے ٭ جیسا کہ رگوید میں لکھا ہے

यथापूर्वमकल्पयत्

معنے اسکے یہہ ہیں کہ۔ مانند سابق کے سب کچھ ظاہر کیا ٭ پس جس
حالت میں پرمیشر نے کئی دفع دنیا کو مٹایا اور پھر ظاہر کیا تو آپ
یہہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ فلانی بات دنیا میں نئی اور فلانی پرانی ہے
علی ہذالقیاس بید میں فلاں منتر نیا اور فلاں منتر پُرانا ہے؟ دیگر
صورت جو کچھہ ہوا اور ہے اور ہوگا اُسکے دل میں پہلے ہی تھا
اور ہے اور ہوگا ٭ ایسا ہی برہد ارنک اپنشد میں بید کی نسبت لکھا ہے

त्रयो वेदा एत एव वागेवर्ग्वेदो मनो यजुर्वेदः प्राणः सामवेदः बृहदारण्यके ॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ بید تین ہیں۔ رگوید پرماتما کی بانی۔ یجروید اسکا
دل۔ اور سام وید اسکا پران ہے ٭ اگر کہو کہ پرماتما بوجہ دل اور
پران اور بانی وغیرہ کے مجسم قرار پاویگا تو سُنو وید میں یہہ لکھا ہے

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता इत्यादि

جسکے معنے یہہ ہیں کہ وہ پرمیشر بغیر ہاتھہ اور پانوں کے چلتا اور پکڑتا
ہے۔ اور بغیر زبان کے بولتا اور بغیر دل کے خیال کرسکتا ہے وغیرہ
غرض ہماری یہ ہے کہ بید عین پرمیشر کا کلام اور اوسکی طرف سے
ہے چاہے کئی دفعہ پرلے کے وقت گم ہوا اور پرلے کے بعد چاہے
کئی رشیوں کی زبان سے الہام کے طور پہ ظاہر ہوا آیندہ آپ
مانو چاہے نمانو ٭

اب بابو جی کہتے ہیں کہ بید میں عقل کو دخل دینا چاہیئے۔ اس پر اُنہوں نے ایک بچن پڑھا کہ جسکے معنے یہ ہیں کہ۔ مصنفاں بید یعنی رشی لوگ دنیا سے رحلت کر گئے۔ تب آدمیوں نے دیوتاؤں سے پوچھا۔ کہ آیندہ کو ہمارا رشی کون ہوگا کہ جس سے ہم دھرم اور گیاں سیکھیں؟ تب دیوتاؤں نے کہا کہ ترک یعنے دلیل ہی تمہارا رشی ہے۔ یعنے منتروں کے مطلب کو عقل سے سوچکر نکالو۔ لہذا بیدوں میں عقل کو ضرور دخل دینا چاہیئے ؛؛

جواب - اِس بچن سے صرف یہ بات ثابت ہے کہ آدمی عقل کے زور سے بید کی رموز کو سمجھے۔ لیکن آپ نے برخلاف اسکے یہہ سمجھا ہے کہ جو بات بید کی۔ اپنی عقل میں نہ آوے اُسکو بالکل ترک کر دینا چاہیئے ؛؛ اور معلوم رہے کہ یہ ہمنے کہیں نہیں کہا کہ انسان کو عقل پر ہرگز بھروسا نہ کرنا چاہیئے۔ ہمارے بیان کی غرض تو صاف یہ ہے کہ سنیئے دھرم کے قائم کرنے میں انساں کی عقل کو پوری طاقت نہیں۔ سچا دھرم وہی ہے کہ جو پرمیشیر کی طرف سے ہو۔ اور سند اُسکی بید میں پائی جاوے۔ خواہ انساں کی عقل اُسکی حقیقت کو سمجھے یا نہ سمجھے ؛؛

پھر بابو جی نے یہہ شلوک پڑھا۔

केवलं शास्त्रमाश्रित्य न कर्त्तव्यो विनिर्णयः। युक्तिहीनविचारे तु धर्महानिः प्रजायते ॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ صرف شاستر پر ہی بھروسا کرکے پرم دھرم کو نہ بچارنا چاہیئے۔ یعنے بے امداد عقل کے جو شخص بچار کرتا ہے اُس سے دھرم کو ضرر پہونچتا ہے ؛؛

جواب - ہاں - ہم یہ تو پہلے ہی کہہ چکے کہ شاستروں کے مضامین مرموز ہیں۔ اُنکی عبارت کو عقل کے ساتھ بچارنا چاہیئے۔ ورنہ مطلب فوت ہوجاتا ہے ؛؛ جیسے ایک نسخہ کسی مریض کے پاس ہو۔ اوسکا جب تک حکیم کی رائے پر اعتقاد کامل نہو اور وہ اُسکے بنانے اور کھانے کے واسطے اپنی عقل خرچ نہ کرے۔ تب تک صحت نہ ہوگی لیکن اپنی عقل سے اُسکو یہ نہ سوچنا چاہیئے کہ فلانی دوا نسخہ میں کیوں لکھی ہے۔ کیا معنے کہ حکیم نے جو نسخہ تجویز کیا ہے وہ مریض کے مرض کی تشخیص کرکے تجویز

کیا ہے۔ مناسب ہے کہ بغیر چوں و چرا اُسکو استعمال میں لاوے ؛؛
قولہ بے سجادہ رنگیں کُن گرت پیر مغاں گوید ؛؛ کہ سالک بیخبر بنود
ز راہ و رسم منزلہا ؛؛ مراد میرے بیاں کی اور شلوک مرقومہ بالا تمہارے
کی یہ ہے کہ دھرم کے بچارنے میں تو عقل خرچ کریں مگر عقل سے
دھرم کی غلطیاں نہ نکالیں ؛؛ سو آپکو بید وں اور شاستروں کے
مضامین میں سے بروئے اپنی عقل کے یہہ مطلب نہ نکالنا چاہئے
کہ اُنمیں غلطیاں ہیں۔ بلکہ یہہ ایماں رکھنا لازم ہے کہ جن لوگوں
نے شاستر ظاہر کئے تھے وے غلطی کبھی نہیں کر سکتے تھے۔ اُنکی جس
بات کو کوئی غلط سمجھتا ہے وہ خود اوسکی غلطی ہے ؛؛
اسکے بعد بابوجی ایک شُرتی۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ فکر کا آلہ عقل
ہے اُسکو دریافت کرنا چاہئے۔ اور ایک شلوک بھی ہم مضموں اسکے
لکھکر۔ میری نسبت یہہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔ پنڈت عقل کو بالکل ناچیز
سمجھتا ہے ؛؛
جواب۔ میں عقل کو ناچیز تو نہیں سمجھتا ہوں مگر یوں کہتا ہوں
کہ انساں کی عقل کسی امر کی اصل حقیقت کو نہ پہونچے تو عقل کی
ہی کوتاہی ہے ؛؛ یعنے بید میں سیکڑوں مضامین ایسے ہیں کہ جنکی
حقیقت کو انساں کی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ پس مناسب نہیں کہ
ہماری عقل اُنکو قطعی جھوٹھ سمجھ لے ؛؛ جیسے یہہ قول کہ پرمیشر عادل
اور رحیم ہے۔ اس قول کو سُنکر انسان کی عقل کہتی ہے کہ۔ جو عادل
ہو وہ رحیم کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ ان دونو صفتوں کی رات اور دن
کی مانند باہم ضد ہے کہ دونوں ایک وقت میں ظہور میں نہیں
آسکتے ؛؛ مگر ایماندار شخص دونوں صفات کا ایک جگہہ قائم ہونا ناممکنات
سے سمجھکر ایک صفت کو غلط نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ اُن دونوں
صفات کو ایک جگہہ قائم کہنے والے بید کو ہی خارج از عقل کہہ سکتا
ہے ؛؛ جیسے سماجی لوگ اُن معاملات کو ہی غلط اور دروغ سمجھکر ترک
کر بیٹھتے ہیں کہ جنکی حقیقت کو عقل نہ سمجھ سکے ؛؛ اور جو وہ یہ کہتے
ہیں کہ گایتری منتر میں بھی عقل کی صفائی مانگنے کے واسطے پرمیشر
سے پرارتھنا کیجاتی ہے۔ کیا اُس صفائی سے یہہ مراد ہے کہ مانند

سماجی لوگوں کے آدمی ذات پات چھوت چھات جنیو چوٹی اور گنگا اشنان وغیرہ کرمول
کو تیاگ کردیوے؟ نہیں صاحب۔ اُسکی مراد یہ ہے کہ انساں کی عقل جو دھرم حقیقی
کے جاننے میں عاجز ہے اسواسطے گایتری میں پرارتھنا کیجاتی ہے کہ۔ ہے پرمیشر
ہماری عقل کو صفائی بخش۔ تاکہ دھرم حقیقی کو جانیں ٭ میری دانست میں تو یہ لوگ
چھوت چھات وغیرہ کے ترک کرنے یا کرانے کے واسطے ناحق کوشش
کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس کام کے واسطے تو مسلماں اور عیسائی صاحبان
کی کوشش ہی کافی ہے۔ کہ جو ہر وقت مستعد ہی معلوم ہوتے
ہیں ٭ صاحب۔ ہماری عقل اُنکی عقل کے برابر نہیں ہوسکتی کہ جو دیوتا
اور رشی اور اوتاروں کے نام سے مشہور ہیں۔ اور جنھوں نے
بیدوں اور شاستروں کو ظاہر کیا ٭ اور اس میں بھی شک نہیں
کہ دھرم اور گیاں اور شاستر سب عقل سے ہی ظاہر ہوئے ہیں
مگر اس میں حیراں ہوں کہ جو شے عقل سے ظاہر ہوچکی سماجی لوگ
آج پھر اُس میں ترمیم اور تنسیخ کرنی کیوں واجب سمجھتے ہیں؟
کیا وے اپنی عقل کو رشیوں کی عقل سے زیادہ سمجھتے ہیں کہ جنکی
عقل میں کسی وضع کی خودغرضی اور تعصب نہیں پایا جاتا ہے
اگر بابوجی کہیں کہ متاخرین لوگ متقدمین سے زیادہ عقل رکھتے ہیں
اسواسطے پچھلے شاستروں میں ترمیم لازم ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں
کہ آنیوالے زمانہ کے عقل مند بہ نسبت حال کے حسب قاعدہ موضوعہ
بابو صاحب کے زیادہ عقل مند ہونگے۔ پس اس صورت میں اس
زمانہ کے قائم کیئے ہوئے اصول آیندہ زمانہ میں پھر ترمیم ہوجاوینگے
اور اسی طریقہ پہ اُنکے قائم کیئے ہوئے اصول پھر اُنسے اگلے زمانہ میں ٭
پس نہ معلوم کہ حق کے متلاشیوں کو کن اصولوں پر مستقل الایمان
ہوکر فارغبال ہونا ہوگا۔ شاید سماجی لوگوں کا یہہ منشاء ہے کہ انسان
ہر وقت اسی فکر میں حیراں اور پریشاں رہا کرے کہ دھرم حقیقی کا
اصل اصول کیا ہے ٭ کیا آپ کو شری کرشن مہاراج کا وہ بچن یاد نہیں

संशयात्मा विनश्यति।

اسکے معنے یہہ ہیں کہ جسکے دل میں ہمیشہ شک رہتا ہے وہ آخر کو
ناش ہو جاتا ہے ٭ واضح ہو کہ اگر انساں کی عقل دھرم کی حقیقت

کے سمجھنے میں محتاج اور عاجز نہ ہوتی تو گایتری منتر میں اُس کی صفائی کی درخواست کیوں ہوتی؟ اور جس حالت میں کہ وہ اصل ماہیت کے دریافت کرنے میں عاجز ہے۔ اگر بید اور سمرتی کے کسی قول کو نا درست سمجھ لے تو کون یقین کر سکتا ہے؟ تعجب نہیں کہ جب رشی اور اوتاروں کے ظاہر کئے ہوئے بید اور شاستروں میں آپ لوگ غلطی نکالتے ہیں کہ جنکی عقل تپ اور جپ کے پرتاپ سے شُدھ تھی۔ تو آپکی یہہ رائے بھی غلط ہی ہو کہ بید اور شاستروں میں بہت باتیں خارج از عقل ہیں۔ کیونکہ آپ تو انسان ہی ہیں کہ جنکی بابت یہہ مقولہ معروف ہے کہ (انسان ہمیشہ نسیان اور خطا سے مرکب ہے) دیکھو اپنی عقل پر بھروسا کرتے کرتے سراوگی لوگ خالق کا ہونا ہی کھو بیٹھے۔ اور دہریہ لوگ عناصر اربع کو قدیم جانکر پرمیشر کی ہستی سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور کئی کوتاہ اندیش اپنی عقل کے بہکانے سے بہشت اور دوزخ کو ہی نابود ماننے لگ گئے۔ اور اکثر تیرہ باطن روح کو ہی فانی جاننے لگے۔ کیونکہ اُنکی عقل نے یہ سکھلایا کہ نفس ناطقہ یعنے روح کچھ شے ہی نہیں۔ صرف عناصر اربع کے اعتدال سے ایک روشنی جسم میں خود بخود پیدا ہو کر بعد انتشار عناصر کے درمیاں ہی میں گُم ہو جاتی ہے۔ سزا اور جزا کا بیم و رجا دلمیں رکھنا محض بیوقوفی ہے حکمائے فلسفہ اپنی عقل پر نازاں ہو کر خدا کی ہستی کو ہست نہیں جانتے۔ اور بعض کم فہم لوگ اپنے عقل کے ورغلانے سے خود ہی خدا بنگئے۔ ویسے ہی سماجی لوگ عقل کے گھمنڈ پر کسی کتاب اور مذہب کو پرمیشر کی طرف سے نہیں مانتے۔ سچ پوچھو تو یہہ سب بیوی عقل کی ہی خرابیاں ڈالی ہوئی ہیں ÷ بس جو لوگ بید اور شاستر کو الہام کے طور پر راست اور درست جانکر راہ راست پر چلے جاتے ہیں وے اس قسم کی ٹھوکروں سے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں ÷

اگر آپ کہو کہ انسان کی عقل کار خانجات الٰہی میں ضرور دخل دے سکتی ہے تو بڑی باتوں کا تو کیا ذکر کروں۔ آپ کی رہنما عقل سے صرف یہ چھوٹے سے چند سوال اگر کروں کہ۔ خدا تعالیٰ نے

مرچ کو کیوں چرپری - اور نیشکر کو کیوں شیریں - اور آگ کو کیوں گرم - اور پانی کو کیوں سرد بنایا - تو مجھے یقیں واثق ہے کہ ان کا جواب آپ ہرگز ہرگز نہ دے سکینگے ؛؛ لہذا میری رائے میں انسان کی عقل ہیچمداں ہے - اسلئے آپ لوگ اُس پر پورا بھروسا نہ رکھیں اور کسی شِشٹ یا کتاب کو جسکو بزرگوں نے باعث آرام مانا ہے منجانب پرمیشر کے جانکر اُس پر عمل کیجئے ورنہ کلّی تسکیں اور اطمیناں کا ہونا محال ہے ؛؛ دیکھئے ہمارے ایک اچارج نے کیا اچھی بات لکھی ہے

किमीहः किंकायः स खलु किमुपायस्त्रिभुवनं
किमाधारो धाता सृजति किमुपादानमिति च।
अतर्क्यैश्वर्ये त्वय्यनवसरदुःस्थो हतधियः
कुतर्कोऽयं कांश्चिन्मुखरयति मोहाय जगताम्॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ اے پرمیشر تیری اُس شاں ہیں کہ جس پر کسی حجت کو گنجایش نہیں اس قسم کی حجت کا اُٹھانا لوگوں کو دھوکھے میں ڈالنا ہے - کہ پرمیشر کو دنیا کے پیدا کرنے کی کیا خواہش تھی - اور اوسکا جسم کیسا تھا - وہ پرمیشر زمیں اور آسماں اور پاتال کو کیسے بناتا ہے اور پرمیشر کس چیز کے اوپر بیٹھکر دنیا کو بناتا ہے - اور دنیا کی علت غائی اور علت مادی کیا ہے وغیرہ -

اسکے بعد آپ کہتے ہیں کہ جب تک منقولات اور معقولات ایک نہ ہونگے تب تک دھرم حقیقی کو انساں مشکل سے پہچاں سکیگا -

جواب - بیشک ہم اس قول کو بدل و جاں پذیرا کرتے ہیں لیکن افسوس ہے اُس پر کہ جو منقولات کو بالکل ترک کر دیتے ہیں - کیا خوب ہوتا کہ جنکو وے منقولات سمجھے ہوئے ہیں اُنکی حقیقت کے سمجھنے کی کوشش کرتے - کہ جسکے سمجھ لینے سے ہر منقولات معقولات بنجایا کرتے ہیں - کیونکہ کوئی مسلہ منقولات میں ایسا نہیں کہ جسکو متقدمیں نے بطور معقولات کے نہ بیاں کیا ہو - گو زمانہ حال کے لوگ اپنی کوتاہ اندیشی کے باعث اُسے منقول سمجھکر چھوڑ دیں ؛؛ چنانچہ دیکھو متقدمیں نے روزانہ غسل کو فرائض میں داخل کر دیا ہے - کہ جسکو شاید آپ منقولات

میں سے سمجھتے ہونگے۔ مگر جبکہ بغور و تامل سوچا جاوے تو یہہ عمل ملک ہند یا دیگر گرم ملکوں کے باشندگاں کے واسطے عین معقول سمجھ میں آویگا ؛ علی ہذالقیاس اور باتیں بھی ایسی بہت ہیں کہ جنکو لوگ اپنی کوتاہ اندیشی سے منقول سمجھ رہے ہیں اور در اصل وے معقول ہیں ؛

اسکے بعد بابو صاحب مجھ پر یہہ طعن بھی کرتے ہیں کہ پنڈت پھلوری نے اپنے تمام لکچر میں صرف یہہ ایک ہی شلوک مندرجۂ ذیل پڑھا یعنے ہماری طرح بہت سے شلوک نہ پڑھے۔ اور یہہ بھی لکھا کہ پنڈت پھلوری سنسکرت زباں کا صرف و نحو بھی نہیں جانتا۔

वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम्॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ بید یعنے شرتی اور سمرتی یعنے دھرم شاستر اور اچھا رواج۔ اور آتما کا پیارا کام یہہ چار باتیں دھرم کا اصول ہیں ؛

جواب۔ جس وقت مینے یہہ شلوک پڑھا تھا اس وقت تک میری کسی سے کچھ بحث نہیں تھی کہ پراں اور سند کیواسطے بہت سے شلوک پیش کئے جاتے۔ صرف بیاں کے اندر جوبات معمولی طور پر سامنے آگئی پڑھ دی گئی ؛ بہت شلوک تو میں تب پڑھتا کہ جو مجھے اپنی پنڈتائی اور قوت حافظ کا امتحاں دینا ہوتا۔ رہی یہہ بات کہ پنڈت پھلوری سنسکرت زبانکا صرف و نحو ہی نہیں جانتا۔ اس کہنے سے شاید آپ نے اپنے سامعین کو یہ بات سمجھائی ہو کہ گویا بابو صاحب صرف و نحو سے خوب واقف ہیں۔ اخیر یہ بات کچھ بہت ضروری نہیں کہ میں یہ کہوں کہ مجھے صرف و نحو آتی ہے یا نہیں لیکن یہ بات کہنی بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو میرے کئے ہوئے معنے کو غلط ٹھہرایا وہ صحیح نہیں ؛ کیونکہ جہاں مینے بیاں کیا کہ جو آتما کو پیارا لگے اسکو آپ غلط بتاکر یہہ معنے لگاے ہیں کہ آتما کی رائے" یعنے اپنی رائے دھرم کی بنا ہے۔ واہ واہ قرباں جاویں بابو صاحب کی صرف و نحو کے۔ स्वस्य च प्रियमात्मनः اے صاحب۔ اس فقرہ میں جو لفظ پریہ لکھا ہے اُسکے معنے تو صاف صاف آتما کا پیارا ہوتے ہیں۔ کہ جسکا ترجمہ آپ نے یہہ کیا کہ۔

آتما کی رائے ۔ یعنے اپنی رائے ہی دھرم کا اصول ہے۔ میں آپ سے
پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کی صرف و نحو میں لفظ پریہ کے معنے رائے ہی
درست ہیں۔ کہ جسکو ہمارا صرف و نحو لفظ عزیز کے ساتھ ترجمہ کرتا ہے؟
نہ صاحب بید سمرتی اور نیک چلنی میں اپنی رائے کو دخل نہیں۔ کیونکہ
اپنی رائے تو کبھی کبھی غلطی سے اور کا اور بھی سمجھ لیا کرتی ہے ؛
جیسا کہ دیکھئے بید اور سمرتی میں صاف بیان ہے کہ پرمیشر کو خلقت کا
خالق جاننا ضروری ہے۔ مگر اپنی رائے کو زبردست جاننے والے خدا
کو خالق نہیں مانتے سو اس شلوک میں جو لفظ پریہ لکھا ہے اُسکے معنے
بموجب قاعدۂ سنسکرت کے صرف و نحو کے آپکو بھی ضرور یہی لگانے چاہئیں
کہ آتما کا پیارا جو امر ہو وہی دھرم کا اصول ہے ؛ اس سے آپ یہہ
نہ سمجھیں کہ جیسے عیاش اور اوباش اور قمارباز اپنے بُرے خیالات کو
ہی آتما کا پیارا مانتے ہیں۔ میری غرض وہی ہے۔ نہیں صاحب۔ اگرچہ
اُنکے خیالات اور افعال بہ ظاہر آتما کے پیارے معلوم ہوتے ہیں مگر باطن
میں آتما کے دشمن عظیم ہیں ؛ آتما کا پیارا امر تو وہی ہوتا ہے کہ جس
سے آتما کو دائمی خوشی اور آرام حاصل ہو۔ مراد میرے بیاں کی یہہ ہے
کہ جو بات اپنے آتما کو پیاری لگے وہی دوسرے کیواسطے بھی مرعی رکھنی
چاہئے۔ اور جو اپنی آتما کو ناپسند ہو اوسکو دوسرے کے واسطے بھی ناپسند
سمجھنی چاہئے ؛ چنانچہ شری کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔

आत्मौपम्येन सर्वत्र समं पश्यति योऽर्जुन
सुखं वा यदि वा दुःखं स योगी परमो मतः ॥

یہہ شلوک گیتا جی کا ہے۔ اور معنے اسکے یہہ ہیں۔ کہ جو شخص سب کے سکھ
اور دکھ کو اپنے برابر دیکھتا ہے وہی پرم۔ جوگی ہے ؛ اور کسی بزرگ کا
قول بھی گویا اسیکے مطابق ہے۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند
پس ثابت ہوا کہ جو بات اپنے کو پیاری لگے وہی اوروں کے واسطے اچھی
سمجھنی ہی عین دھرم کا اصول ہے ؛

اب ایک بات اور اظہار کرنے کے لائق ہے کہ بابو جی طول کلامی کو
نہایت پسند کرتے ہیں اور اسیواسطے بار بار ایک ہی مضمون کے شلوکوں
کو لکھکر اوسکو اپنی علمیت کا اظہار سمجھتے ہیں۔ جیسے کہ جو شلوک اوپر

لکھا ہے جنسے اُنھیں الفاظ اور اُنھیں معنوں اور اُسی مضموں کا شلوک پھر ذیل میں لکھتے ہیں

श्रुतिः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः। सम्यक्संकल्पजः कामो धर्ममूलमिदं स्मृतम्॥

جسکا مطلب اور تو سب وہی ہے کہ جو اوپر بیان ہوا لیکن ایک اتنی بات اس میں ضرور زیادہ ہے کہ "ارادہ نیک سے جو بات دل میں اُٹھے" پ چونکہ اس شلوک کا مضموں وہی ہے کہ جو اوپر بیان ہوا لہذا علیحدہ جواب لکھنا فضول جانکر چھوڑا گیا۔

اسکے بعد شلوک مندرجہ ذیل منو سمرتی کا لکھا

प्रत्यक्षमनुमानं च शास्त्रं च विविधागमम्।
त्रयं सुविदितं कार्यं धर्मशुद्धिमभीप्सता॥

مطلب اس شلوک کا یہہ ہے کہ جو لوگ دھرم کی درستی چاہتے ہیں اُنکو چاہیئے کہ ظاہر اور باطن کا تصور اور کئی قسم کے شاستر ان تینوں باتوں کو اچھی طرح جانکر کام کریں۔

جواب۔ اول تو اس شلوک کے لفظی معنے بھی یہہ نہیں کہ جو بابو صاحب نے لکھے ہیں۔ بالفرض اگر یہہ معنے بھی مان لئے جاویں تو واضح ہو کہ جواب اسکا بھی اوپر لکھا گیا کہ ہم کب کہتے ہیں کہ تینوں کو اچھی طرح سمجھانے۔ گر اچھی طرح جاننا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ شاستر کی کسی بات کو چھوڑ دو اور کسیکو قبول کر لو!

پھر بابو صاحب نے یہہ شلوک پڑھا

सत्त्वं भूतेः स्वशास्त्रस्य गुरो वै वाक्यता। यस्याभ्यासेन नैनात्मा मन्त्रजनेन चाविशते॥

اسکے معنے بابو صاحب یہہ بیان کرتے ہیں کہ اپنی عقل اور نیک شاستر اور مرشد کی کلام ان تینوں کے اتفاق سے جو لوگ برمھ گیان کی مشق کرتے ہیں وے پرماتما کا درشن پاتے ہیں۔

جواب۔ اگرچہ حقیقتاً اس شلوک کے بھی یہہ معنے نہیں کہ جو بابو جی نے بیان کئے۔ اور جسکا بیان کرنا ہمیں اس وقت طوالت کام سمجھتا ہوں پر اگر یہہ معنے قبول بھی کرلیں تو ہمارا کچھ ہرج نہیں ؛ اور جواب اسکا ہم پھر بھی وہی دینگے جو ہم اوپر دے چکے ہیں یعنے ان تینوں بات کے اتفاق سے برمھ گیان کی مشق کرنا ہم کب برا کہتے

ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہہ بیان ہے کہ منجملہ تینوں کے ایک بات کو سچ اور دوسری و تیسری کو جھوٹھ جاننا اچھا نہیں ؛؛ کیونکہ شلوک میں صاف لکھا ہے کہ نیک شاستر اور اپنی عقل اور مُرشد کے کلام اِن تینوں کے اتفاق سے برہمہ گیان کی مشق کرے ؛؛ مگر نیک شاستر جو سمرتیوں کا نام ہے۔ اور مُرشد یعنے برہما اور بشنو اور شیو وغیرہ کے بچن ہیں جو گنگا اشنان اور مورتی پوجن وغیرہ سادھنوں کو بوجہ اسکے کہ بدوں اسکے برہمہ گیان کی مشق ناممکن ہے۔ من کی شُدھی کے واسطے بیان کرتے ہیں ؛؛ لیکن بابو جی اپنی عقل کے ناز پر ان سب کو جھوٹھ سمجھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ خیر اُنکی مرضی ؛؛ اور جو یہہ فرمایا کہ سماجی لوگوں کا تو یہی شلوک اصول ہے لیکن پنڈت پھلوری اِس سے برخلاف ہے۔

جواب۔ یہہ ہے۔ اگر سماجی لوگ اِس شلوک کو اپنا اصول سمجھتے ہیں۔ تو یہہ دعوی اُنکا غلط ہے کہ پرمیشر کے اوتار نہیں ہوسکتے۔ اور ذات پات اور چھوت چھات جنیئو چوٹی کا رکھنا ضرور نہیں۔ اور شاستر کی ایک بات غلط اور ایک کو صحیح ماننا جائز ہے۔ اور تیرتھوں میں اشنان اور مورتیوں میں پرمیشر کا آواہن کرنا مناسب نہیں۔ اور نیچ ذات کی زبان سے بید کا سُن لینا کچھ بُرا نہیں وغیرہ ؛؛ اِس موقع پر ناظرین ذرا غور و انصاف فرماویں۔ کہ اِس شلوک میں جو اپنی عقل اور نیک شاستر اور مُرشد کے کلام کو متفق کرنا فرمایا ہے۔ تو کیا اپنی عقل اس بات کو نہیں سمجھ سکتی کہ جب پرمیشر کا نام قادر مطلق ہے تو اوسکا اوتاروں میں ظاہر ہونا اُسکی قدرت سے کیونکر بعید ہوسکتا ہے۔ اور کیا ذات پات اور چھوت چھات کا رکھنا کسی شاستر میں نہیں لکھا اور کیا مورتیوں میں پرمیشر کا آواہن کرنا اور تیرتھوں میں اشنان کرنا۔ بید بیاس اور بشوامتر۔ منو پراشر وغیرہ۔ ہندو لوگوں کے مرشدان اعلے اور برہما بشنو وغیرہ دیوتاؤں نے کہیں نہیں فرمایا؟ جو آپ نے یہہ تحریر کیا کہ سماجی لوگوں کے سب اصول شاستر کے پرانوں سے ثابت کئے گئے ہیں جو عقل کے بھی مطابق ہیں۔ جو کوئی ان کو رد کرتا ہے وہ لوگوں کو جتلاتا ہے کہ میں کُل شاستر کو مانتا ہوں لیکن

حقیقت میں نہیں مانتا ؛ اس بات پر ناظرین خود غور فرمائینگے کہ میں شاستر کو زیادہ مانتا ہوں یا سماجی لوگوں کا کل بیان مطابق شاستر کے ہے ؛

اور بابو جی نے جو یہہ کہکر اپنا دل خوش کرلیا کہ پنڈت زیادہ تر جاہل لوگوں کی رائے کو ہی شاستر مانتا ہے ۔ کوئی شاستر کا پرماں نہیں دیتا ۔ یہہ بات غلط ہے ؛ کیونکہ میں تو شُرتی ۔ اور سمرتی کو ہی شاستر جانتا ہوں اور اُسی کے حوالے جابجا دیتا ہوں ؛ اور جو شخص شُرتی اور سمرتی کی کسی بات کو مانتے اور کسیکو جھوٹھ جانتے ہیں ایسے لوگوں کی نسبت شاستر نے تو بہت بڑا خطاب دیا تھا ۔ مگر میں صرف نئے منڈ کٹنے کے سواء اور کچھ کہنا مناسب نہیں تصور کرتا ! چنانچہ اس پر بھی شاستر کا پرماں ہے ۔

श्रुतिस्तु वेदो विज्ञेयो धर्मशास्त्रं तु वै स्मृतिः ते सर्वार्थेष्व
मीमांस्ये ताभ्यां धर्म्मो हि निर्बभौ ॥ योऽवमन्येत ते मूले हेतुशा
स्त्राश्रयाद्द्विजः। स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः॥

یہ منوسنگھتا کا بچن ہے ۔ اور معنے اسکے یہہ ہیں ۔ کہ شُرتی بید کا نام ہے اور سمرتی دھرم شاستر کا ۔ ان دونوں کو بلا چوں وچرا قبول کرنا چاہئے کیونکہ دھرم انہیں سے ظاہر ہوا ہے ۔ جو برہمن چھتری وغیرہ تینوں شاستر کے آسرے ہوکر انکو نہیں مانتا ہے وہ نیک لوگوں کی جماعت سے باہر نکال دینے کے لائق ہے کیونکہ وہ ناستک ہوچکا ۔ ایسا ہی بھاگوت میں لکھا ہے ۔

नाचरेद्यस्तु वेदोक्तं स्वयम
ज्ञोऽजितेन्द्रियः। विकर्मणा ह्यधर्मेण मृत्योर्मृत्युमुपैति सः॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ جو شخص خود اگیانی ہوکر اندریوں کے بس میں ہے اور بید کے فرمائے ہوئے دھرم کو قبول نہیں کرتا ۔ وہ اس خود پسندی کے کرم کے پاپ سے ایک موت سے چھوٹ کر دوسری موت کے منہ میں پڑتا ہے یعنے بار بار جنم لیتا ہے اور بار بار مرتا رہتا ہے ۔ ایسا ہی گیتاجی کا پرمان ہے ۔

यः शास्त्रविधिमुत्सृज्य वर्तते कामकारतः। न स सिद्धि
मवाप्नोति न सुखं न परां गतिम् ॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ جو شخص شاستر کی بدھی کو چھوڑ کر اپنی مرضی پر چلتا ہے نہ اُسکو سِدّھی ملتی اور نہ سکھ اور نہ مُکتی یعنے نہ نجات کو حاصل کرسکتا ہے ؀

اب بابو صاحب لکھتے ہیں کہ کُل افعال دھرم کی بابت منوجی نے یوں فرمایا ہے۔

यत्कर्मकुर्वतोस्यस्यात्परितोषोन्तरात्मनः
तत्प्रयत्नेनकुर्वीतविपरीतन्तुवर्जयेत ॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ - جس کام کے کرنے سے انسان کا دل خوش ہو اُسی کو کرے اور جو اُس سے برخلاف ہو اُسکو ترک کرے ؀

جواب - ہاں بیشک جو کام میئنے اوپر بیان کئے یعنے اوتاروں کا ماننا - اور ذات پات چھوت چھات کا رکھنا - اور چوٹی جنیو کا دھارنا - اور تیرتھوں کا نہانا - اور مورتیوں میں پرمیشر کا آواہن کرنا - وغیرہ اُنکے کرنے سے ہندؤں کا تو سب کا دل خوش ہی ہوتا ہوگا اور جو شخص ہندو نہیں یا نئے قسم کے ہندو ہیں اُنکے دل کی وہ جانیں مگر جنکا دل اِن کاموں سے ناخوش ہوتا ہو ہندو لوگ اُسکو ہندو کبھی نہیں گنتے ؀

اب بابو جی کہتے ہیں کہ - سماجی لوگوں کے اصول تو شاستروں سے برخلاف نہیں مگر رواج اور رسومات ہیں بہ نسبت زمانہ سلف کے ضرور کچھ فرق ہے - اور وہ بباعث انقلاب زمانہ کے بہت ضروری ہے - اور اگر کوئی کہے کہ رسومات کی تبدیلی کیوں کرسکتا ہے تو دھرم شاستر میں خود لکھا ہے -

चत्वारोवेदधर्मज्ञाःपर्षत्त्रैविद्यमेववा ।
साब्रूतेयंसधर्मःस्यादेकोवाध्यात्मवित्तमः ॥

معنے اسکے یہہ ہیں کہ - چار آدمی بید کے جاننے والے یا تین آدمی بید کے جاننے والوں کے مجمع کا نام سبھا ہے - سبھا جو کچھ کہے یا ادھیاتم گیانیوں میں سے ایک شخص سبھی جو کچھ کہے وہ دھرم ہے ؀ پس درحالیکہ سماجی لوگوں میں ادھیاتم گیانی یا بید کے جاننے والوں کی کمی نہیں - تو اُس کے فیصلہ کو اگر وہ عقل کے مطابق بھی ہووے

نا منظور کرنا برخلاف شاستر کے ہے ؛

جواب ۔ بابو صاحب ۔ اپنے ہی منھ سے اگر کوئی سماجی شخص اپنے فرقہ کو ادھیاتم گیانی اور چاروں بید کے جاننے والا کہے تو کوں سچ مان سکتا ہے ؟ سچ وہ ہوتا ہے جسکو غیر لوگ بھی سچ کہیں چنانچہ غیر لوگوں میں سے ۔ مسلمان تو سماجی لوگوں کو بجائے ادھیاتم گیانی کے نئے قسم کے مسلمان ۔ اور عیسائی نئے قسم کے عیسائی یعنے نیو کرسچین نامزد کرتے ہیں ۔ ہاں اس میں شاید شک نہ ہو کہ سماجی لوگوں میں سے کسی شخص نے بید کو ضرور کسیقدر پڑھ لیا ہوگا لیکن بید کا صرف پڑھ لینا ہی آدمی کو ہندو نہیں بناویتا اُسکے فرمانوں کو ماننا ہندو پن کا نشان ہے ؛ چنانچہ دیکھئے اہل اسلام میں خانخاناں ۔ فیضی ۔ دارانشکوہ ۔ وغیرہ ۔ اور زمانہ حال میں چند انگریزوں نے بھی بید اور شاستر کو پڑھ تو ضرور لیا ہے ۔ تاہم بید پر عمل نہونے کے سبب ہم اُن کو سچے ہندو نہیں کہہ سکتے سچا ہندو اوسکا نام ہے کہ جو بید اور شاستر کے فرمانوں کے مطابق اپنا اعتقاد رکھے ۔ سو سماجی لوگ تو بید و شاستر کے بڑے بڑے مشہور فرمانوں کو بھی سچ نہیں جانتے پس اُنکی سبھا کا فیصلہ اور رسومات کا تبدیل کرنا کون ہندو قبول کرسکتا ہے ؟ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بعض سماجی لوگ جوتا پہنے ہوئے چھری اور کانٹے کے ساتھ نند انگریزوں کے کھانا پینا پسند کرتے ہیں ۔ اور چوکا دیکر کھانے وغیرہ کی رسومات کو زمانہ حال میں تبدیل کردینا مناسب سمجھتے ہیں پس کیا آپ کی یہہ مرضی ہے کہ اور ہندو لوگ بھی اُنکی سبھا کی اس رسم یا رائے کو منظور کرلیں کہ جسکی بابت شاستر میں کوئی شہادت نہیں پائی جاتی اور نہ عقل سلیم اوسکو تسلیم کرتی ہے ؟

اب ۔ بابوجی کا یہہ قول ہے کہ پنڈت شردھارام نے اپنے لکچر میں بیان کیا کہ جیسے عیسائی اور مسلمان لوگ اپنے مذہب کی باتوں کو خواہ درست ہوں خواہ نا درست دلائل عقلی سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ افسوس کہ اس طور پر ہندو لوگ اس بات میں اُنکی تقلید کیوں نہیں کرتے ۔ بلکہ شاستر کی بھی ہدایتوں کو

رو کرنے لگجاتے ہیں۔ اِس سے پنڈت کی یہہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ چاہے سچ ہوں چاہے جھوٹھہ مگر اپنی قوم کے لوگ جس باتکو مانتے ہیں اُنکو ضرور مان لینا چاہئے
جواب۔ میں نے اپنے لکچر میں یوں تو نہیں۔ لیکن اِتنا تو ضرور کہا تھا کہ جیسے عیسائی اور مسلمان لوگ۔ اپنے مذہبی مسائل کو۔ چاہے وے منقول ہی ہوں۔ معقول بناکر دکھا دیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہندو بھائی ویسا نہیں کرتے۔ بلکہ منقول باتوں کو خارج العقل سمجھکر بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ جیساکہ سماجی لوگوں نے گنگا اشنان اور ذات پات کی قید کو کہ جو عین معقول ہی ہے قطعی ترک کر دینا مناسب سمجھا ؛ اِس بیان سے میری غرض یہ نہ تھی کہ جس باتکو اپنی قوم کے لوگ مانتے ہوں خواہ وہ راست ہو خواہ دروغ ضرور مان لینا چاہئے۔ غرض میری یہہ تھی کہ جو باتیں شاستر میں لکھی ہوں وے منقول معلوم ہوں تو اونکو دلائل عقلی سے معقول بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ شاستروں کے لکھنے والے کبھی غلطی نہیں کرتے ؛ اپنی قوم کے عام لوگوں پر کیا حصر ہے۔ کیونکہ وے لوگ تو اپنی کم فہمی کے سبب اکثر ناجایز باتوں کو بھی جایز ٹھہرالیا کرتے ہیں جیسے کہ سماجی لوگوں نے پنچ لوگونکے سامنے بید منتروں کا پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ کہ جسکے لئے شاستر میں ممانعت ہے ؛

اِس موقع پر باپو صاحب ایسا بیان کرتے ہیں کہ پرانے دستورات کو ترمیم کرنا گویا سماجی لوگوں کی بہادری میں داخل ہے۔ کیونکہ وے کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ دنیاوی ملامت سے اپنی نیک بختی سمجھتے ہیں۔ اور بصداقت اپنے قول کے یہ شلوک لکھتے ہیں۔

अपमानात्तपोवृद्धिः सम्मानात्तपसः क्षयः।
अर्चितः पूजितो विप्रो दुग्धा गौरिव सीदति॥

معنے اِسکے یہ ہیں کہ بےعزتی سے ریاضت کی ترقی اور عزت سے ریاضت کا زوال ہوتا ہے جب برہمن کی عزت اور پوجا ہوتی ہے وہ مثل دوشیدہ مادہ گاؤ کے لاغر ہوجاتا ہے
جواب۔ واہ واہ کیا خوب یہ تو وہی ہوا کہ جو اِس شلوک میں بیان ہے۔

येन द्रव्येण भूतानां सुखं भवति पुष्कलं।
तेनैव व्याम याप ... संयमेन विनाश नाम॥

معنے اِسکے یہ ہیں کہ۔ جس شے کے کھانے سے آدمی کو آرام ہوتا ہے اگر وہی شے بے ترکیب اور بے احتیاطی سے کھائی جاوے تو بیماری کو پیدا کرتی ہے ؛ مطلب اِسکا یہ ہے

کہ جو شلوک بابوجی نے لکھا مراد اسکی یہ تھی کہ ہر خاص شخص دنیاوی عزت کا خواہاں نہو مگر بابو صاحب نے اپنے دعوے کے ثابت کرنیکو یہ نتیجہ نکال لیا کہ۔ جسکے مال لینے سے بہت کوتاہ اندیش لوگ بجائے نیک نصیحت قبول کرنے کے یہ بات سمجھ لینگے کہ دنیاوی بدنامی اور بےعزتی کے خوف سے چوری قماربازی شراب خوری اور اوباشی وغیرہ برائیوں کو ترک نکرنا چاہیئے۔ کیونکہ۔ بموجب قول بابو صاحب کے۔ نیکنامی اور عزت آدمی کو لاغر کر دیتی ہے!! نہ صاحب میں سچ کہتا ہوں کہ یہ شلوک اس قسم کی بے پرواہی نہیں سکھلاتا صرف آدمی کو متکبری اور مدتمغی سے باز رکھتا ہے؛ ملامت کے بچنے کے واسطے تو شاستر میں اس قسم کے شلوک لکھے ہیں ؛

येषां निन्दा भवत्यत्र परत्रापि न संस्तुतिः ॥
अतः सर्वत्र निन्द्येभ्यः कर्म्मभ्यो विरमेदयम् ॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ جو لوگ دنیا میں بدنام ہیں انکی تعریف عاقبت میں بھی کبھی نہیں ہوگی۔ اسواسطے دانا کو چاہیئے کہ اُن کاموں سے مخوف رہے کہ جو باعث بدنامی اور بےعزتی کے ہوں ؛ میری یہ رائے نہیں کہ دانا آدمی دنیاوی خوف سے اُن رواجوں کی ترمیم میں بھی کوشش نکرے کہ جو خلاف شاستر ہوں اور بیوقوفوں نے اپنی نادانی سے جاری کر رکھے ہوں۔ لیکن اُن رسوم میں ترمیم ہرگز مناسب نہیں کہ جو موافق شاستر ہوں۔ جیسا کہ ذات پات وغیرہ ہیں اگر شاستر میں خودپسند اور آزاد مطلق ہو جانے کی ہدائت ہوتی تو اُن میں اس قسم کے شلوک کیوں لکھے جاتے۔

बुद्धाद्वैतसतत्त्वस्य यथेष्टाचरणं यदि ।
शुनां तत्त्वदृशां चैव को भेदोऽशुचिभक्षणे ॥

یہ بچن شری شنکراچارج کا ہے معنے اسکے یہ ہیں کہ۔ اگر لاثانی برہمہ کے جاننے والے شخص کا دل ایسا آزاد ہو جاوے کہ جو کچھ چاہا سو کھایا۔ اور جسکے ساتھ چاہا برتا اور جو کچھ چاہا سو کیا۔ یعنے شاستر کی قید سے آزاد ہو گیا۔ اور ناپاک چیزوں کو کھانے پینے لگ گیا۔ تو گیان وان اور کتے میں کیا تفاوت رہی؟ پھر بدیارن سوامی اپنی پنچدشی نام گرنتھ میں یوں فرماتے ہیں۔

बोधात्पुरा मनोमात्रदोषक्लिष्टोऽस्यथाधुना ।
अशेषलोकनिन्दा चेत्यहो ते बोधवैभवम् ॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ جب تک گیان نہیں ہوا تھا تب تک تو صرف دلی توہمات کی ہی تکلیف تھی۔ اور اب گیان کے ناز سے ذات پات کی قید کو توڑ دینے کے

سبب اگر سارے جہاں کی بدنامی کا رنج سہارنا پڑا تو آفرین ہے ایسے گیان کو ؛؛
پھر اُسی جگھ گرو چیلہ سے کہتا ہے۔

विड्वराहादितुल्यत्वंमाकांक्षीतत्त्वविद्भवान्।
सर्वधीदोषसंत्यागाल्लोकैःपूज्यस्वदेववत्॥

معنے اسکے یہہ ہیں۔ کہ گرو کہتا ہے اے سکھ تو اب گیان وان ہوا تو لازم ہے
کہ اپنے کھانے وپینے اور چال وچلن کو خوک اور سگ وغیرہ کے برابر نہ بنا۔ یعنے
قیود مذہبی سے باہر نہ ہو بلکہ اپنی عقل اور دل کے عیوب کو ترک کرکے مانند دیوتاؤں
کے لائق تعظیم ہو ؛؛

اب ناظرین کو غور فرمانا چاہئے کہ بموجب ہدایت شاستر کے انسان کو اپنی
مذہبی قیود کا قائم رکھنا جائز ہے یا توڑ دینا واجب ہے ؟ صاحب۔ آپکے دلی ارادہ
کے مطابق آزادی کی ہدایت ہمارے شاستروں میں کہیں نہیں۔ آیندہ آپکی
کی مرضی۔ جو چاہیں سو کریں۔ کیونکہ آپ فعل مختار ہیں۔ اگرچہ باوجی نے اسی
مضمون کا اور شلوک بھی لکھا مگر اسکا مکرر جواب لکھنا فضول سمجھا گیا ؛؛

اسکے بعد پھر باوجی اپنے قول کی تائید اس طرح پر کرتے ہیں کہ غلطی میں
اپنی قوم کی طرفداری کرنا موجب ترقی قوم نہیں ہوسکتا جیسا کہ جسم میں جب
بیماری داخل ہو اُسکا چھپانا سودمند نہیں بلکہ ظاہر کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔

جواب۔ بیشک۔ یہ بات سچ ہے۔ مگر آپ یہ تو فرمائے کہ ہندؤں کے قوم
میں وہ غلطی کونسی ہے ؟ کیا ذات پات کی تمیز کو یا جنیؤ چوٹی کے رکھنے کو۔ اور
شرادہ کھیاہ اور برت دان وگنگا اشنان وغیرہ کو آپ ہندوؤں کی غلطی تصور کرتے
ہو۔ ؟ صاحب یہ باتیں ہندو لوگوں کی غلطی میں داخل نہیں۔ غلطی وہ ہوتی
ہے کہ جو کسی نے اپنے دل سے پیدا کی ہو۔ جس حالت میں ان سب امور کی
ہدایت اُنکے شاستروں میں موجود ہے تو وے صرف آپکے کہنے سے غلط فہم نہیں
ہوسکتے ؛؛ اگر آپ کہیں کہ ایسی باتوں سے پُر ہونے کے سبب ہم اُن شاستروں
اور اُن کے بنانے والے رشیوں کو غلط اور غلط گو سمجھتے ہیں۔ تو اُن شاستروں کے
پیرو لوگ یہ کہینگے کہ یہ رائے مسلمان اور عیسائی لوگوں کی ہے لہذا ہم اُنکو نئے
ہندو تو کیا بلکہ لفظ ہندو سے بھی نامزد کرنا نہیں چاہتے۔ اُنکی رائے میں ہندو
وہی ہوتا ہے کہ جو شاستر اور شاستر کی بانیوں کو ہمیشہ سچی سمجھے ؛؛ اور جو آپنے
کہا کہ بیماری جسم میں آوے تو ظاہر کردینی چاہئے۔ میں اسکا مطلب نہیں سمجھا کہ

آپ کس بات پر اشارہ کرتے ہیں۔ کیا آپ کی یہ مراد ہے کہ ذات کا رکھنا ہی ہندوؤں کے قوم میں بیماری ہے؟ نہیں صاحب اگر آپ سچے ہندو ہیں تو ایسی بات زباں پر نہ لائیے۔ کیونکہ ذات پات کے رکھنے کو ہم اوپر کئی دلیلوں اور پرمانوں سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں ؞

اب بابو صاحب کہتے ہیں کہ پرمیشر جو عین حق ہے اور حق کو ہی پسند کرتا ہے تو لازم ہے کہ جو لوگ اُسکو چاہیں حق کے پیرو ہوں ؞

جواب۔ ہاں سچ ہے۔ ایسا کون بدبخت ہے کہ جو پرمیشر کو حق نہ مانے اسیواسطے تو ہم بید کو حق اور راست مانتے ہیں کہ اُن میں پرمیشر کی حقیقت کو بہت عمدگی کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے ؞ اگر کہو کہ اُس میں عناصر پرستی اور اِندر چندر سورج وغیرہ دیوتاؤں اور ستاروں کی پرستش کا ذکر کیوں آیا تو واضح ہو کہ بید میں تمتی کیواسطے کرم اُپاسنا اور گیان یہ تین سادھن لکھے ہیں۔ اور اِن تینوں طریقوں کے آدمی پرم برمھ کی حقیقت کو حاصل کرسکتے ہیں۔ سو جہاں آپ عناصر پرستی اور دیو پرستی کا ذکر دیکھتے ہو انجام اُس کا بھی پرم برمھ ہی ہے۔ چاہے کسی نام اور روپ اور چاہے اپنے میں یا اور شئے میں دھیان کرو۔ آخر اُسی میں پہونچ جاتا ہے کہ جو پرمیشر سب میں اور سب جگہ موجود ہے ؞ جیسا کہ اس شرتی میں لکھا ہے۔

नित्यो नित्यानां चेतनश्चेतनानामेको यो विदधाति कामान्
तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम् ॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ جو دیوتا ہر قدیم میں قدیم ہے اور ہر متحرک میں متحرک اور سب مرادوں کو اکیلا ہی پہونچاتا ہے جو عقلمند لوگ اوسکو آتمستھ یعنے قائم بالذات دیکھتے ہیں وہی آرام کو حاصل کرتے ہیں اور کوئی نہیں کرتا ؞ مراد اُسکی یہ ہے کہ جب ہر قدیم میں قدیم اور ہر متحرک میں متحرک وہی ہے تو آپ دیو پرستی اور عناصر پرستی کو غیر کی پرستش کیونکر سمجھتے ہو؟۔

اب بابوجی کہتے ہیں کہ دنیا میں سینکڑوں مذہب ہیں اور جہان کا مالک کسی ایک مذہب کا طرفدار نہیں کہ اُسی مذہب کے لوگوں کو بہشت میں پہونچا دے اور دوسروں کو دوزخ میں ڈالے۔

جواب۔ نہ معلوم بابوجی نے یہ فقرہ میری کس کلام کے جواب میں بیان فرمایا۔ مگر خیر اسکا جواب لکھنا بھی مجھے ضرور ہی معلوم ہوتا ہے۔ سو ہاں یہ بات

سچ ہے کہ جہانکا مالک کسی ایک مذہب کا طرفدار نہیں اُسکا نام رب العالمین ہے
مگر اسباب میں جیسی ہدایت ہندو مذہب میں پائی جاتی ہے ویسی اور کسی مذہب
میں نہیں ظاہر ہوتی ؛ جیسا کہ دیکھو عیسائی کہتے ہیں کہ کوئی شخص کیسا ہی نیکوکار
ہو سکیں جب تک عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے نجات نہیں پاویگا۔ محمدی کہتے ہیں کہ محمدؐ
پر ایمان لائے بغیر اور کسی صورت بخشا نہ جائیگا ؛ اِن بیانوں سے صاف ظاہر ہے کہ
خدا رب العالمین نہیں اُسکو محض رب النصارا۔ یا رب المسلمین کہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر
وہ رب العالمین ہوتا تو کسی خاص وسیلہ پر حصر نہ کرتا۔ ہندو دھرم میں برخلاف اسکے
شری بھگوان کا یہ قول ہے۔

यद्देशेयद्रूहेयत्रयस्मिन्योगेयदा।
आत्मे। जानन्नत्रैवमद्रक्तो मांशाश्नोति निरुकर्मभिः॥

معنے اسکے یہ ہیں کہ۔ جس سوانگ اور جس گھر میں جہاں اور جس برن و آشرم میں
میرا بھگت پیدا ہوا ہے اچھے کرموں کی مدد سے وہاں ہی مجھکو ڈھونڈ لیتا ہے ؛ واہ وا
دیکھئے کیا اچھا فراخ حوصلہ ہمارے شاستروں کا ہے کہ جنمیں مطلق تعصب کا ذکر نہیں
اور نہ کسیکو دوسرے گھر سے اُکھیڑ کر اپنی طرف کھینچنے کی ہدایت ہے ا جسکا جو سوانگ
ہے اوسکو وہیں قائم رہنے کی رہنمائی ہے کسی خاص وسیلہ کی ضرورت نہیں کیونکہ
کیونکہ ہر کو۔ بھجے سو ہر کا ہو ! سو بید اور شاستروں کی اس بے تعصبانہ اور بغیر ضنانہ
ہدایت سے صاف یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پرمیشر خاص کسی مذہب کا طرفدار نہیں
بلکہ اُسکا نام جیسا کہ بشو ناتھ یعنے رب العالمین ہے ویسا ہی اُسکا حکم یعنے بید اور شاستر
تمام عالمیاں کے واسطے عام اور یکساں برابر ہے ؛ نہ یہ حکم کہ خواہ کسیکے والدین
اور جورو بچے وغیرہ بلبلاتے ہی کیوں نہ رہجاویں مگر تم جسکو پاؤ ضرور ایکبار مسجد
یا گرجا گھر میں دھکیل ہی دو۔ کیونکہ خانہ خدا صرف یہی ہے نہ کہ وہ کہ جہاں اسکو
خدا نے پیدا کیا تھا ؛ اسیوجہ سے ہمنے اوپر بارم بار کہا کہ پرمیشر جو حق ہے اُسکی
حقیقت کا بیان شاستروں میں بہت عمدگی کے ساتھ ہوا ہے کہ جس میں کسی
وجہ کی خود غرضی نہیں پائی جاتی۔ یہاں نہ کسی نبی کی خصوصیت۔ اور نہ کسی
سوانگ اور لباس کی ضرورت۔ جو کوئی جہاں اور جیسے پرمیشر کو یاد کرے اور نیکوکار
بنے۔ وہاں ہی اُسکو مُکتی حاصل ہو سکتی ہے ؛ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض
لوگ اِس بید اور شاستر کی ہدایت پر بھی طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں پرمیشر
اُنکے ورغلانے سے تمام ہندو بھائیوں کو محفوظ رکھے۔ ہری اوم تت ست برہمہ

التماس

جو ہندو صاحب اس رسالہ کو لاحظہ فرماویں۔ اُنکو اُنکے دھرم کی ہی قسم ہے کہ ایکدفعہ یکدل
ہوکر از ابتدا تا انتہا پڑھکر اس امر کی امتیاز فرماویں کہ جو جو اعتراضات غیر مذہب والوں
کی جانب سے ہندو مذہب کی نسبت اکثر ہوا کرتے ہیں وہ واقعہ میں کیسے واہیات
ہوتے ہیں۔ اور اُنکے جوابات اس رسالہ میں بدلائل قاطع و براہین ساطع عقلی و
نقلی کے ہوگئے ہیں ؛

اور پنڈت صاحبوں کیخدمت میں دست بستہ یہ گذارش ہے کہ جلد خواب غفلت
سے جاگو۔ اور اپنے دھرم کی خبر لو۔ کہ مخالف لوگ کس طور پر ہر پہلو سے لوٹ کھسوٹ
رہے ہیں۔ اور جسقدر اسوقت اس ہندو دھرم میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں یہ محض
تمہاری ہی غفلت اور سستی اور کاہلی کا پھل ہے اگر آیندہ بھی آپ لوگ اسیطرح پر سستی
میں پڑکر لوگوں کو اپنے اپنے دھرم سے واقف نہ کروگے۔ یا جو کوئی تمہارے دھرم میں
نوع بنوع کے خلاف واقع نقص دکھلا رہے ہیں اُنکو معقول جواب نہ دوگے۔ تو اُس دن
کے جلد منتظر رہو کہ جب لوگ کہا کرینگے کہ اس بھارتھ کھنڈ میں کبھی ہندو لوگ بھی آباد
تھے! کیا خوب بات ہو کہ مثل زمانہ سابق آپ لوگ اپنے کل اوقات میں سے اپنے دھرم
کی حفاظت کے لیئے صرف ایک دو گھڑی ایسی بھی ضرور نکال کر مقرر کرلو کہ جنمیں لوگوں کو مفت
دھرم اوپدیش سنایا کرو۔ جس سے ہر امیر اور غریب اپنے اپنے دھرموں سے واقف ہوجاویں
اور تم کو بھی اس اُپکار کا نیک نتیجہ جلد حاصل ہو۔

اور ہندو راجوں و مہاراجوں اور رئیسوں کیخدمت میں بھی یہ دھرم ڈھنڈورا ہے
کہ۔ کیا آپ اس بات کو اپنا عین فرض نہیں سمجھتے کہ ہمارا ہندو دھرم جو سب مذہبوں سے
قدیم اور ہر ایک دھرم کے اصول و فروع مسئلوں کا کلپ برکش ہے اسکو ترو تازہ رکھیں؟
کیا یہ بات فیض عام۔ اور خیر محض میں داخل نہیں کہ۔ ہندو شاستروں کے پیرو غیروں
کے پنجوں میں نہ پھنسیں؟ کیا اپنے دھرم کے مارگوں کے سدھارنے کو آپ اپنے جاہ و جلال
اور حشمت و اقبال کے ترقی کا سبب اور عمدہ وسیلہ نہیں تصور کرتے اور ویسی کوشش کرنی
مناسب نہیں سمجھتے کہ جیسے زمانہ سابق راجا جدھشٹر اور رنتی دیو کرتے رہے ہیں؟ کیا
آپ ایسے پنڈتوں کے جا بجا مقرر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے کہ جو مانند امریکین مشن سے

ہر جگہہ جاکر اپنے دھرم کی مفت منادی کیا کریں؟ کیا اُس وقت آپ کے دلوں پر کسی قسم کی اضطرابی اور شرمساری نہیں پیدا ہوتی جبکہ غیر مذہب والوں کی چھاپی ہوئی وہ کتابیں تمہاری نظروں میں گذرتی ہیں کہ جنمیں تمہارے دیوتاؤں اور اوتاروں اور تیرتھوں اور بیدوں کی نندا لکھی ہوئی ہوتی ہے؟ کیا آپ کے یہاں ایسا کوئی پنڈت نہیں کہ جو اُن سب کا معقول جواب دیسکے؟ مجکو معلوم ہے کہ پنڈت تو بہت ہیں۔ لیکن فکر معاش کی جانب سے بیفکر نہ ہونیکے سبب اپنے خیالات کو دل سے باہر نہیں کرسکتے۔ اور اگر کوئی کچھ کرتا بھی ہے تو تہیدستی کے باعث سے اُن کو چھپوانے اور مفت تقسیم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا:: کیا آپ کو اپنے سلطان وقت یا ارکان سلطنت کیجانب سے کچھ مزاحمت کا خوف ہے؟ نہیں صاحب جبکہ سرکار دولتمدار اُنکو کچھ فہمائش نہیں کرتی کہ جو لوگ ہمارے بزرگوں اور اوتاروں کو برملا بازاروں اور میلوں میں کھڑے ہوکر گویا فحش گالیاں دیتے ہیں تو کیا تمکو ہی شائستہ جواب دیکر اُنہوں کی منہ زوریاں بند کرنے سی مزاحمت کرے گی؟ ہرگز نہیں :: یہ تو اس سلطنت حکیمانہ اور عادل کا اصل اصول ہے کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں!۔

تمت

اخبارِ عام

کُل ہندوستان میں سب سے زیادہ اشاعت کا اردو اخبار

روزانہ شائع ہوتا ہے

شائقین کی قدردانی اور حوصلہ دینے سے اب یہ اخبار روزانہ شائع ہوتا ہے

"اردو پڑھنے والوں کے لئے اس سے بہتر اخبار تمام ہندوستان میں کوئی نہیں"۔

"جو عنوان مضامین کے مقرر ہیں وہ سب نگینہ کیطرح جڑے ہوئے ہیں"۔

"قدر و منزلت اسکی ملک میں بہت پائی گئی"

"اسکا مختصر اور درست احوال اور سلیس عبارت پڑھنے کا سب کو بہت شوق ہے"۔

"اس اخبار کو یقین جانئے جو کوئی دیکھتا ہے محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسکا ڈھنگ بہت سے دیسی اخباروں بلکہ انگریزی اخباروں پر بھی قابل ترجیح ہے"۔

"یہ اخبار اپنے منصب کو پورا کرکے ایک پیسہ صرف چاہتا ہے"

"اخبار عام اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ شاہ و گدا سے قیمت مانگتا ہے"۔

"عام لوگوں اور مختصر خبروں کے شائقین کیلئے اس اخبار سے بہتر وقعی اخبار پنجاب بلکہ ہندوستان میں نہیں"

"اس امر میں اخبار عام نہایت افضل ہے کہ تازہ حالات معلوم کرنے کیواسطے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں

"عام اور سچی صفت اس اخبار کی یہ ہے کہ کم خرچ بالا نشین"

مندرجہ بالا فقرات اخبار عام پر عام رائے کا خلاصہ ہیں۔ مہتمم اپنی طرف سے مبالغہ کرنیکی ضرورت نہیں۔ تازہ بتازہ خبار کی بہار۔ مضامین آبدار سے یہ سراپا پُر ہے اور اسلئے صاف گو اور معتبر اخبار۔ گورنمنٹ کے اعلیٰ مشیروں اور خاص و عام کے چیدہ وکیلوں کے نازک کام اول درجہ کی صفائی اور دیانتداری سے پورا کرتا ہے۔ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عـه اور بلا محصول سے۔ نمونہ کا پرچہ مفت و نصف آنہ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے

ہفتہ وار اخبار عام

جو صاحب روزانہ اخبار عام خرید نہیں سکتے یا جنکے یہاں روزانہ ڈاک نہیں پہنچ سکتی انکی خاطر سے ایک ہفتہ وار اخبار عام بھی شائع ہوتا ہے جس میں روزانہ اخبار عام کے تمام مضامین اور خبریں سب کامل طور پر جمع ہوتے ہیں قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عـه

الراقم پنڈت مکند رام مالک و مہتمم اخبار عام - لاہور

